قیمت:پانچ روپے Rs. 5/-

ہفت روزہ
الجمعیۃ
نئی دہلی

جلد:۳۵ شمارہ:۱۵ ۱۵/تا۲۱/اپریل۲۰۲۲ء—۱۳/تا۱۹/رمضان المبارک۱۴۴۳ھ
Year-35 Issue-15 15 - 21 April 2022 Page 16

کشمیری پنڈتوں کے قتل پر وِویک اگنی ہوتری کی فلم

'دی کشمیر فائلس'

تاریخی حقائق چھپانے کی ناکام کوشش

اس فلم میں دہشت گردی کے شکار دوسرے مذاہب کے لوگوں کو جس طرح نظرانداز کیا گیا ہے اس نے خود کشمیری پنڈتوں کی ہلاکتوں پر بھی سوالیہ نشان لگادیا ہے۔ محمد سالم جامعی

مضمون صفحہ ۴ پر

خصوصی اداریہ

محمد سالم جامعی

پاکستان میں عمران خان حکومت کا زوال

دیکھو مجھے جو دیدۂ عبرت نگاہ ہو

شہسوار میدانِ جنگ میں گر کر پھر اٹھتے ہیں تو یہ مخالف حالات میں ان کی آخری دم تک لڑنے کی صلاحیت کا اظہار ہوتا ہے، ان کی یہ ہی پرعزم جدوجہد کبھی ہاری ہوئی بازی کو بھی پلٹ دیتی ہے اور اسے کامیابی سے سرخرو کرکے مردِ میدان کے خطاب سے نواز دیتی ہے، تاہم اگر کوئی شہسوار بار بار پٹخنی کھاتا ہے تو اس کی صلاحیت پر سوال کھڑا ہونا ایک فطری بات ہوتی ہے۔ ابھی حال ہی میں گذشتہ ۱۰/اپریل کو اپنے پڑوسی ملک پاکستان میں اس کے وزیراعظم جناب عمران خاں اور ان کی حکومت کا جو حشر ہوا وہ اس کی ایک تازہ مثال ہے۔ ان کی حکومت عدم اعتماد کی تحریک کا شکار ہوگئی اور سیاسی بن باس ان کا مقدر بن کر رہ گیا۔ پاکستان میں تحریک عدم اعتماد کی پیشی کے بعد جو ہائی وولٹیج سیاسی ڈرامہ دیکھنے کو ملا اور جس طرح عمران خان نے ڈپٹی اسپیکر کو مہرہ بنا کر تحریک عدم اعتماد کو مفروضہ امریکی سازش قرار دے کر مسترد کرایا اور پھر صدر پاکستان کے ذریعہ قومی اسمبلی کی تحلیل عمل میں آئی، اس نے ایک بار پھر پاکستان میں جمہوری نظام کے بھرم کے پردے کو چاک کردیا ہے۔ یہ تو پاکستان کی جمہوریت کی سپریم کورٹ نے لاج رکھ لی جس نے قومی اسمبلی کے ڈپٹی اسپیکر کی سراسر غیر جمہوری کارروائی کا ازخود نوٹس لیتے ہوئے ان کے فیصلہ کو کالعدم قرار دے دیا اور تحریک عدم اعتماد پر ووٹنگ کا وقت مقرر کردیا جس کے نتیجہ میں عمران خان کی حکومت مٹی کے ڈھیر میں تبدیل ہوگئی۔ اب ضابطہ کی کارروائی کی تکمیل کے بعد اپوزیشن محاذ حکمرانی کے رول میں آ گیا ہے۔ قومی اسمبلی نے مسلم لیگ نواز کے لیڈر جناب شاہباز شریف کو اپنا لیڈر مقرر کرکے وزارتِ عظمٰی کی کرسی انھیں سونپ دی ہے اور جس وقت آپ یہ تحریر پڑھ رہے ہوں گے وہ حکومت سازی کا عمل مکمل کرکے اپنا کاروبارِ حکومت شروع کرچکے ہوں گے۔

پاکستان کی سیاست اور کرکٹ ٹیم میں کافی دلچسپ مناسبتیں ہیں۔ دونوں ہی اپنا مزاج اچانک تیزی سے بدل لیتی ہیں اور پل میں تولہ پل میں ماشہ کہاوت کا مصداق بن جاتی ہیں۔ دونوں کو سنسنی خیز شخصیتیں اُچھالنے میں خوب مہارت ہوتی ہے۔ ایک دن لگے گا کہ وہ کچھ بھی کرگزریں گے اور اگلے ہی دن بغیر کسی پیشگی اطلاع کے منظر سے غائب ہوجائیں گے۔ سابق کرکٹ سپر اسٹار سے سماجی خدمت گار اور پھر خدمت گاری کے گھوڑے پر سوار ہوکر سیاست میں طبع آزمائی کرنے والے عمران خان نے جب جولائی ۲۰۱۸ء میں پاکستان کے وزیراعظم کی حیثیت سے باگ ڈور سنبھالی تھی، انھیں امید تھی کہ ان کا اختتام پاکستان کی سابقہ روایات کے علی الرغم ہوگا، اس کے لیے عمران خان نے نیا پاکستان بنانے کا وعدہ بھی کیا تھا۔ ایک ایسا نیا پاکستان جو بدعنوانی سے پاک، غریبوں کا ہمدرد اور کاروبار کے لیے سازگار ثابت ہوگا اور پچاس لاکھ سستے مکان بنانے کے علاوہ ایک کروڑ روزگار بھی پیدا کرے گا، لیکن اگر ان کی حکومت کے دورانیہ کا جائزہ لیا جائے تو ان کے اقتدار کے ساڑھے تین سال کی ان کی کارکردگی نے اسے جھوٹ ہی ثابت کیا ہے جس کی وجہ سے اپنے پیشرو وزرائے اعظم کی طرح وہ بھی اپنی مدت پوری کرنے میں ناکام رہے۔ نیشنل اسمبلی میں اپوزیشن کی عدم اعتماد کی تحریک پر ووٹنگ سے پہلے انھوں نے آخری گیند تک لڑنے کی قسم کھائی تھی مگر اپنی ہار کا اندازہ لگتے ہی خاں صاحب نے تحریک عدم اعتماد کا سامنا کرنے کے بجائے صدرِ جمہوریہ سے نیشنل اسمبلی تحلیل کرنے اور نئے انتخابات کرانے کی سفارش کرتے ہوئے ایسی آخری گیند پھینکی جسے ان کے حامی کچھ لوگوں نے جہاں سیاست میں گگلی قرار دیا وہیں ان کے مخالفین نے اسے اسٹمپ اکھاڑ کر پچ سے راہِ فرار اختیار کرنے سے تعبیر کیا ہے تاکہ انھیں آخری گیند کا سامنا ہی نہ کرنا پڑے۔ ایسا کرتے ہوئے عمران خان نے اپنے ملک کو غیر یقینی صورتِ حال کے گرداب کا شکار بنا دیا اور ایسی دستوری دشواری پیدا کردی کہ خود سپریم کورٹ آف پاکستان کو ہی سامنے آنا پڑا۔ اب یہاں سوال یہ ہے کہ آخر وہ کیا مجبوری تھی کہ عمران خان سیاست کی پچ پر نہیں ٹھہر پائے اور پاکستان میں حالات قابل رحم موڑ پر آ پہنچے۔ صحیح بات یہ ہے کہ اپنی اس ڈرامائی وداعی کے لیے عمران خان خود ہی ذمہ دار ہیں۔ وہ کرکٹ کی اپنی کامیابیوں کے لیے خوب جانے جاتے ہیں، وہ سیاست میں بھی بالکل نئے نہیں ہیں۔ وہ ۱۹۹۶ء میں پاکستان تحریک انصاف (پی ٹی آئی) پارٹی بنا کر سیاست میں آئے اور وزیراعظم بننے سے پہلے انھوں نے ۲۲ سال کئی سیاسی لڑائیاں لڑیں، پھر پاکستانی فوج نے بھی ان کی حمایت کی، یہ فوج کی حمایت ہی تھی کہ جب ۲۰۱۸ء کے عام انتخابات میں پی ٹی آئی کی سیٹیں اکثریت سے کافی کم رہ گئیں تو عمران خان فوج کی درپردہ حمایت سے ایک مخلوط حکومت کا تانا بانا بننے میں کامیاب رہے، اس وقت اپوزیشن پارٹیوں نے 'منتخب' کے بجائے 'چنندہ وزیر اعظم' کہہ کر ان کا مذاق بھی اُڑایا تھا۔

دراصل پریشانیاں ان کے دورِ اقتدار کے پہلے دن سے ہی ان کے پیچھے لگ گئی تھیں۔ سیاسی اقتدار نے عمران خان کو زیادہ متکبر اور مغرور بنا دیا تھا، وہ کرکٹ کے عظیم کپتان بھلے ہی رہے ہوں لیکن کسی مخلوط حکومت کی قیادت کرنے اور اتحادی پارٹیوں کو ساتھ رکھنے کے لیے جس ہنر کی ضرورت ہوتی ہے اس کا مظاہرہ کرنے میں وہ ناکام رہے۔ اس دوران عمران خان نے اپنی شبیہ بھی ایک پرجوش فراخ دل عوامی شخصیت کے بجائے ایک مذہبی شخص کی بنالی۔ وزیراعظم بننے سے ٹھیک پہلے عمران نے تیسرا نکاح اپنی روحانی پیشوا بشریٰ مونیکا سے کیا۔ مخالفین نے الزام لگایا کہ بشریٰ مذہبی شبیہ کی بنیاد پر ان کے سیاسی فیصلوں اور تقرریوں کو متاثر کرتی ہیں۔ یہاں تک کہ ان پر کالا جادو کرنے کے الزامات بھی لگائے گئے۔

ملک کا معاشی انتظام ان کے سیاسی کھیل کا دوسرا اہم پہلو تھا جس میں عمران شاید بری طرح لڑکھڑاتے نظر آئے اور اس میدان میں ان کے نااہل ہونے کا الزام ان پر آسانی سے چسپاں ہوگیا۔ ان کی معاشی میدان میں عدم صلاحیت کا اندازہ اس سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ عمران خان کے دورِ اقتدار میں چار وزرائے خزانہ آئے اور چلے گئے۔ ان کا ایک کروڑ ملازمتوں کا وعدہ بھی دھوکا ثابت ہوا اور ان کے دورِ حکومت میں بیروزگاری کی شرح مسلسل بڑھتی چلی گئی۔ عمران قیمتوں کو بھی قابو میں نہیں رکھ سکے اور مہنگائی ۱۲٫۷ فیصد اور غذائی مہنگائی ۲۰ فیصد کی اونچائی پر پہنچ گئی۔ پاکستانی روپیہ پی (باقی ص۱۴ پر)

اندر پڑھیے

• ملک کا موجودہ منظرنامہ اور ہماری ذمہ داریاں ص۵ • غزوۂ بدر: جس نے انسانی تاریخ کا دھارا بدل دیا ص۸
• زکوٰۃ اسلام کا ایک اہم رکن ہے ص۹ • رمضان المبارک: کیا کریں، کیا نہ کریں ص۱۰

بحرالکاہل کا ایک قدیم تاریخی ملک
جزائر سلیمان
جہاں مسلمانوں کی تعداد صرف ساڑھے تین سو ہے

دوسری جنگ عظیم کا شاہد جزائرسلیمان (Solomon Islands) چھ بڑے اور ۹۹۲ چھوٹے جزیروں پر مشتمل ایک خودمختار ملک ہے جو پاپوا نیوگنی کے مشرق میں جنوبی بحرالکابل میں واقع ہے۔اس کے جنوب میں جزیرہ ملک ’وانواتو‘ اور آسٹریلیا واقع ہیں۔اس کا زمینی رقبہ ۲۸۴۰۰ مربع کلومیٹر ہے۔ اس ملک کے چھ بڑے اور اہم جزائر کے نام بالترتیب یہ ہیں: چوائسیول، سانتا ایزابیل، مالایتا، ماکیرا، گواد الکانال اور نیو جارجیا۔ان کے علاوہ سیکڑوں چھوٹے جزیے اور مرجانی جزیے موجود ہیں۔ بڑے جزیروں پر جنگلاتی پہاڑوں کے سلسلے ہیں۔ملک کا بلندترین مقام کوہ آتش فشاں ماؤنٹ پوپومانا سیو کی چوٹی پہ جس کی بلندی ۲۶۶۷ فٹ ہے اور یہ جزیرہ گوادالکانال میں واقع ہے۔ جزائرسلیمان متعدد فعال اورخوابیدہ آتش فشاں پہاڑوں پر مشتمل ہیں جن میں ’تینا کولا‘ اور ’کاواچی‘ فعال ترین آتش فشاں بھی ہیں۔ جزیرہ گوادالکانال کے شمالی ساحل پر واقع دریائے لونگا ملک کا سب سے لمبادریا ہے جس کا طاس تقریباً ۳۷۷ مربع کلومیٹر ہے۔گوادالکانال پر’ماتا نیکو‘ آبشار ہے جواونچی چٹانوں پر سے نیچے کھائی میں گرتا ہے جس سے دوسرا اہم دریا ’ماتنا نیکو‘ نکلتا ہے، چٹانوں کے نیچے کئی غار بھی موجود ہیں۔ ۲۹ کلومیٹر لمبی اور دس کلومیٹر چوڑی جھیل تیگانو ملک کی سب سے بڑی جھیل ہے جو جزیرہ رینل کے جنوب میں واقع ہے۔ جزیرہ رینل کا جھیل والا خوبصورت علاقہ جو مشرقی رینل کہلاتا ہے، یونیسکو کے عالمی ثقافتی ورثہ کی فہرست میں شامل ہے۔

جزائر کی بحری-استوائی آب وہوا سال بھر انتہائی مرطوب رہتی ہے، جس کا اوسط درجہ حرارت ۲۶ء۵ ڈگری سیلسیئس ہوتا ہے۔نومبر سے مارچ تک گرم ترین مہینے ہیں۔ ہوا میں اوسط نمی تقریباً ۸۰ فیصد ہوتی ہے۔شمال مغربی ہواؤں کے اثر سے جزیروں پر اکثر بارش ہوتی ہے اور بعض اوقات طوفان بھی آتے ہیں۔سالانہ بارش تقریباً ۱۲۰؍انچ تک ہوتی ہے۔یہاں اپریل سے اکتوبر تک کا موسم ٹھنڈا اور خشک ہوتا ہے۔

جزائرسلیمان میں حیاتیاتی تنوع اور نایاب اقسام کی دستیابی کہ سطح کو پوری دنیا میں نمایاں حیثیت حاصل ہے۔ مجمع الجزائر پر مشتمل یہ خطہ جغرافیائی لحاظ سے دنیا کے سب سے پیچیدہ خطوں میں شمار کیا جاتا ہے اور یہ ایک انتہائی فعال آتش فشانی علاقے میں ہے۔ساحلی پٹیوں پر مینگروز اور ناریل کے درختوں کے جھنڈ پائے جاتے ہیں جبکہ جزیروں کے اندرونی حصوں میں نشیبی علاقے چوڑے پتوں اور سخت لکڑیوں والے جنگلات سے ڈھکے ہوئے ہیں اور پہاڑی چوٹیاں سبز کائی پوش ہوتی ہیں۔ملک کے بیشتر جزیرے گرم ومرطوب برساتی جنگلات پر مشتمل ہیں۔ آتش فشانی مٹی پودوں کے لئے معدنی غذائیت سے بھرپور اور زرخیز ہوتی ہے، یہی وجہ ہے کہ بڑے جزیروں پر شاندار اور گھنے ٹراپیکل جنگلات پائے جاتے ہیں۔ ۴۵۰۰ پودوں کی اقسام میں سے تقریباً ۳۲۰۰؍اقسام ملکی ہیں۔۲۳۰ سے زائد آرکیڈس اور دیگر ٹراپیکل پھولوں کی قسمیں ہیں جو جنگلاتی ماحول کو مزید خوشنما اور دلکش بناتی ہیں۔اندرون جزائر جنگلات نشیبی، دامن کوہ اور پہاڑی جنگلوں کے علاوہ میٹھے پانی کے دلدل پر مشتمل ہیں۔ جزیرے کے زیادہ تر اندرونی حصوں میں جنگل زیادہ گھنا ملتا ہے اوراتنے ہی زیادہ انواع واقسام کے نباتات پائے جاتے ہیں۔جنگلات پر زراعت اور درختوں کی کٹائی کا اثر پڑا ہے۔ پودے جیسے رتن، روزووڈ اور آبنوس کے درخت اور پام کی کچھ اقسام کو خطرہ لاحق ہے۔

یہاں کل ۳۲۱ مختلف اقسام کے پرندے پائے جاتے ہیں جن میں سے ۲۷ اقسام اینڈیمک ہیں یعنی دنیا میں کہیں دوسری جگہ نہیں پائی جاتیں۔ جزائر کے گرد زیرسمندر مونگے اور مچھلیوں کی متنوع اقسام پائی جاتی ہیں جن میں متعدد ایسی ہیں جو سائنس کے لئے نئی ہیں۔

جزائرسلیمان ہزاروں سالوں سے آباد ہیں۔ ہسپانوی جہازراں ایلواروڑے مینڈانا پہلا اور یورپی تھا جس نے ۱۵۶۸ء میں یہاں کا دورہ کیا اور جزائر کا نام سلیمان رکھا جو اسرائیل کا مشہور دولتمند بادشاہ اور پیغمبر حضرت سلیمان بن داؤد کے نام پر تھا کیونکہ اس یورپی سیاح کے خیال میں سلطنت سلیمان کی طرح یہ خطہ بھی قدرتی وسائل سے مالا مال اور نہایت زرخیز خطہ تھا۔یوں تو جزائرسلیمان کی تاریخ بہت طویل ہے لیکن تاریخ کا سب سے خوفناک دور دوسری جنگ عظیم کا دور تھا۔۱۹۴۲ء سے لے کر ۱۹۴۳ء کے آخر تک یہ ملک امریکی اتحادیوں اور جاپانی سلطنت کی مسلح افواج کے درمیان متعدد بڑی زمینی، بحری اور فضائی لڑائیوں کا میدانِ جنگ بنا رہا۔متحدہ امریکہ اور سلطنت جاپان کے مابین شدید جنگوں میں سب سے مشہور جنگ گوادالکانال کی لڑائی تھی۔ جزائرسلیمان میں جنگ عظیم دوم کی نشانیاں یعنی تباہ شدہ طیاروں، ٹینک، توپ اور جنگی جہازوں کے ڈھانچے اور زیر آب باقیات آج بھی بطور یادگار موجود ہیں۔ ۱۹۷۸ء میں اس ملک کو برطانیہ سے آزادی ملی۔

۱۹۸۸ء سے ۲۰۰۳ء تک یہاں نسلی تشدد اور خانہ جنگی کا دور رہا۔جزائرسلیمان میں آئینی بادشاہت ہے اورحکومت میں پارلیمانی نظام ہے۔لگ بھگ ہزار جزیروں میں سے تقریباً ۳۵۰ میں انسانی رہائش ہے۔۱۹۱۵ء کے مطابق ملک کی کل آبادی تقریباً ۵۸۳۶۰۰ نفوس پر مشتمل ہے، جس میں تقریبا ۸۷ فیصد دیہی باشندے ہیں۔ یہاں رہنے والوں کی اکثریت نسلی اعتبار سے میلانیشیائی (۹۵ء۳ فیصد) ہے۔اس کے علاوہ پولی نیشیائی (۳ء۱ فیصد) اور بائیکرونیشیائی (۱ء۲ فیصد) دیگر اہم اقوام ہیں۔ چند ہزار پر مشتمل چینی قوم بھی ہے۔اگرچہ انگریزی یہاں کی سرکاری زبان ہے لیکن صرف ایک سے دو فیصد لوگ ہی انگریزی میں روانی سے بات چیت کرسکتے ہیں ورنہ ملک کی اکثریت پیجین (Pijin) زبان بولتی ہے نیز مقامی قبائلی زبانیں بھی ہیں۔تقریباً ۹۲ فیصد لوگ عیسائی ہیں۔۵ فیصد لوگ قدیم عقائد کے ماننے والے ہیں۔ باقی اسلام یا بہائی فرقہ سے وابستہ ہیں۔حالیہ رپورٹ کے مطابق یہاں مسلمانوں کی تعداد ۳۵۰ ہے۔ ملک کا سب سے بڑا جزیرہ گوادالکانال ہے جس کے شمالی ساحل پر ملک کا دارالحکومت اور کثیرترین آبادی والا سب سے بڑا شہر ’ہونیارا‘ واقع ہے۔اس شہر کی کل آبادی تقریباً ۸۴۵۲۰ ہے۔شہر کے درمیان سے ماتنا نیکو دریا گزرتا ہے۔اس شہر میں ملک کا سب سے اہم ہوائی اڈہ ’ہونیارا انٹرنیشنل ایئرپورٹ‘ اور بندرگاہ ’پوائنٹ کروز‘ ہے۔ لب شہر سے شاہراہ ’کوکوم‘ گزرتی ہے۔

ملک کے دیگر شہروں میں گیزو، اوکی، بوالا، نورو، تولاکی وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ جزائر کے زرعی علاقے جو قابل کاشت زمینوں، مرغزاروں اور چراگاہوں پر مشتمل ہیں، ملک کے کل رقبہ کا صرف چار فیصد ہیں جبکہ ۸۷ فیصد جزاز جنگلات سے ڈھکے ہوئے ہیں۔ ناریل کی مصنوعات روایتی طور پر جزائرسلیمان کی اہم زرعی پیداوار ہے۔ ملک کی اہم صنعتوں میں کھوپرا، جنگلاتی لکڑی، پام آئل، مچھلی کوکو اور مویشی برائے گوشت ہیں۔ یہاں کی اہم اشیائے برآمدات میں لکڑی، مچھلی، کھوپرا، کوکو اور پام آئل ہیں۔اگرچہ جزائر سیسہ، جستہ، نکل اور سونا جیسے معدنی وسائل سے مالا مال ہیں پھر بھی یہ ملک ایشیا کے غریب ترین ممالک میں سے ایک ہے۔اس ملک کو امداد دینے والے اہم ممالک میں آسٹریلیا، نیوزی لینڈ، یورپی یونین، جاپان اور تائیوان شامل ہیں۔ ملک کی کرنسی سولومون آئی لینڈس ڈالر ہے۔□□

دریچۂ پاکستان
شیخ خالد زاہد

یوم پاکستان ایک نئی قرارداد کا منتظر

مارچ کا مہینہ اہم سے اہم ترین ہوتا جارہا ہے، خواتین کا عالمی دن اسی مہینے میں منایا جاتا ہے، جنگلی حیات کا دن، شاعری کا دن، ٹی بی کا دن اور پانی کا دن بھی مارچ کے مہینے میں ہی منایا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ اور بھی دن ہیں جو اس مہینے میں منائے جاتے ہیں اور اب اس فہرست میں ایک اہم ترین دن امت مسلمہ کے لئے شامل ہوا ہے جو کہ پہلا دن ہوگا جو اسلاموفوبیہ کے حوالے سے ہرسال پندرہ مارچ کو منایا جائے گا۔ پہلے تو پاکستان کے وزیراعظم عمران خان صاحب کی جنرل اسمبلی میں جو اسلامی اور غیر اسلامی دنیا کے رویوں کا فرق واضح کیا اور اس تاریخی تقریر نے دنیا کے سوچنے کے زاویئے کو تقریباً بدل کر رکھ دیا، اس تقریر سے یہ ہوا کہ یکطرفہ مفاد کی حکمت عملی سے نجات مل گئی۔ وزیراعظم پاکستان نے یوں سمجھ لیجئے کہ اقتدار نا صرف پاکستانیوں کے لئے لیا بلکہ دنیا بھر کے مسلمانوں کی زبوں حالی کو بھی بہتر کرنے کے لئے لیا۔ جس کا منہ بولتا ثبوت مذکورہ بالا تقریر ہے۔ پاکستان کی جانب سے اقوام متحدہ میں جمع کرائی جانے والی قرارداد کی بدولت ہرسال پندرہ مارچ کی تاریخ کو اسلام فوبیہ کا دن منایا جائے گا۔ تاریخ میں اسے ہمیشہ تاریخی حیثیت حاصل رہے گی اور سنہری حروف سے لکھا جائے گا۔ اسے اسلام کی فتح کا دن بھی کہا جاسکتا ہے۔ کیا یہ آلو پیاز کی قیمتوں پر قابو پانے سے کہیں بڑا کام نہیں تھا۔

مارچ کے مہینے کی تاریخی حیثیت سے ہم تمام پاکستانی بخوبی واقف ہیں اس کی بنیادی وجہ ہمارا پاکستانی ہونا ہے۔ ۲۳؍مارچ ۱۹۴۰ء کو جو تاریخی قرارداد پیش کی گئی، اس قرارداد میں ایک الگ ریاست کے قیام کا مطالبہ کیا گیا۔ مسلمانانِ ہند قائداعظم محمد علی جناح کی قیادت میں قراداد کو عملی جامہ پہنانے کے لئے نکل کھڑے ہوئے اور اس عزم اور حوصلے سے نکلے کہ سات سال کی انتھک جدوجہد کے بعد جس میں لاتعداد انسانی جانوں کی قربانی دی گئی، عزتیں پامال ہوئیں اور زروزمین کے نقصان کا تو کوئی حساب نہیں، تب کہیں جاکر سرزمین پاکستان کی سرحدوں کا تعین ہوا۔ ہم پاکستانی ہرسال اس تاریخی دن کو بھرپور طریقے سے مناتے ہیں اور اس دن کی اہمیت کو اجاگر کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یقیناً یہ دن پاکستان بننے کی بنیاد بنا اقبال کا خواب اگر اس دن عیاں نا ہوتا تو شائد ہم پاکستانی کبھی بھی خواب سے تعبیر کے سفر کا مطلب نہیں سمجھ سکتے تھے۔ اسلام کی سربلندی کے لئے اور اس کے لئے ایک الگ خطہ زمین کے تقاضے، سرزمین کی آزادی کے لئے ایک اور اپنے سے کہیں گنا بڑے مخالف سے لڑ جانے کی بھی ایسی مثال تاریخ میں نہیں ملتی۔ مکہ سے مدینے کی ہجرت کے بعد ہندوستان سے پاکستان کی طرف دوسری بڑی ہجرت قرار پائی۔

یقیناً قوموں کی سلامتی کا دارومدار انکے نظریات پر ہوتا ہے اور نظریات کی پاسداری ملکی استحکام اور دنیا کے سامنے شناخت کے تسلسل کو برقرار رکھنے کے لئے ضروری ہوتا ہے۔ الحمدوللہ پاکستان دنیا کی گنی چنی نظریاتی ریاستوں میں سے ایک ہے۔ جو قومیں اپنے نظریات سے انحراف کرتی ہیں وہ پستی کا شکار ہوتے ہوئے تاریخ کے سیاہ اندھیروں میں گم ہوجاتی ہیں۔ ہم پاکستانیوکو آزادی کے پہلے دن سے اپنے نظریئے سے بھٹکانے کی کوشش شروع کردی گئی جس کے لئے پہلے تو بیرونی طاقتوں کو استعمال کیا جاتا رہا ہے آس پڑوس سے طرح طرح کے حربے استعمال کئے جاتے رہے، پھر وہ وقت بھی آگیا کہ جب ہمارے ملک کے سیاستدانوں نے یہ ذمہ داری لے لی اور قوم کو الجھانے اور طرح طرح سے ڈرانے کا کام کیا جاتا رہا، اسی اثناء میں وہ دور بھی شروع ہوگیا جب نا صرف پاکستان بلکہ ساری دنیا میں مسلمانوں کی زندگیاں اجیرن کرکے رکھ دی گئیں اور مسلمان زبوں حالی کا اتنے شکار ہوگئے کہ دنیا میں مسلمان شرمندگی کی علامت بن کر رہ گئے۔ اس برے وقت کا فائدہ اٹھاتے ہوئے جہاں جہاں ممکن ہوسکا بری طرح سے پسپا کیا گیا اور نسل کشی کی طرز پر قتل وغارت کی گئی جسکے لئے من گھڑت الزامات لگائے گئے اور بدقسمتی یہ کہ اپنوں نے بھی دنیاوی طاقت کے سامنے گھٹنے ٹیک دیئے۔

رات اور دن کی تبدیلی قدرت نے بطور بہترین مثال روزانہ کی بنیاد پر یاددہانی کرانے کے لئے رکھی ہے کہ وقت ہمیشہ ایک سا نہیں رہتا، موسم سے سمجھ لیجئے کہ کبھی راتیں بڑی ہوتی ہیں تو کبھی کے دن یعنی کبھی خوشی دیر تک رہتی ہے اور کبھی غم۔ وقت نے ہلکا سا بدلاؤ لانے کی کوشش کی مسلمانوں میں چند حکمرانوں کو یہ طاقت دی کے وہ اپنے فیصلے خود کریں اور اپنے ملک وقوم کو ترقی کی راہ پر گامزن کریں۔ بدترین حالات میں مہاتیر محمد، طیب اردوان نے کلمہ حق بلند کرنے کی کوشش کی جو کسی حد تک کارگر ثابت ہوئی پاکستان میں عمران خان صاحب نے تبدیلی کا نعرہ لگایا ہوا تھا جسے ان لوگوں کی پشت پناہی کی بنیاد پر کافی فروغ ملا۔ عمران خان نے انتخابات میں کامیابی حاصل کی اور ہر ممکن کوشش کی کے نا صرف ملک میں قانون کی بالادستی کو نافذ کیا جائے بلکہ پاکستان سے بدعنوانی اور بدعنوانوں کو نکال باہر کیا جائے، پاکستان کی تاریخ میں ایسی کوئی نظیر نہیں ملتی کہ ارباب اختیار کو قانون کے سامنے پیش ہونا پڑے لیکن ایسا ہوا۔ دوسری طرف امریکہ کی عالمی مداخلت میں پسپائی کا سلسلہ شروع ہوا۔ پاکستان کی موجودہ حکومت کو دنیا میں بدلتے ہوئے طاقت کے کھیل میں حصہ لینے کا ایک بار پھر بھرپور موقع ملا جس سے فائدہ اٹھانے کے اقدامات بھی اعلی سطح پر کئے گئے، وزیراعظم عمران خان کا روس کا دورہ اس بات منہ بولتا ثبوت تھا۔ دنیا میں تو طاقت کے توازن کا عمل شروع ہوچکا ہے لیکن اس عمل کو عدم توازن کی طرف دھکیلنے میں پاکستان کی وہ تمام سیاسی جماعتیں جو ہمیشہ سے امریکہ نواز رہی ہیں ایک طرف کھڑی ہوگئی ہیں یا شائد کھڑی کردی گئی ہیں۔ یہ وہ سیاسی جماعتیں ہیں جنہوں نے کبھی بھی ملک کی سلامیت اور بقاء کو خاطر میں نہیں رکھا۔ تاریخ یاد رکھے گی کہ ایک دور حکومت ایسا بھی آیا تھا کہ جس میں مہنگائی بے قابو ضرور تھی لیکن اس حکومت نے ملک کا سارا گند اور گندگی ایک جگہ جمع کردیا تھا اور ہر دیکھنے والی آنکھ دیکھ سکتی ہے کہ ایک طرف وزیراعظم عمران خان ملک کے مفاد میں ڈٹے ہوئے ہیں تو دوسری طرف ملک کو پسپائی کی دلدل میں دھکیلنے والوں کا ٹولہ ہے۔ ہمیشہ یہ سنا ہے، پڑھا ہے اور سمجھا ہے کہ حق رہنے کے لئے ہے اور باطل ختم ہونے کے لئے۔ اب وقت کس کا ساتھ دینے والا یہ فیصلہ آسمانوں میں ہوچکا ہوگا، سچائی اور آگاہی کا طوفان کہاں جاکر تھمنے والا ہے، کیا عوام ابھی تک سمجھنے سے قاصر ہیں کہ انکے مقدس ووٹ کیساتھ کیا کیا جارہا ہے۔ ۲۳ مارچ ۲۰۲۲ء قوم کو ایک بار پھر قرارداد مقاصد پیش کرنی ہوگی، جس میں یہ واضح کرنا ہوگا کہ وہ مزید کسی ایسی سوچ یا نظریے کی غلامی نہیں کریں گے جو ملک کی سالمیت کے خلاف ہو جو اسلام کے خلاف ہو جو اسلاف کے خلاف ہو۔ اب وقت نے ثابت کرنا ہے کہ یہ قوم، قوم بن چکی ہے یا پھر ابھی بھی ریوڑ ہی ہے۔ ہمارا واسطہ ان لوگوں سے پڑا ہے کہ جنہیں صرف اور صرف کرسی کی پڑی ہے۔

یوکرین: مسلمان ہورہے ہیں روسی استبداد کا شکار

روس اپنے توسیع پسندانہ عزائم کو آگے بڑھاتے ہوئے یوکرین کی اینٹ سے اینٹ بجانے پر کمربستہ ہے۔ ماسکو کا یہ رویہ سیاسی ہے۔ اس سے قبل حال ہی میں ۲۰۱۴ء میں روس نے یوکرین کے ایک جزیرہ نما کریمیا پر قبضہ کرکے اسی کے ایک اہم اور عسکری لحاظ سے حساس علاقے سے محروم کردیا تھا۔ خیال رہے کہ کریمیا ایک ایسا زرخیز اور مردم خیز خطہ ہے جہاں کے تاتاری مسلمان اپنی شجاعت، علم پسندی، جرأت اور اعلیٰ فراخ دلی کے لیے مشہور ہیں۔ تاتاریوں کے یہی اوصاف ماسکو کے ظالم اور جابر حکمرانوں کو کھٹکتے رہے ہیں۔ تاریخ کا مطالعہ کیا جائے تو کمیونسٹوں نے مسلمانوں خاص طور پر تاتاریوں کے ساتھ جو رویہ اختیار کیا، اس کی مثال دوسری تاریخ میں موجود نہیں ہے۔ تاریخ کے صفحات میں روس کے حکمراں جوزف اسٹالن کے ذریعہ ۱۹۴۴ء میں ایک لاکھ اسّی ہزار تاتاریوں کو کریمیا سے بھیڑ بکریوں کی طرح قرب وجوار کے سردترین علاقوں میں بغیر کھانے اور کپڑے کے پھینک دیا گیا تھا۔

اسٹالن کے یہ مظالم آج تاریخ کی کتابوں میں درج ہیں، اسی طرح سے کریمیا میں جہاں مسلمانوں کی آبادی ۸۰ فیصد کے آس پاس تھی، آج کم ہوکر دو تین فیصد کے قریب رہ گئی ہے۔ ماسکو کا وہاں کی مسلمان تاتار نسل کے ساتھ جو رویہ تھا، اسی کے پیش نظر اس مسلم دو تین فیصد آبادی نے کریمیا پر روس کی جارحیت کی مزاحمت کی تھی اور آج بھی یوروپ میں جہاں بھی مسلم تاتاری ہیں وہ روسی جارحیت کی مخالفت کررہے ہیں۔ کریمیا کے حکمراں سرکاری اور غیر سرکاری طور پر اسٹالن اور کمیونسٹ حکمرانوں کے قتل عام کے سانحہ کو تسلیم کرتے ہیں۔ خیال رہے کہ ۱۹۹۱ء میں سوویت یونین کے زوال کے بعد کریمیا یوکرین کا حصہ بن گیا تھا اور کمیونسٹوں کے جبر کے خاتمہ کے بعد بہت سے تاتاری تارکین وطن نے واپسی شروع کردی تھی۔ مگر تقریباً آٹھ دہائیوں کی جلاوطنی کے بعد سالویک نسل کی جڑیں اس قدر گہری ہوگئی ہیں کہ تاتاریوں کو اپنے گھر واپسی میں غیرمعمولی مشقت کا سامنا کرنا پڑرہا ہے۔ ایسی گھر واپسی کے لیے جدوجہد کرنے کے لیے کریمیائی تاتاریوں نے اپنی نمائندہ تنظیم ’مجلس‘ بنائی ہے اور تاریخی شواہد کی روشنی میں اپنے حقوق کے لیے کوشاں ہے مگر جب سے روس کا دوبارہ کریمیا پر قبضہ ہوا ہے، تاتاریوں کو مشکلات کا سامنا کرنا پڑرہا ہے۔ یوکرین میں تاتاریوں کی بڑی آبادی رہتی ہے۔ اکیلے کیو میں تقریباً ایک لاکھ تاتاری رہتے ہیں جو اسلامی شعائر کو اختیار کیے ہوئے ہیں اور سماج میں اچھی طرح گھلے ملے ہوئے ہیں۔ مجموعی طور پر یوکرین میں مسلم آبادی چالیس لاکھ ہے اور روس کے حملہ سے ان کے لیے مشکلات بڑھ گئی ہیں۔

ہفت روزہ
الجمعیۃ
نئی دہلی

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

رمضان المبارک
آیئے ذرا اپنا محاسبہ کرلیں

آپ جس وقت یہ ادارتی تحریر پڑھ رہے ہوں گے اس وقت تک رمضان المبارک کا یہ مقدس ومحترم مہینہ اپنا نصف سفر طے کر چکا ہوگا۔ بلاشبہ یہ ماہِ مبارک اللہ پاک کا اپنے بندوں پر بہت بڑا اورعظیم انعام واکرام ہے کہ اس نے ہمیں اس ماہِ مبارک کی دولت سے مالامال کیا اوراس کی حسنات و برکات سے مستفید ہونے کا موقع عنایت فرمایا۔ رمضان المبارک کا ہر لمحہ اوراس کی ہر گھڑی بے انتہاء خیر و برکت کا ذریعہ ہے، ان لمحات میں ہمہ دم اللہ کی طرف سے رحمتوں اور برکتوں کا نزول ہوتا رہتا ہے جس میں ہر روزہ دار اپنے دامن کو رحمتِ خداوندی سے بھرتا رہتا ہے۔ ذکر وتلاوت، سنن ونوافل اور دعاء ومناجات کی کثرت سے بندہ اللہ سے اس قدر قرب حاصل کرلیتا ہے کہ اللہ فرماتے ہیں جو مانگوگے وہ عطا کیا جائے گا یہاں تک کہ وہ سکونِ قلب محسوس کرتا ہے، پھر آخری عشرہ شروع ہوجاتا ہے تو اس میں بندگانِ خدا پر ایک والہانہ کیفیت طاری ہوجاتی ہے اور وہ دنیا کے جھمیلوں سے کنارہ کش ہوکر مسجد کے ایک گوشہ میں یادِ الٰہی میں مصروف ہوجاتے ہیں، توبہ واستغفار میں لگ جاتے ہیں، ان کے دن ورات اسی مسجد میں گذرتے ہیں جس کو اعتکاف کہا جاتا ہے۔ جب کوئی بندۂ مومن سب کچھ چھوڑ چھاڑ کے اللہ کے دروازے پر پڑ جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کو ایسے بندۂ مومن کی حالت پر رحم آتا ہے اور اللہ اس کی لغزشوں کو معاف فرمادیتا ہے، یہی وجہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف کا اہتمام فرماتے تھے اوراس کی تلقین بھی فرماتے تھے کہ اعتکاف کرنے والا گناہوں سے بچتا رہتا ہے، اس کے لیے اتنی نیکیاں لکھی جاتی ہیں جتنی کرنے والوں کے لیے ہے یعنی اگر وہ مسجد میں رہ کر بہت سی نیکیوں کے کرنے سے بظاہر محروم رہتا ہے لیکن اس کے نامہ اعمال میں بغیر ان نیکیوں کے کام کئے ہوئے بھی ان کا ثواب لکھا جاتا ہے جیسے مریض کی عیادت، جنازہ کی نماز میں شرکت وغیرہ، اس لیے رمضان میں ایسی مسجد میں جہاں پنج وقتہ باجماعت نماز ہوتی ہو اعتکاف کا اہتمام کرنا چاہئے، یہ اعتکاف ۲۰ر رمضان کی شام کو جب آفتاب غروب ہوجائے اس وقت شروع ہوجاتا ہے اور ۲۹ر یا ۳۰ر رمضان تک رہتا ہے یعنی جب تک عید کا چاند نظر نہ آجائے مسجد میں عبادت وریاضت میں لگے رہیں، وہاں فضول باتوں سے پرہیز کیجیے، نوافل وسنن اور ذکر وتلاوت میں مشغول رہیے، بس!

تو ہو، تیرا جلوہ ہو اور گوشۂ تنہائی ہو

رمضان کے اسی آخری عشرہ کی طاق راتوں میں ایک لیلۃ القدر ہے جس کو قرآن مجید نے ہزار مہینوں سے افضل کہا ہے، اس رات کے شروع ہوتے ہی حضرت جبرئیل علیہ السلام آتے ہیں اور بے شمار فرشتے آسمان سے اترتے ہیں اور سلام وسکینت کی یہ روح پرور فضا طلوعِ فجر تک قائم رہتی ہے اس لئے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم رات رات بھر عبادت وریاضت میں مصروف رہتے اور گھر والوں کو بھی جاگنے کی ترغیب دیتے، ایک موقع پر فرمایا کہ رمضان میں ایک ایسی رات ہے جو ہزار ماہ سے افضل ہے اگر کوئی اس کے پانے سے محروم رہا تو اس نے ساری بھلائی کھودی۔ (مسند احمد) اس لیے ان مبارک گھڑیوں سے فائدہ نہ اٹھانا صرف کھانے پینے اور سیر وسیاحت میں رات گذار دینا بڑی محرومی کی بات ہے۔ آپ اس شب کی قدر کیجیے، حدیث شریف میں ہے کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں اس رات کو تلاش کرنے کا حکم دیا یعنی ۲۱ ویں، ۲۳ ویں، ۲۵ ویں، ۲۷ ویں اور ۲۹ ویں شب میں کوئی شب شب قدر ہے، ان راتوں میں دعاء ومناجات اور ذکر وتسبیح میں مشغول رہا جائے، اگر تمام رات جاگنے کی طاقت نہ ہو تو جس قدر جاگ سکتے ہوں جاگیں اور کثرت سے اس دعاء کو پڑھتے رہیں: **اللھم انک عفو تحب العفو فاعف عنی.** جو لوگ اس شب کی تلاش جستجو میں لگے رہیں گے اللہ تعالیٰ یہ شب ضرور عطا فرمائیں گے، بہت سے لوگ رات بھر جاگتے ہیں اور سحری کے وقت سوجاتے ہیں اور فجر کی نماز قضاء کردیتے ہیں، یہ طریقہ صحیح نہیں ہے، عشاء اور فجر کی نماز باجماعت ادا کیجیے تاکہ شب بیداری کے فیوض و برکات حاصل رہیں، بہرحال رمضان کے آخری عشرہ میں کثرت سے عبادت و دریاضت کرکے رضائے الٰہی وقربِ خداوندی حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

روزہ ایک اہم بدنی عبادت ہے جس کا مقصد تزکیۂ نفس کے ذریعہ رضائے الٰہی حاصل کرنا ہے۔ ایک مسلمان جب اپنی تمام ترخواہشات کو ترک کرکے حکم خداوندی کے سامنے سرتسلیم خم کردیتا ہے تو یہ اس کی زندگی کی وہ متاعِ عزیز ہوتی ہے جس کا کوئی نعمت اس دنیا میں مقابلہ نہیں کرسکتی۔ روزہ اس بات کے لیے گویا ایک ٹریننگ کی حیثیت رکھتا ہے کہ جیسے اس نے صرف رضائے الٰہی کی خاطر حلال چیزوں کو ترک کردیا۔ اسی طرح وہ اللہ کی طرف سے حرام کی ہوئی چیزوں کو بھی رضائے الٰہی کے لیے اپنی زندگی سے نکال باہر کردے گا۔ یہی وجہ ہے کہ جو لوگ خلوص اور ضبط نفس کے ساتھ رمضان المبارک کے اعمال میں مشغول ہوتے ہیں رمضان کے بعد بھی ان کی زندگیاں برکتوں اور رحمتوں سے معمور رہتی ہیں اور وہ رمضان کے ختم ہونے پر یہ دعائیں کرتے نظر آنے لگتے ہیں کہ ”اے کاش پورا سال رمضان ہوتا“ تاکہ وہ اسی طرح اپنے رب کے حضور توبہ واستغفار اور رضائے الٰہی کی مشقتیں جاری رکھ سکتے۔

روزہ ایک ایسی عبادت ہے جو سوتے جاگتے، چلتے پھرتے اور بولتے چالتے بھی عبادت ہی ہے۔ صرف شرط یہ ہے کہ خدا نے جن باتوں سے منع کیا ہے حالت صوم میں ان سے اجتناب کیا جاتا رہے اس لیے کہ روزہ اس بات کی علامت ہے کہ دن میں روزہ دار ملائکہ کا ہم صفت ہوتا ہے اور جیسے اکل وشرب سے وہ مبرا ہیں ایک روزہ دار مسلمان بھی پورے دن قوتِ بہیمیہ کے باوجود نہ صرف اکل وشرب سے پرہیز کرتا ہے بلکہ اپنی تمام انسانی خواہشات کو بھی ترک کردیتا ہے۔ روزہ خالص اللہ کے لیے ہے اور خود اللہ تعالیٰ ہی اس کا اجر مرحمت فرمائیں گے۔ ظاہر ہے یہ اس بات کی کھلی دلیل ہے کہ یہ عبادت اللہ کو بیحد محبوب ہے۔

روزہ ہمارے لیے ایک انتباہ بھی ہے اور سبق بھی۔ انتباہ اس لیے کہ رمضان المبارک سے پہلے گیارہ مہینہ ہم نے جس حال میں گزارے اور اپنی زندگی کو برے اعمال کے ساتھ وابستہ رکھا، رمضان المبارک اور روزہ کی نعمت سے ہمیں سرفراز فرماکر اس نے ہمیں ایک اور موقع عنایت فرمادیا کہ ہم روزہ اور تلاوت کے ذریعہ تزکیۂ نفس کرلیں تاکہ مستقبل میں خدا کی نافرمانیوں سے ہم محفوظ رہ سکیں اور سبق اس لیے کہ اگر ہم نے رحمت خداوندی کے اس سیلاب سے بھی فائدہ نہ اُٹھایا اور مسلسل ایک مہینہ تک قلب کی صفائی کے اس کورس سے ہم صحت یاب نہ ہوسکے تو پھر ہمیں سابقہ امتوں کے احوال اوران کے انجام پر بھی غور کرنا چاہیے۔

پہلی بعض امتیں صرف اس لیے ہلاک کردی گئیں کہ انھوں نے خدا کے دیئے ہوئے موقعوں سے کوئی فائدہ نہیں اُٹھایا تھا۔ یہ تو رحمت للعالمین سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی دعا کی برکت ہے کہ نافرمانیوں کے طوفان کے باوجود آج ہم کسی اجتماعی عذاب سے محفوظ ہیں ورنہ جیسے ہمارے اعمال ہیں ان سے ہم بخوبی واقف ہیں۔ آج مسلسل تیس روزے رکھنے کے باوجود بھی ہمارا قلب پاک نہیں ہوتا۔ ہم تقویٰ کی صفت سے محروم رہتے ہیں تو اسے اس کے علاوہ اور کیا کہا جاسکتا ہے کہ ہم رمضان المبارک کا وہ حق ادا نہیں کرپاتے جس کا وہ مستحق ہے۔ بلاشبہ رمضان المبارک میں نیک اعمال میں اضافہ ہوجایا کرتا ہے۔ مگر کیا کبھی ہم نے محسوس کیا ہے کہ اسی ماہِ مبارک میں ہماری بعض برائیوں میں بھی کئی گنا اضافہ ہوجایا کرتا ہے۔ غصہ، غیبت اور چغل خوری رمضان المبارک میں ہماری زندگیوں کا ایک لازمی حصہ بنتے جارہے ہیں اور کوئی نہیں ہے جو اپنے نفس کا محاسبہ کرکے دیکھے کہ آخر کیا وجہ ہے کہ قوتِ بہیمیہ کے حامل انسان کو قوتِ ملکیہ کی حامل مخلوق فرشتوں سے اونچے مقام تک پہنچانے والا روزہ آج ہماری سطح کو اونچا کیوں نہیں کرپارہا ہے۔ ظاہر ہے کہ اس میں روزہ کا کوئی قصور نہیں ہوسکتا۔ اگر اس میں کمزوری ہے تو صرف ہماری ہے اس لیے کہ ہم نے اپنے کو اشرف المخلوقات تو تصور کرلیا مگر وہ نکتہ فراموش کربیٹھے جس کی بنیاد پر ہمیں یہ خطاب عطا کیا گیا ہے۔

ابھی رمضان المبارک کا نصف حصہ باقی ہے، انشاء اللہ پورے وقت رحمت و مغفرت اور آگ سے نجات کے وعدوں کی صدائیں بلند ہوتی رہیں گی اس لیے ہمیں انتہائی احتیاط، ضبط نفس اور اشتیاق کے ساتھ ان بقیہ ساعتوں کا استعمال کرکے اپنے نفس کو پاک صاف کرلینا چاہیے۔

رمضان المبارک کا مقدس و بابرک مہینہ بحمد اللہ تعالیٰ ہمارے سروں پر سایہ فگن ہے۔ باری عزہ اسمہٗ نے اپنے بندوں کی صلاح وفلاح کے لیے اس ماہ میں بے شمار مواقع عطا فرمائے ہیں جن کا استعمال کرکے ہم اپنے محبوبِ حقیقی کا قرب حاصل کرسکتے ہیں۔ صدقہ فطر کی ادائیگی حالانکہ عیدالفطر کا حصہ ہے تاہم چونکہ خود عیدالفطر بھی بخشش خداوندی کے حصول کا ایک خاص موقع ہے اس لیے ظاہر ہے صدقہ فطر کی ادائیگی بھی انتہائی خیر اور نیکی کے حصول کا ذریعہ ہے۔ یہ ایسے مواقع ہیں جن کا استعمال بہرحال امت محمدیہؐ کے لیے ایک عظیم نعمت ہے۔

رمضان المبارک ہمارے لیے باعث رحمت وبرکت ہے اس لیے آیئے خلوصِ قلب کے ساتھ رمضان کے اس مقدس مہینہ کا استقبال کرتے ہوئے اس بات کا عہد کریں کہ ہم یہ ماہِ مبارک ایمان ویقین کے ساتھ اپنے خدا کی اطاعت وفرمانبرداری میں گزاریں گے اور شیطان کے مکروفریب سے خود کو بچاتے ہوئے اپنے معبودِ حقیقی کی خوشنودی کے حصول میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں ہونے دیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو استقامت کے ساتھ رضائے الٰہی کا خوگر بنائے اور رمضان المبارک کے مقدس ومحترم مہینہ کی قدردانی کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین! □□

کشمیری پنڈتوں کے قتل پر وِویک اگنی ہوتری کی فلم 'دی کشمیر فائلس'

تاریخی حقائق چھپانے کی ناکام کوشش

صفحہ اوّل کا بقیہ

ابھی اتر پردیش، اترا کھنڈ، پنجاب، منی پور اور گوا کے اسمبلی انتخابات کے نتائج اور ان میں پنجاب کے علاوہ باقی چاروں صوبوں میں بی جے پی کی واپسی کی خوشی کا گلال پھیکا بھی نہیں پڑا تھا کہ بی جے پی اور اس کے پالتو کچھ لوگ ۲۰۲۴ء کے پارلیمانی انتخابات کی تیاریوں میں لگ گئے ہیں، اس تیاری کی ابتدا بھی انھوں نے ہندو اور مسلمان کے نام پر ہی کی ہے۔ ابھی حال ہی میں 'دی کشمیر فائلس' کے نام سے وویک اگنی ہوتری کی ایک فلم ملک کے اکثر سنیما گھروں کی زینت بنی ہوئی ہے جس میں انھوں نے ۱۹۸۹ء میں کشمیری پنڈتوں پر دہشت گردی کی عکس بندی کر کے یہ دِکھانے کی کوشش کی ہے کہ ان دہشت گردانہ حملوں کی وجہ سے لاکھوں کشمیری پنڈت کشمیر چھوڑنے پر مجبور کردیئے گئے تھے جو آج بھی گھاٹی سے باہر ہی پڑے ہوئے ہیں اور بے کسی کی زندگی گزار رہے ہیں۔

اس فلم کی کہانی ایک نوجوان کشمیری پنڈت کرشن کے اردگرد گھومتی ہے جو اپنے دادا کی آخری رسم پوری کرنے کے لیے کشمیر جاتا ہے، اس کے دادا کی آخری خواہش یہ تھی کہ اس کی راکھ اس کے بزرگوں کے اس مکان پر بکھیری جائے جسے جنوری ۱۹۹۰ء میں انھیں چھوڑنے کے لیے مجبور کردیا گیا تھا۔ اس نوجوان کرشن کو کشمیر میں قیام کے دو دنوں کے دوران کشمیری پنڈتوں پر ہونے والے مظالم کا پتہ چلتا ہے جن میں اس کے خاندان کے لوگ مارے گئے تھے۔ اگنی ہوتری کی یہ فلم صرف اس لیے نہیں بنائی گئی کہ کشمیری پنڈتوں کی حالت زار لوگوں کے سامنے آئے بلکہ آج تیس سال کے بعد فلم کا بنانا ان کے فرقہ وارانہ ایجنڈے کے اظہار کی علامت بھی صاف نظر آرہا ہے۔

فلمساز خود بھی اس حادثہ کا استعمال فلم میں سیکولرسٹ سیاستدانوں کو اس بات پر مطعون کرنے کیلئے کرتے ہوئے نظر آجاتے ہیں جو مسلمانوں پر مظالم کے خلاف آواز اُٹھاتے رہتے ہیں۔ اگنی ہوتری نے کمیونسٹوں کی بھی ایسی تصویر پیش کی ہے جو یا تو کشمیری پنڈتوں پر ہونے والے مظالم سے ناواقف ہیں اور یا پھر وہ ناامیدی کا شکار ہیں۔

یہ کس قدر حیرت کی بات ہے کہ فلم کے ناظرین اگنی ہوتری کے اس خالص سیاسی ایجنڈے کو، جو صرف اور صرف فرقہ پرست طاقتوں میں زور پیدا کرنے والا ہے، ہاتھوں ہاتھ لیا ہے اور اس پر اپنی پسندیدگی کے اظہار کے ساتھ ساتھ سنیما گھروں میں انتہائی اشتعال انگیز نعروں کے ذریعہ مسلمانوں کو گالیوں سے نواز رہے ہیں۔ بعض نعرے تو ایسے بھی سنے جارہے ہیں جن میں مسلمانوں کے قتل تک کی بات کہی جارہی ہے تاہم بہت سے لوگ ایسے بھی ہیں جو اگنی ہوتری کے اس سیاسی ایجنڈے کی مخالفت میں آواز اُٹھا رہے ہیں اور اگنی ہوتری پر تاریخ کے غلط استعمال کا الزام لگا رہے ہیں۔ کچھ لوگ خود فلم کے کلیدی اداکار انوپم کھیر کا ۲۰۱۳ء کا ایک ٹویٹ بھی شیئر کررہے ہیں جس میں انھوں نے اس موضوع پر کہا تھا کہ "میں کچھ لوگوں کو کشمیری پنڈتوں کی نقل مکانی پر شور ہنگامے کو مذہبی منافرت میں بدلتے ہوئے دیکھ رہا ہوں جبکہ ایسا نہیں ہے۔ یہ ایک صرف انسانی تکلیف کا معاملہ ہے چاہے تکلیف کا شکار ہندو ہو یا مسلمان۔" انوپم کھیر نے جس فرقہ وارانہ تقسیم پر اپنی تشویش ظاہر کی تھی آج خود ان کی زیر ہدایت بننے والی فلم کے ذریعہ وہ سامنے آرہی ہے۔ وائرل ہونے والے کلپس میں فلم کے ناظرین فلم سے متاثر ہوکر مسلمانوں کو گالیاں بھی دے رہے ہیں اور انھیں قتل کی دھمکیاں بھی دے رہے ہیں، ساتھ ہی مسلم فلمسازوں اور کرداروں والی فلموں کے بائیکاٹ کی اپیلیں بھی کی جارہی ہیں۔ راجدھانی دہلی کے ایک سنیما گھر میں ایک شخص کہہ رہا ہے کہ جب تک 'سیکولر انڈیا' ہے ہندو مارے جاتے رہیں گے، وہ ان صوبوں میں ہندوؤں کا مستقبل تاریک بتا رہا ہے جہاں بی جے پی کو ووٹ نہیں ملتے۔

بی جے پی اس فلم کو ہندو مسلم منافرت کے لیے استعمال کرنے میں کامیاب ہوگئی ہے۔ بی جے پی کے لیڈر اور اس کی صوبائی حکومتیں خوب بڑھ چڑھ کر اسے گلے لگا رہی ہیں۔ بی جے پی اقتدار والے صوبوں میں تو اسے ٹیکس سے استثنیٰ بھی دے دیا گیا ہے۔ مدھیہ پردیش کی شیوراج سنگھ چوہان حکومت نے تو فلم دیکھنے کے لیے پولیس ملازمین کو چھٹی بھی دے رہی ہے۔ فلم ریلیز ہونے کے ایک دن بعد ۱۲/مارچ کو اگنی ہوتری اور ان کی بیوی نے خود وزیراعظم مسٹر نریندر مودی سے جاکر ملاقات کی اور صرف شروع کے دو دن کی کمائی کو پندرہ کروڑ تک پہنچا دیا۔ اس فلم کو مسٹر مودی کا بھی آشیرواد پوری طرح حاصل ہے۔ انھوں نے ۱۶/مارچ کو بی جے پی پارلیمانی بورڈ کی میٹنگ کو خطاب کرتے ہوئے بڑے طمطراق سے کہا کہ:

"ایسی اور بھی فلمیں بنی چاہئیں، جو لوگ شخصی آزادی کا جھنڈا اُٹھائے گھوم رہے تھے پچھلے کچھ دنوں سے وہ بوکھلائے ہوئے ہیں۔ حقائق اور ان کی بنیاد پر فلم کا تجزیہ کرنے کے بجائے وہ فلم کو بدنام کرنے کی مہم چھیڑے ہوئے ہیں۔ میرا موضوع فلم نہیں ہے، میری فکر یہ ہے کہ سچ جو بھی ہوا سے ملک کی بھلائی کیلئے صحیح طریقہ پر پیش کرنے کی ضرورت ہے اور اگر کوئی چاہے تو اسی موضوع پر اپنے نظریہ سے ایک اور فلم لاسکتا ہے۔"

ہمارے محترم وزیراعظم نے جو بھی فرمایا وہ بجا فرمایا اس لیے کہ وہ وزیراعظم ہیں اور وہ جس فکر کی نمائندگی کرتے ہیں اس میں ان کی بات سے انکار قابل گردن زدنی حرکت سمجھی جاتی ہے، مگر بڑے ہی ادب واحترام کے ساتھ ان سے پوچھنا چاہتے ہیں کہ وہ اپنی بات پر قائم رہتے ہوئے کیا گجرات فسادات ۲۰۰۲ء پر مسٹر راہل ڈھولکیا کی فلم 'پرزانیا' کو گجرات میں دِکھانے کی اجازت دیں گے جسے وہاں سنیما گھروں میں ان کے مالکوں نے دِکھانے سے صرف اس لیے منع کردیا تھا کہ گجرات کے انتہاپسند ہندو ان کے خلاف ہوجائیں گے اس لیے کہ اس فلم میں گجرات قتل عام کی ایک ہلکی سی تصویر پیش کردی گئی تھی۔

گزشتہ تیس سالوں سے کشمیر سے نقل مکانی کرنے والے ہندو اور مسلمان مسلسل تکلیفیں اُٹھا رہے ہیں۔ اس دوران کئی حکومتیں آئیں اور گئیں، اب گذشتہ آٹھ سال سے خود مودی حکومت قائم ہے مگر کسی نے بھی ان کے درد کی دوا بننے کی کوشش نہیں کی۔ موجودہ حکومت کا رویہ تو اور بھی افسوسناک ہے۔

اس سچائی سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ گذشتہ آٹھ دس برسوں میں فلمیں بھی سیاست سے متاثر ہوتی رہی ہیں۔ راجستھان کی سابقہ وسندھرا حکومت نے صوبہ میں 'پدماوت' فلم کو ریلیز ہونے دینے کی اجازت دینے سے انکار کردیا تھا۔ اترا کھنڈ کی بی جے پی حکومت نے 'کیدارناتھ' کو صرف اس لیے نہیں دِکھانے دیا کہ یہ ایک ہندو لڑکی اور ایک مسلم لڑکے کے درمیان پیار کی کہانی پر مبنی تھی۔ ہندو شدت پسندوں کی حکومت میں تکلیف سے پریشان مفروضہ ہندستان پر بنائی گئی 'نیٹ فلکس' کی سیریز 'لیلیٰ' کا سیزن'۲' تو شدت پسندوں کے خوف سے لایا ہی نہیں جاسکا تھا جبکہ کشمیر کے حالات پر 'دی کشمیر فائلس' کوئی پہلی فلم نہیں ہے، اس سے قبل ہندی میں 'مشن کشمیر' اور 'شکارا' جیسی فلمیں آچکی ہیں۔ 'دی کشمیر فائلس' کا امتیاز صرف یہ ہے کہ یہ فلم ہندوستان کے فرقہ پرست عناصر کو خوراک مہیا کرتی ہے۔ اگنی ہوتری خود کہتے ہیں کہ ان کی اوّلیت کشمیری پنڈت یعنی ہندو ہیں، انھوں نے اس فلم میں کشمیری مسلمانوں کو پاکستان سے پیار کرنے والے اور ہندوؤں سے نفرت کرنے والوں کی شکل میں دِکھایا ہے۔ اس فلم میں جو نعرے بازی دِکھائی گئی ہے وہ بے حد خوف زدہ کرنے والی ہے۔ اگنی ہوتری نے سیاست کی تعریف بھی اپنے پسندیدہ ڈھنگ سے کی ہے۔ اس میں ڈاکٹر فاروق عبداللہ کو خوب بدنام کیا گیا ہے جبکہ اس وقت وہ ریاست کے وزیراعلیٰ کے عہدے پر بھی نہیں تھے تاہم اس وقت کی مرکزی حکومت جو اس وقت گورنر جگ موہن کے ذریعہ ریاست پر حکمرانی کررہی تھی اور جس کے وزیراعظم وشوناتھ پرتاپ سنگھ تھے، اس پوری فلم میں اس کا کہیں ذکر نہیں ہے اس لیے کہ مسٹر وی پی سنگھ کی حکومت کو خود ان کی آقا بی جے پی باہر سے حمایت دے رہی تھی۔ اگر وی پی سنگھ کا ذکر ہوتا تو بات کا بی جے پی تک پہنچنا لازمی تھا۔ یہ فلمساز کا وہ دوغلا پن ہے جو خود بخود ہی ظاہر ہوجاتا ہے۔

اس سے کون انکار کرسکتا ہے کہ ۱۹۸۸-۸۹ء کشمیر میں خونی سال کہے جاسکتے ہیں۔ ان دو سالوں میں وہاں دہشت گردی پورے عروج پر تھی مگر سوال یہ ہے کہ آخر اس کا ذمہ دار کون ہے؟ کیا اس وقت کے حکمرانوں کو کلین چٹ دی جاسکتی ہے جبکہ یہ بات ثابت ہوچکی ہے کہ اس وقت فاروق عبداللہ حکومت کو وی پی سنگھ حکومت نے بی جے پی کی ضد پر ہی برخاست کیا تھا۔ جگ موہن بھی جنھیں گورنر بنا کر بھیجا گیا تھا، بی جے پی کا چہیتا افسر تھا اور جس نے کشمیری مسلمانوں کو بدنام کرنے کے لیے پہلے دہشت گردوں کو کشمیری ہندوؤں پر حملہ کا موقع دیا اور پھر ان کے تحفظ کے نام پر ان کے خوف کا فائدہ اُٹھا کر انھیں نقل مکانی کے لیے تیار کیا اور پھر بسوں میں بھر کر انھیں دربدر کی ٹھوکریں کھانے پر مجبور کردیا۔ اس نقل مکانی پر آج تیس سال سے زائد مدت گزر چکی ہے مگر کشمیری پنڈت آج بھی وہیں کھڑے ہیں جہاں تیس سال پہلے تھے۔ ان کی نقل مکانی کے بعد بی جے پی گذشتہ دو مرتبہ پہلے اٹل بہاری باجپئی کی قیادت میں اور اب آٹھ سال سے مسلسل مسٹر مودی کی قیادت میں ملک پر حکمرانی کے مزے لوٹ رہی ہے۔ کیا وہ بتائیں گے کہ ان چودہ سالوں میں بی جے پی حکومتوں نے ان کشمیری ہندوؤں کی وطن واپسی کے لیے کیا قدم اُٹھائے اور صرف یہی نہیں ابھی چند سال پہلے تو مسلسل تین سالوں تک خود جموں وکشمیر میں بھی بی جے پی مفتی حکومت میں اہم حصہ دار کی حیثیت سے شامل رہی ہے۔ ان تین سالوں میں اس نے ان مظلوم کشمیری پنڈتوں کے لیے کیا کیا۔

جہاں تک ۱۹۸۸-۸۹ء کے کشمیری میں متاثرین کے اعداد وشمار کا تعلق ہے، فلم نے اس تعلق سے بھی مغالطہ آرائی کی کوشش کی ہے۔ اگنی ہوتری کی پوری فلم سے یہ تاثر ملتا ہے کہ دہشت گردی کا شکار صرف کشمیری پنڈت ہی رہے ہیں جبکہ سچائی اس کے بالکل برعکس ہے۔ ۲۰۱۱ء میں وزارتِ داخلہ سے پوچھا گیا تھا کہ کشمیر گھاٹی میں دہشت گردانہ سرگرمیوں میں کتنے کشمیری پنڈتوں کی موت ہوئی تھی، اس وقت کے وزیر مملکت برائے داخلہ مسٹر جتندر سنگھ کا بیان تھا کہ ۱۹۸۹ء سے اب تک صوبہ میں ۲۱۹ کشمیری پنڈت مارے گئے ہیں جبکہ ۲۰۱۱ء میں ہی کشمیری پنڈتوں کی تنظیم کشمیری پنڈت سنگھرش سمیتی نے کہا تھا کہ ان کے سروے کے مطابق کم سے کم ۳۹۹ پنڈتوں کی موت ہوئی ہے لیکن یہاں ایک اہم سوال یہ ہے کہ کیا کشمیر میں دہشت گردی کا شکار صرف ہندو ہی ہوئے جبکہ دہشت گردوں کا سب سے پہلا شکار ہی ایک مسلمان محمد یوسف حلوائی تھا، رہا یہ سوال کہ کشمیر میں ہندوؤں کے علاوہ دوسرے مذاہب کے کتنے لوگ دہشت گردوں کا نشانہ بنے تو اس سلسلے میں قابل اعتبار ڈاٹا صرف سری نگر پولیس کے اعداد وشمار پر مبنی ہی ہوسکتا ہے۔ سری نگر پولیس نے ایک آر ٹی آئی کے جواب میں بتایا تھا کہ ۱۹۹۰ء میں دہشت گردی کی ابتدا کے بعد دہشت گردوں نے ۸۹ کشمیری پنڈتوں کے ساتھ دوسرے مذہب کے ایک ہزار چھ سو پینتیس (۱۶۳۵) لوگوں کا قتل کیا ہے۔ نقل مکانی کرنے والوں میں بھی ہندو اور مسلمان دونوں شریک ہیں، خود این ڈی اے حکومت نے ۲۰۲۱ء میں نقل مکانی کرنے والوں کے اعداد و شمار چوالیس ہزار ایک سو سٹرسٹھ بتائے ہیں جن میں انتالیس ہزار سات سو بیاسی ہندو اور چار ہزار تین سو پچاسی دوسرے مذاہب کے لوگ ہیں۔

یہ کس قدر افسوس کی بات ہے کہ گزشتہ تیس سالوں سے کشمیر سے نقل مکانی کرنے والے ہندو اور مسلمان مسلسل تکلیفیں اُٹھا رہے ہیں۔ اس دوران کئی حکومتیں آئیں اور گئیں، اب گذشتہ آٹھ سال سے خود مودی حکومت قائم ہے مگر کسی نے بھی ان کے درد کی دوا بننے کی کوشش نہیں کی۔ موجودہ حکومت کا رویہ تو اور بھی افسوسناک ہے۔ یہ حکومت ان پر فلمیں بنوا کرسکتی ہے، انھیں ٹیکس فری کر کے ملک کے بچے بچے کو دِکھانے کا کام کرسکتی ہے تاکہ ہندو اور مسلمانوں کے درمیان نفرت کی کھائی اور گہری ہوسکے اور وہ انتخابات میں اس کا فائدہ اُٹھا کر اقتدار کی عمر بڑھا سکے، مگر آج تک نہ ان کا درد سمجھنے کی کوشش کی اور نہ ہی ان کا کوئی مداوا تلاش کیا جو بلاشبہ نہ صرف کشمیری پنڈتوں کے ساتھ ظلم ہے بلکہ پوری انسانیت کے ماتھے پر ایک بدنما داغ ہے۔ □□

یہ کس قدر حیرت کی بات ہے کہ فلم کے ناظرین اگنی ہوتری کے اس خالص سیاسی ایجنڈے کو، جو صرف اور صرف فرقہ پرست طاقتوں میں زور پیدا کرنے والا ہے، ہاتھوں ہاتھ لیا ہے اور اس پر اپنی پسندیدگی کے اظہار کے ساتھ ساتھ سنیماگھروں میں انتہائی اشتعال انگیز نعروں کے ذریعہ مسلمانوں کو گالیوں سے نواز رہے ہیں۔ بعض نعرے تو ایسے بھی سنے جارہے ہیں جن میں مسلمانوں کے قتل تک کی بات کہی جارہی ہے تاہم بہت سے لوگ ایسے بھی ہیں جو اگنی ہوتری کے اس سیاسی ایجنڈے کی مخالفت میں آواز اُٹھا رہے ہیں اور اگنی ہوتری پر تاریخ کے غلط استعمال کا الزام لگا رہے ہیں۔

میزان

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

ملک کا موجودہ منظرنامہ اور ہماری ذمہ داریاں

ہمارا ملک اپنی تاریخ کے بدترین دور سے گذر رہا ہے، دن بدن حالات خراب ہوتے جا رہے ہیں، گائے کے تحفظ کے نام پر لوگوں کو مارا جا رہا ہے، گائے کے علاوہ دوسرے جانوروں کے گوشت کھانے پر بھی آپ کی جان جاسکتی ہے، جب تک جانچ رپورٹ آئے گی، اس نام پر آپ کا قتل ہو چکا ہوگا۔ داڑھی ٹوپی، حجاب اور شعائر اسلام کو اپنانے والوں کو راستہ چلتے طنز کے ساتھ بھدی بھدی گالیاں سننی پڑتی ہیں، راستہ گذرتے ہوئے آپ کو چڑھانے کے لیے بھارت ماتا کی جے کی آواز زور سے لگائی جاتی ہے، خواتین کی عزت وناموس سرعام لوٹی جارہی ہے، کسانوں کی حالت دردناک ہے، وہ خودکشی پر مجبور ہورہے ہیں، نوٹ بندی اور جی ایس ٹی کے نفاذ نے چھوٹے کاروباریوں پر زندگی تنگ کردی ہے اور کاروبار مندی کے دور سے گذر رہا ہے، کچے چمڑے لاتے لے جاتے لوگ ڈر رہے ہیں، جس کی وجہ سے ٹینریاں بند ہورہی ہیں، لاکھوں روپے کے چمڑے بلوکر کے گوداموں میں پڑے ہوئے ہیں، ان کا خریدار کوئی نہیں ہے، ٹکسٹائل ورکروں کی حالت ناگفتہ بہہ ہے۔ دلت ہندوؤں کی حالت انتہائی خستہ ہے اور وہ تحریک کی راہ پر چل پڑے ہیں، کشمیر سلگ رہا ہے، دارجلنگ میں گورکھا لینڈ والے سر اٹھا رہے ہیں اور تیزی سے علاحدگی کی راہ پر بڑھ رہے ہیں۔ ملک کی سرحدیں غیر محفوظ ہیں، ہمارے جوان مر رہے ہیں، نکسل وادیوں کے زور میں کمی نہیں آرہی ہے، بھوٹان سے متصل سرحد پر چینی افواج ہمیں آنکھیں دکھا رہی ہیں اور دھمکیاں دے رہی ہے، ٹرینوں کا سفر محفوظ نہیں ہے، فرقہ پرستوں کے حوصلے بلند ہیں اور وہ غیر ضروری اور غیر حقیقی نعروں سے مسلمانوں کو پریشان، ہراساں اور خوف زدہ کرنے میں لگے ہیں، وزیر اعظم نے بعض موضوعات پر اپنی زبان کھولی ہے، جس کا کوئی بھی اثر فرقہ پرستوں پر نہیں ہوا کیوں کہ وہ خوب جانتے ہیں کہ وزیر اعظیم کا کام 'نندا' کرنا نہیں، قانون کے نفاذ کو یقینی بنانا ہے، اسی لیے ایک لیڈر نے یہاں تک کہہ دیا کہ ''تم مارتے رہے ہم نندا کرتے رہیں گے''، مذہبی اسفار بھی محفوظ نہیں ہیں۔

ان حالات میں ہماری ذمہ داریاں بہت بڑھ گئی ہیں، ملک سے محبت کا تقاضہ ہے کہ ہم اس ملک کی سالمیت، قانون کے تحفظ اور اس کے نفاذ کے لیے ہر سطح پر کوشاں ہوں، ملک محفوظ اسی وقت رہے گا جب قانون کی بالادستی ہو، کسی کو بھی قانون ہاتھ میں لینے کی اجازت نہ دی جائے، تحفظ گائے کے نام پر جن لوگوں نے خون خرابہ مچا رکھا ہے، ان سے سختی سے نمٹا جائے، یہ کام حکومت کے کرنے کا ہے، عوام تو صرف ان کاموں میں مدد دے سکتی ہے، اور قانون توڑنے والوں کے خلاف ان اداروں کی مدد کرسکتی ہے جن کا کام لا اینڈ آرڈر کا تحفظ ہے۔

'ہماری' کا مطلب صرف مسلمان نہیں، اس ملک کے سارے باشندے ہیں اور اس میں ذات برادری، علاقہ، زبان مسلک ومشرب کی قید نہیں ہے، دوسری طرف ہر مذہب کے لوگ بھی جو اس ملک میں رہتے ہیں، یہاں کے شہری ہیں، ان سب کی مشترکہ ذمہ داری ہے کہ وہ اس صورت حال کو بدلنے کے لیے آگے آئیں۔

> **ہندوستان کی تاریخ کا پہلا موقع ہے کہ ملک کے تین اعلیٰ عہدے پر صدر، نائب صدر اور وزیر اعظم آر ایس ایس کے پروردہ اور نمک خوار فائز ہیں، اس کے باوجود یہاں کی اکثریت گنگا جمنی تہذیب کی عادی ہے۔ ایک بڑا گروپ وہ ہے جسے ہم خاموش گروپ کہہ سکتے ہیں، اس خاموش گروپ کو جمہوری اقدار کی حفاظت کیلئے آگے لانے کی ضرورت ہے۔**

ہمارا ماننا ہے کہ اس ملک میں سیکولرزم اور جمہوریت کی جڑیں بہت مضبوط ہیں، بی جے پی کے دور حکومت میں اسے کمزور کرنے کی منظّم کوشش ہورہی ہے، بحالیوں میں بھی آر ایس ایس سے وفاداری کو ملحوظ رکھا جارہا ہے اور ہندوستان کی تاریخ کا پہلا موقع ہے کہ ملک کے تین اعلیٰ عہدے پر صدر، نائب صدر اور وزیر اعظم آر ایس ایس کے پروردہ اور نمک خوار فائز ہیں، اس کے باوجود یہاں کی اکثریت گنگا جمنی تہذیب کی عادی ہے، ایک بڑا گروپ وہ ہے جسے ہم خاموش گروپ کہہ سکتے ہیں، اس خاموش گروپ کو جمہوری اقدار کی حفاظت کے لیے آگے لانے کی ضرورت ہے، دلتوں، آدی باسیوں اور اقلیتوں کا اتحاد بھی ان حالات کو بدلنے میں معاون ہوسکتا ہے، یہ ملک کے لیے انتہائی ضروری ہے، اقتدار اعلیٰ چونکہ فرقہ پرستوں کے ہاتھ میں ہے، اس لیے یہ کام ذرا مشکل ہے، لیکن ہم اسے ناممکن نہیں کہہ سکتے۔

اس ملک میں مسلمان دوسری بڑی اکثریت ہے، ملک سے محبت اور وفاداری کا تقاضہ ہے کہ ان حالات کو بدلنے کے لئے وہ اپنی ذمہ داریوں کو سمجھنے کی کوشش کریں کیوں کہ مسلمان ہی وہ امت ہے جس کے پاس اعلیٰ اخلاقی اقدار اور مورل ویلیو کا بڑا ذخیرہ ہے، اسے خیر کے کاموں میں تعاون کا حکم دیا گیا ہے اور گناہوں کے کاموں سے بچنے کی بات کہی گئی ہے، یہ بھلائی کا حکم دیتی ہے اور بُرائی سے روکنے کا کام کرتی ہے، اسی لیے یہ خیر امت ہے، وقت آگیا ہے کہ حالات کو بدلنے کے لیے ہم اپنی جدوجہد کا آغاز کریں۔

اس کے لیے سب سے پہلا کام انابت الی اللہ ہے، اللہ کی طرف رجوع کرنا، اس کے سامنے گڑگڑا کر حالات بدلنے کے لیے دعا کرنا، اس لیے کہ اصل قوت وطاقت کا مرکز ومحور اللہ رب العزت کی ذات ہے وہ چاہے تو پل میں سب کچھ ٹھیک کردے؛ کیوں کہ وہ ہر چیز پر قادر ہے، لیکن ہماری بداعمالی اور بے عملی نصرت خداوندی کے دروازے پر رکاوٹ بن گئی ہے، ہم اپنے اعمال کی اصلاح کریں، اللہ کا خوف ہمارے دل میں ہو اور ہماری تمام حرکات وسکنات احکام الٰہی اور ہدایت نبوی کے تابع ہو تو اللہ کی مدد آئے گی اور حالات کا رخ بدلے گا، لیکن اس کے لیے اپنا محاسبہ اور اپنے اعمال کا قبلہ درست کرنا ہوگا۔

دوسرا کام کرنے کا یہ ہے کہ غیر ضروری جوش سے گریز کیا جائے، فیصلے جوش کے بجائے ہوش اور اقدام جذباتیت کے بجائے عقلیت سے کیے جائیں غیر ضروری جوش سے ملت کو نقصان کے علاوہ کچھ نہیں ملا ہے، اس لیے ہر حال میں تحمل وبرداشت کا مظاہرہ کرنا چاہیے اور آخری حد تک کوشش کرنی چاہیے کہ ناگوار واقعات سامنے نہ آئیں، ٹالرنس کا ماحول بنانے سے یہ کام آسان ہوگا۔

تیسری ذمہ داری یہ ہے کہ ٹالنے کی ساری کوشش ناکام ہوجائے تو اقدام کے طور پر نہیں اپنی دفاع اور جان ومال، عزت وآبرو کے تحفظ کے لیے ہر ممکن کوشش کی جائے، یہ ہمارا دستوری اور قانونی حق ہے، اس سلسلے میں (باقی صفحہ ۱۴ پر)

گوشہ روزگار

کیریئر کونسلنگ ضروری کیوں؟

ہم میں سے اکثر لوگوں کو اس بات کا اتفاق ہوا ہوگا کہ ایک شخص کی تعلیمی قابلیت کچھ اور ہے لیکن وہ کام کسی مختلف شعبہ میں کررہا ہے۔ صرف یہی نہیں، اگر آپ ایسے کسی نوجوان یا شخص سے بات کریں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ اس نوجوان نے سوچا کچھ اور تھا، وہ کرتا کچھ اور ہے اور آخر میں اس کے ساتھ ہو کچھ اور جاتا ہے۔ ہمارے اعلیٰ تعلیمی نظام میں کئی مسائل ہیں اور ایسے ہی ایک اور مسئلے کی نشاندہی حال ہی میں ہائر ایجوکیشن کمیشن کے چیئر مین نے بھی کی ہے۔ اس مسئلے کا ایک حل کیریئر کونسلنگ فراہم کرتی ہے۔ کیریئر انگریزی زبان کا لفظ ہے اور اس کے کئی معنی ہیں۔ اس کا ایک مناسب ترجمہ طرزِ معاش کے طور پر کیا جاسکتا ہے۔ کونسلنگ بھی انگریزی میں عام استعمال ہونے والا لفظ ہے جس کے معنی رہنمائی یا مشورہ کے ہیں یعنی طرزِ معاش کے بارے میں رہنمائی یا مشورہ۔ اعداد وشمار سے ظاہر ہوتا ہے کہ ملک میں اعلیٰ تعلیم کی جامعات کا جال وسیع تر ہوتا جارہا ہے اور اسکول اور کالج سے فارغ التحصیل طلبا کی اعلیٰ تعلیم تک رسائی آسان ہورہی ہے، لیکن یہ دیکھنا مشکل نہیں ہے کہ ان طالب علموں میں سے صرف کچھ ہی ایسے ہوتے ہیں، جن کا انتخاب کردہ شعبہ واقعی ان کا پسندیدہ شعبہ بھی ہوتا ہے، نتیجتاً وہ کبھی بھی اس شعبے میں اس بلند معیار کی کارکردگی کا مظاہرہ نہیں کر پاتے، جو اس شعبے کا تقاضا ہوتا ہے۔ اس مسئلے سے نمٹنے کے لیے کیریئر کونسلنگ اہمیت اختیار کرجاتی ہے۔

موجودہ دور میں تعلیم کا بنیادی مقصد نوجوانوں کو آسان طریقے سے روزگار کے قابل بنانا ہے کیونکہ فرد سے افراد، افراد سے خاندان، اور خاندانوں سے قوم وجود میں آتی ہے۔ فرد جو معاشرہ کی بنیادی اکائی ہے، جب تک وہ خوشحال نہیں ہوگا، کوئی بھی قوم اور ملک خوشحال نہیں بن سکتا۔ ایک منظّم نظام کی عدم موجودگی میں ایک طالب علم کسی کے کہنے پر کسی سے سن کر یا کسی کو دیکھ کر شعبۂ زندگی چن لیتا ہے اور آدھی زندگی گزارنے کے بعد اسے ادراک ہوتا ہے کہ وہ کوئی اور کام اس سے بہتر طور پر کرسکتا تھا۔ اکثر والدین اور بڑے بہن بھائیوں میں یہ رجحان پایا جاتا ہے کہ وہ اپنے بہن بھائیوں، بھتیجے بھتیجیوں اور بھانجے بھانجیوں کو ڈاکٹر، انجینئر، وکیل، اکاؤنٹینٹ وغیرہ بنانا چاہتے ہیں۔ اس عمل میں وہ یہ بات بھول جاتے ہیں کہ معاشی اور معاشرتی کامیابی حاصل کرنے کے لیے ضروری ہے کہ ایک انسان کو اسی شعبے میں جانے دیا جائے جس کی اس کے دل میں لگن ہو اور اس کی صلاحیتیں اور رجحان اس شعبے کے ساتھ مطابقت رکھتی ہوں۔ دلچسپیاں، خصوصیات اور رجحان جاننے کے لیے کسی بھی طالب علم سے چند ایک آسان سوال پوچھ کر اس کی مدد کی جاسکتی ہے۔

آپ کو ریاضی (Maths) میں زیادہ دلچسپی ہے یا بائیولوجی میں؟ اگر کسی کی پسند ریاضی ہے تو یہ نوجوان ایسے شعبے میں زیادہ کامیاب ہوسکتا ہے، جس میں حساب کتاب کا واسطہ زیادہ ہو۔ بائیولوجی پسند کرنے والے طلبہ و (باقی صفحہ ۱۴ پر)

دریچے

م۔س۔ج۔

آسٹریلیا میں دُنیا کی بلندترین عمودی باغ کی تعمیر شروع

آسٹریلیا میں دو ارب ڈالر کی لاگت سے دو بلند ٹاور بنائے جارہے ہیں جو ۲۰۲۸ء میں مکمل ہونے پر دنیا کے سب سے طویل عمودی باغ کا اعزاز حاصل کریں گے جس پر مجموعی طور پر ساڑھے پانچ کلومیٹر طویل سبزہ اگایا جائے گا۔ میلبرن میں تعمیر کئے جانے والے یہ دوہرے ٹاور نما ہول فور سیزن کمپنی تعمیر کرے گی اور اس کی تعمیر شروع ہوچکی ہے۔ اسے شہر کی سب سے بلند عمارت کا درجہ بھی حاصل ہوگا۔ مجموعی طور پر یہ ۲۱۰ کمروں کا ایک ہوٹل ہے لیکن اس پر سبزہ، پودے اور درخت اگائے جائیں گے جو اسے دنیا کا بلندترین اور عمودی جنگل یا باغ بنائیں گے۔ فورسیزن کے مطابق دونوں ٹاوروں کی تعمیر پر ایک ارب نوے کروڑ ڈالر کی رقم خرچ ہوگی۔ ایک چھوٹا اور دوسرا قدرے اونچا ٹاور ہوگا جس کی بلندی ۳۶۵ میٹر ہوگی۔ اپنے ماحول دوست ڈیزائن کی وجہ سے اسے دنیا کا بلندترین گرین اسکریپر کا نام بھی دیا گیا ہے۔ اس کی چھت پر آسٹریلیا کا بلندترین باغ بنے گا جہاں بار اور ریستوران بھی ہوگا جبکہ پوری عمارت کا سبز رقبہ ۱۲۵۰۰ مربع میٹر ہوگا۔ اگر اس رقبے کو سیدھا کیا جائے تو یہ ساڑھے پانچ کلومیٹر بنتا ہے۔

روس یوکرین جنگ کے اثرات عالمی خلائی اسٹیشن تک پہنچ سکتے ہیں: ماہرین

ماہرین نے کہا ہے کہ روس یوکرین جنگ کے اثرات محض زمین تک محدود نہیں بلکہ اس سے انٹرنیشنل اسپیس اسٹیشن میں ترقی یافت ممالک کی شراکت داری بھی متاثر ہوسکتی ہے جس میں روس بھی شامل ہے۔ یوپی آئی کے مطابق روس بین الاقوامی خلائی اسٹیشن کی دیکھ بھال اور آپریشن میں امریکہ، یورپ، جاپان اور کینیڈا کے ساتھ ایک بڑا شراکت دار ہے۔ تاہم روس یوکرین جنگ کی وجہ سے ناسا اور دیگر خلائی ایجنسیوں کو اس ۲۲ سالہ شراکت داری میں سنگین سفارتی تناؤ کا سامنا ہے۔ روس بین الاقوامی اسٹیشن کو خلا میں بلند رکھنے کیلئے وقتاً فوقتاً فائر کرنے والے انجنوں کے ساتھ سامان اور عملے کی نقل وحمل فراہم کرتا ہے۔ روسی اور دیگر ممالک کے خلاباز اکثر خلائی اسٹیشن کی لیبارٹری میں ساتھ ساتھ کام کررہے ہوتے ہیں۔ ناسا کے انڈپنڈنٹ ایرواسپیس سیفٹی ایڈوائزری پینل کی چیئرمین وومن پیٹریشیا سینڈررز نے یوپی آئی کو بتایا کہ روس یوکرین کشیدگی جیسے جیسے شدت پکڑتی جارہی ہے ہم اس کے ناسا کے سیفٹی ایڈوائزر پر پڑنے والے سنگین اثرات کا تجزیہ کررہے ہیں۔

ایل جی کی نئی واٹر لیس واشنگ مشین اب کپڑے دھلیں گے بنا پانی کے

دھلائی مشین یا واشنگ مشین ایک ایسی مشین ہے جس کے ذریعہ دھلائی کا مقصد انسان کی کم از کم مداخلت کے ساتھ حاصل کیا جاسکتا ہے۔ روایتی واشنگ مشینوں میں گندے کپڑوں کو صاف کرنے کے لئے بہت زیادہ پانی اور صابن کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہ عام طور پر صاف پانی کے ضیاع کا باعث بنتا ہے اور پہلے سے ہی پانی کی قلت کو مزید بڑھا سکتا ہے۔ اس تشویش کا حوالہ دیتے ہوئے ایل جی نے کمرشیل مارکیٹوں کے لئے مکمل طور پر بغیر پانی کے واشنگ مشین تیار کرنے کی ذمہ داری لی ہے۔ حالیہ رپورٹس کے مطابق ایل جی کمپنی نے بغیر پانی کے واشنگ مشین کی تیاری کا عمل شروع کردیا ہے۔ وزارت تجارت، صنعت اور توانائی کی جانب سے ٹیکنالوجی کے ٹرائل کی منظوری کے بعد جنوبی کوریائی کمپنی نے ریگولیٹری سینڈ باکس پروگرام کے ذریعے اس منصوبے پر کام شروع کردیا ہے۔ اس ٹیکنالوجی میں کاربن ڈائی آکسائیڈ کو واشنگ مشینوں میں پانی کے متبادل کے طور پر استعمال کرنا شامل ہے۔ ایل جی نے بظاہر ریفریجریشن اور کمپریشن کے عمل کے ذریعے ماحولیاتی کاربن ڈائی آکسائیڈ کو قدرتی گیس کی شکل سے رقیق حالت میں تبدیل کرنے کا ایک طریقہ ڈھونڈ لیا ہے۔ گیس کو رقیق حالت میں تبدیل کرنے کے بعد ایل جی کے وائرلیس واشنگ مشین گندے کپڑوں کو بغیر پانی یا صابن سے دھوسکے گی۔ جہاں تک کپڑوں سے گندگی نکالنے کا تعلق ہے واشنگ مشین کاربن ڈائی آکسائیڈ کو رقیق میں تبدیل کردے گا اور کپڑے دھلنے کے بعد مشین کے آلات رقیق کاربن ڈائی آکسائیڈ کو اس کی اصل گیس کی شکل میں تبدیل کردے گا اور اسے دوبارہ دھلائی کے لئے استعمال کرسکے گا۔ لہٰذا ایل جی کی جانب سے بغیر پانی کے واشنگ مشین کے ساتھ کسی بھی قسم کی گیس یا ڈٹرجنٹ ملا ہوا پانی خارج نہیں ہوگا۔ اس سے بہت سا پانی بچ جائے گا جو اس وقت گھروں میں کپڑے دھونے کے لئے استعمال ہورہا ہے۔ جہاں تک ایل جی واٹرلیس واشنگ مشین کی دستیابی کا تعلق ہے، کمپنی تیاری کے عمل کے بعد اپنی ریسرچ لیب میں پہلا یونٹ قائم کرے گی۔ مشین کو مارکیٹ میں بھیجنے سے قبل اس کی صلاحیتوں کو جانچنے کے لئے اس کی دو سال تک ٹیسٹنگ کی جائے گی۔

درد کی عام دوائیں

امریکی اور چینی ماہرین نے ایک مشترکہ تحقیق کے بعد دریافت کیا ہے کہ درد ختم کرنے والی بعض دوائیں ہائی بلڈ پریشر، دل کی بیماریوں اور فالج تک کی وجہ بھی بن سکتی ہیں کیونکہ ان میں سوڈیم ہوتا ہے۔ ان دواؤں میں سرفہرست نام پیراسیٹامول کا ہے جسے پانی میں فوری حل ہونے کے قابل بنانے کے لئے سوڈیم کی اچھی خاصی مقدار شامل کی جاتی ہے۔ نمک کا اہم ترین جزو سوڈیم ہے جو ہماری صحت کے لیے بہت ضروری ہے لیکن اگر جسم میں اس کی مقدار زیادہ ہوجائے تو یہی سوڈیم ہمیں صحت مند بنانے کے بجائے ہائی بلڈ پریشر، دل کی بیماریوں اور فالج جیسی بیماریوں میں مبتلا بھی کرسکتا ہے۔ عالمی ادارہ صحت کے مطابق، ایک دن میں ۲۰۰۰ ملی گرام (آدھے چائے کے چمچے) سے زیادہ سوڈیم ہمارے جسم میں پہنچنا نہیں چاہیے جبکہ امریکن ہارٹ ایسوی ایشن نے یہ حد اس سے بھی کم یعنی ۱۵۰۰ ملی گرام مقرر کی ہوئی ہے۔ اس مقررہ حد کو مدنظر رکھتے ہوئے ماہرین نے جائزہ لیا تو معلوم ہوا کہ پیراسیٹامول (ایسیٹا مینوفن) کی ۵۰۰ ملی گرام والی ہر گولی میں تقریباً ۴۰۰ ملی گرام سوڈیم شامل ہوتا ہے۔ یہی وہ گولی ہے جو ساری دنیا میں روزمرہ درد سے نجات کے لئے سب سے زیادہ استعمال ہوتی ہے اور تقریباً ہر میڈیکل اسٹور پر دستیاب رہتی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ جو لوگ روزانہ پیراسیٹامول کی صرف دو گولیاں بھی کھاتے ہیں، وہ اپنی غذا میں ۸۰۰ ملی گرام سوڈیم مزید شامل کررہے ہوتے ہیں جو آگے چل کر ان کی صحت کے لئے تباہ کن بھی ثابت ہوسکتا ہے۔ سوڈیم کی مقدار اور امراض قلب میں تعلق اتنا واضح ہے کہ اسے نظرانداز نہیں کیا جاسکتا۔ چونکہ یہ تحقیق اعداد وشمار کی بنیاد پر کی گئی تھی جس میں کسی بھی شخص کا براہ راست مشاہدہ نہیں کیا گیا تھا اس لیے ماہرین پوری طرح نہیں بتا سکتے کہ سوڈیم کی اضافی مقدار کس طرح ان لوگوں کی صحت پر اثرانداز ہوئی ہوگی۔

ہم نے وی آئی پی کو توڑا نہیں اس کے ممبران کی گھر واپسی کرائی ہے

مکیش سہنی کے پاس تو امیدوار تک نہیں ہیں جیتن رام مانجھی ایک سنجیدہ سیاستداں ہیں

وزیر صنعت وحرفت حکومت بہار جناب سیّد شاہنواز حسین کا انٹرویو

بہار کی سیاست میں گہما گہمی چل رہی ہے، حکومت میں شامل وکاس شیل انسان پارٹی (وی آئی پی) کے چیف اور نتیش کمار حکومت کے وزیر مکیش سہنی نے پچھلے ہفتہ تیجسوی یادو کو ڈھائی ڈھائی سال حکومت چلانے کا آفر دے کر این ڈی اے کو متفکر کر دیا تھا۔ اس کا ردّ عمل یہ ہوا کہ پچھلے دنوں وی آئی پی کے سبھی تین ممبرانِ اسمبلی نے بی جے پی میں شمولیت اختیار کر لی۔ سیاسی حلقوں میں کہا جا رہا ہے کہ دیر سے سہی جیتن رام مانجھی کی پارٹی میں بھی ایسا ہونا ہے، اس سے نتیش کمار پر دباؤ بڑھانے کے نظریہ سے دیکھا جا رہا ہے جو کہ بی جے پی کے مقابلہ ایوان میں کم تعداد میں ہونے کے باوجود وزیر اعلیٰ ہیں۔ بہار میں جو کچھ چل رہا ہے اس کی وجہ کیا ہے اور آگے کیا ہو سکتا ہے یہ جاننے کے لیے بی جے پی کے سینئر رہنما اور بہار حکومت کے وزیر **شاہنواز حسین** سے بات کی، پیش ہے اس کے خاص حصے۔

س: آپ لوگوں پر الزام ہے کہ آپ نے اپنے اتحادی کی پارٹی توڑ دی، ان کے سارے ممبروں کو اپنی حمایت میں کر لیے، ایسا کرنا کیوں ضروری ہوا؟

ج: توڑنا لفظ کا استعمال غلط ہے۔ ہم نے مکیش سہنی کی پارٹی کو توڑا نہیں ہے، ان کے ممبرانِ اسمبلی نے گھر واپسی کی ہے۔ یہ جو تین ممبران وکاس شیل انسان پارٹی کو چھوڑ کر بی جے پی میں شامل ہوئے ہیں، اسمبلی انتخابات کے وقت جب سیٹوں کا بٹوارہ ہوا تو مکیش سہنی کے پاس انتخاب جیتنے

مکیش سہنی کی پارٹی ایسی ہے جس کے پاس انتخاب لڑنے والے لوگ نہیں ہوتے لیکن انھیں انتخاب کیلئے سیٹ چاہیے ہوتی ہے، ضمنی انتخاب میں بھی وہ جسے امیدوار بنا رہے تھے وہ آر جے ڈی میں شامل ہوگیا۔ انتخاب ایسے نہیں لڑا جاتا ہے اور نہ ہی ہم تماشہ بین بن کر بیٹھ سکتے ہیں۔ عزت تو این ڈی اے کی داؤ پر لگی ہوگی، اس لیے ہم نے اپنا امیدوار دیا۔

والے لوگ ہی نہیں تھے تو کچھ سیٹوں پر ہم نے انھیں اپنے آدمی دیئے تھے۔ ہمارے ہی آدمی انتخاب جیتے، ان کے تو سب ہی ہار گئے۔

س: بہار میں ایک سیٹ کے لیے انتخاب ہو رہا ہے، وہ سیٹ وی آئی پی کوٹے کی ہے لیکن بی جے پی نے اس پر اپنا امیدوار کھڑا کر دیا، یہ بد اعتمادی کیوں؟

ج: مکیش سہنی کی پارٹی ایسی ہے جس کے پاس انتخاب لڑنے والے لوگ نہیں ہوتے لیکن انھیں انتخاب کے لیے سیٹ چاہیے ہوتی ہے، ضمنی انتخاب میں بھی وہ جسے امیدوار بنا رہے تھے وہ آر جے ڈی میں شامل ہوگیا۔ انتخاب ایسے نہیں لڑا جاتا ہے اور نہ ہی ہم تماشہ بین بن کر بیٹھ سکتے ہیں۔ عزت تو این ڈی اے کی داؤ پر لگی ہوگی، اس لیے ہم نے اپنا امیدوار دیا۔

س: کہا جا رہا ہے کہ یہ جو ممبرانِ اسمبلی والا واقعہ ہوا ہے اس کی وجہ مکیش سہنی کا تیجسوی یادو کو ڈھائی سال کا سی ایم بننے کے لیے دیا گیا آفر ہے؟

ج: ان کی پیشکش کو آر جے ڈی نے سنجیدگی سے نہیں لیا تو ہم کیوں لینے لگ جاتے۔ سب کو معلوم ہے مکیش سہنی بہار کی سیاست میں کتنی سنجیدگی رکھتے ہیں۔ صبح کچھ بولتے ہیں، شام کو کچھ اور ہو جاتے ہیں۔ سرکار بنانے اور بگاڑنے کی حیثیت تو اس شخص کے پاس ہوتی ہے جس کے پاس ممبرانِ اسمبلی ہوتے ہیں۔ تکنیکی روپ سے ابھی مکیش سہنی کی پارٹی میں جو تین اسمبلی ممبران تھے ان کی مکیش سہنی سے ایک سال سے بات چیت نہیں ہو رہی تھی، وہ ذہنی طور پر بی جے پی کے ساتھ ہی تھے۔ ایسی صورت میں یہ کس کو ڈھائی سال میں وزیر اعلیٰ بنوا پاتے اور کون انھیں ڈھائی سال کا وزیر اعلیٰ تسلیم کر لیتا؟ ویسے بھی بہار اسمبلی میں ممبران کا جو ہندسہ ہے اس میں این ڈی اے حکومت کو کسی طرح کا خطرہ نہیں ہے۔

س: خبر ہے کہ ماضی میں جیتن رام مانجھی کی پارٹی کے ساتھ بھی ایسا ہو سکتا ہے؟

ج: ایسا نہیں ہونے والا ہے۔ جیتن رام سنجیدہ اور بہار کی سیاست کو سمجھنے والے لیڈر ہیں۔ وہ ہمارے بہت ہی قابل اعتماد اتحادی ہیں۔ مکیش سہنی کے ساتھ بھی ایسا نہیں ہوتا، ان کے ساتھ ایسا اس لیے ہوا کہ ان کے ممبران درحقیقت بی جے پی کے تھے۔ خود مکیش سہنی حکومت میں وزیر ہیں لیکن مودی پر تنقیدیں کر رہے تھے۔ یوپی میں یوگی کو ہرانے چلے گئے تو ایسی صورت میں کون بی جے پی والا انھیں برداشت کرے گا۔ ایک سال سے مکیش سہنی سے بات چیت بند ہونے کے باوجود ان کے ممبرانِ اسمبلی پارٹی سے وابستہ رہے۔ اب ان لوگوں کو محسوس ہوا کہ پانی سر سے اوپر چلا گیا ہے تو ان لوگوں نے گھر واپسی کر لی۔

س: ایوان میں ممبران کی تعداد کے لحاظ سے بی جے پی اب اوّل نمبر ہو جائے گی۔ کہا جاتا ہے کہ اس کے بعد اب وزیر اعلیٰ کے لیے اس کا دباؤ بڑھ جائے گا؟

ج: انتخاب کا نتیجہ جب آیا اسی وقت ہم جے ڈی یو سے تعداد میں آگے تھے لیکن پارٹی قیادت نے اپنے وعدے کو پورا کیا کیونکہ ۲۰۲۰ء کا بہار انتخاب این ڈی اے نے نتیش کو چہرہ بنا کر لڑا تھا۔ ہم اپنے اس وعدے پر قائم ہیں۔ اسمبلی میں سب سے بڑی پارٹی ہونے کے باوجود نتیش کمار ہی ۲۰۲۵ء تک این ڈی اے سرکار کے وزیر اعلیٰ رہیں گے۔

س: بہار انتخابات آپ لوگ قانون وانتظام اور ترقی کے موضوع پر لڑے تھے لیکن اس سمت میں بہت کچھ مستحکم ہوتا ہوا نظر نہیں آتا؟

ج: میں بہار حکومت کا وزیر صنعت وحرفت ہوں۔ دعوے کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ بہار میں جتنی سرمایہ کاری ہوئی ہے وہ پہلے کبھی نہیں ہوئی۔ تقریباً

میں بہار حکومت کا وزیر صنعت وحرفت ہوں۔ دعوے کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ بہار میں جتنی سرمایہ کاری ہوئی ہے وہ پہلے کبھی نہیں ہوئی۔ تقریباً چالیس ہزار کروڑ کی سرمایہ کاری آئی ہے۔ مرکز سے بہار کو میگا فوڈ پارک ملا ہے، ہم بہار کو ٹیکسٹائل کا ہب بنا رہے ہیں، یہ ساری باتیں نئے بہار کی طرف ہی اشارہ کر رہی ہیں، جس کا وعدہ ہم نے ووٹروں سے کیا تھا۔

چالیس ہزار کروڑ کی سرمایہ کاری آئی ہے۔ مرکز سے بہار کو میگا فوڈ پارک ملا ہے، ہم بہار کو ٹیکسٹائل کا ہب بنا رہے ہیں، یہ ساری باتیں نئے بہار کی طرف ہی اشارہ کر رہی ہیں، جس کا وعدہ ہم نے ووٹروں سے کیا تھا۔ ◻◻

ھوا کے دوش پر

دُنیا کی دس امیر ترین شخصیتوں میں ایلون مسک سرفہرست

۲۰۲۲ء کی M3M Hurun گلوبل رچ لسٹ کے مطابق ٹیسلا کے ایلون مسک ۲۰۵ بلین ڈالر کی دولت کے ساتھ دنیا کے امیر ترین شخص ہیں۔ ان کے بعد جیف بیزوس ۱۸۸ بلین ڈالر کے ساتھ دوسرے نمبر پر اور ایل وی ایم ایس کے سی ای او برنارڈ ارنالٹ ۱۵۳ بلین ڈالر کی دولت کے ساتھ تیسرے نمبر پر آتے ہیں۔ بل گیٹس (۱۲۴ بلین ڈالر) چوتھے، اور ان کے بعد پانچویں نمبر پر وارن بفیٹ (۱۱۹ بلین ڈالر) اور گوگل کے شریک بانی سرگے برن (۱۱۶ بلین ڈالر) اور لیری پیج (۱۱۶ بلین ڈالر) کے ساتھ چھٹے نمبر پر آتے ہیں۔ صنعت کار اور مائیکروسافٹ کے چیف ایگزیکیٹو آفیسر اسٹیو بالمر ۱۰۷ بلین ڈالر کے ساتھ آٹھویں پوزیشن پر ہیں جبکہ ہندستان کے مکیش امبانی ۱۰۳ بلین ڈالر کے ساتھ نویں پوزیشن پر ہیں۔ فرانس کے صنعت کار Bertrand Puech & Family (۱۰۲ بلین ڈالر) کے ساتھ دسویں پوزیشن پر ہیں۔

کشمیر فائلس جھوٹ اور پروپیگنڈا: سابق را چیف دلت

خفیہ ایجنسی ریسرچ اینڈ انالائسز ونگ (را) کے سابق سربراہ امرجیت سنگھ دلت (اے ایس دلت) نے کشمیری پنڈتوں پر مظالم اور ان کی ہجرت پر مبنی فلم 'کشمیر فائلس' کو پروپیگنڈا قرار دے کر مسترد کر دیا۔ انھوں نے کہا کہ کشمیری پنڈتوں پر ہونے والے ظلم کے بارے میں جو تاثر پیدا ہوا ہے حقیقت اس سے برعکس ہے۔ اے ایس دلت سال ۱۹۸۹-۹۰ء میں کشمیر میں انٹیلیجنس بیورو (آئی بی) کے اسٹیشن ہیڈ تھے۔ اس دوران کشمیری پنڈتوں کی نقل مکانی ہوئی تھی اور لاکھوں پنڈت راتوں رات اپنا گھر بار چھوڑنے پر مجبور ہوگئے۔ دلت کا کہنا ہے کہ وہ کشمیر اور کشمیریوں کو برسوں سے جانتے ہیں اور ان کے مطابق وادی میں دہشت گردی کا مقابلہ بندوقوں سے نہیں کیا جا سکتا ہے، بات چیت ہی راستہ ہے۔ اس سے قبل ستمبر ۲۰۱۸ء میں انگریزی نیوز ویب سائٹ فرسٹ پوسٹ کو دیئے گئے ایک انٹرویو میں انھوں نے کہا کہ میں کشمیر کو تیس سال سے بہت قریب سے جانتا ہوں۔ میں نے وہاں دو سال بطور آئی بی افسر گزارے۔ جب میری آئی بی ہیڈ کوارٹر میں پوسٹنگ ہوئی تب بھی میں کشمیر ڈیسک کا انچارج تھا، جب میں را میں شامل ہوا تو صرف کشمیر پر کام کیا، پھر پی ایم او میں برجیش مشرا کے ماتحت ساڑھے تین سال تک کشمیر پر کام کیا۔ انھوں نے کہا کہ کشمیری پنڈتوں کے کسی بھی قاتل پر نہ مقدمہ چلا اور نہ سزا ملی۔ انھوں نے ایک اور انٹرویو میں کہا تھا کہ ہم نے اٹل جی کے دور میں بھی حریت سے بات چیت کی تھی۔ ہمیں ماننا ہوگا کہ صرف اعتماد سازی کے اقدامات ہی مذاکرات کی راہ ہموار کریں گے۔

سرکاری ملازمین کو ہڑتال میں حصہ لینے کا حق نہیں: کیرالہ ہائی کورٹ

کیرالہ ہائی کورٹ نے ٹریڈ یونینوں کی طرف سے ۴۸ گھنٹے کے ملک گیر بند کے بعد سرکاری ملازمین کو ہڑتال میں حصہ لینے سے روک دیا اور ریاستی حکومت کو فوری طور پر احکامات جاری کرنے کی ہدایت دی۔ عدالت نے کہا کہ سرکاری ملازمین دیگر ملازمین کے دائرے میں نہیں آئیں گے اور ہڑتال میں ان کی شمولیت سروس ضوابط کے خلاف ہے۔ چیف جسٹس ایس منی کمار اور جسٹس شاجی پی چالی کی ڈویژن بنچ نے ایک ایکٹوسٹ چندر چوڑن نائر کی طرف سے داخل درخواست کی سماعت کرتے ہوئے کہا کہ ہڑتال میں سرکاری ملازمین کی شرکت غیر قانونی ہے اور وہ کام سے دور رہنے کے دنوں کی تنخواہ کے اہل نہیں ہو سکتے۔ پہلے ریاست کی بائیں محاذ کی حکومت اپنے ملازمین کی غیر حاضری کو چھٹی میں تبدیل کر دیتی تھی تاکہ ان کی پوری تنخواہ کو یقینی بنایا جا سکے۔ اب عدالت نے حکومت کو ان دونوں کے حوالے سے 'نو ورک نو پے' نافذ کرنے کی ہدایت دی ہے۔ درخواست گزار نے عدالت سے اس عجیب وغریب عمل کو ختم کرنے اور ہڑتال میں ان کی شرکت کو غیر آئینی قرار دینے کی درخواست کی تھی۔ اس نے دلیل دی کہ حکومت اپنے ملازمین کو ہڑتال پر جانے کے لیے حوصلہ افزائی کر رہی ہے اور اس کے بعد ان کی تنخواہوں کے پیکٹس کو یقینی بنانے کے لیے اصولوں میں ترمیم کر رہی ہے۔ عدالت نے اس کے اعتراض سے اتفاق کرتے ہوئے کہا کہ سرکاری ملازمین کو اس طرح کی ہڑتال میں حصہ لینے کا کوئی حق نہیں ہے اور حکومت غیر حاضر کے دنوں میں ان کی اجرت کو یقینی نہیں بنا سکتی۔ تازہ عدالتی حکم نے ریاست کو ایک سنگین صورتحال میں ڈال دیا ہے۔ محکمہ قانون نے ڈائریکٹر جنرل پراسیکیوشن سے مشورہ طلب کیا ہے اور امکان ہے کہ وہ جلد ہی سپریم کورٹ سے رجوع کرے گا۔

ایس پی کے چار ممبران اسمبلی نے لیا اُردو میں حلف

اتر پردیش اسمبلی کے لیے نومنتخب ممبران کی حلف برداری اسمبلی میں ہوئی۔ انھیں پروٹیم اسپیکر نے رکنیت کا حلف دلایا۔ آج ہوئی حلف برداری میں سماجوادی پارٹی کے چار ممبرانِ اسمبلی نے اتر پردیش کی دوسری سرکاری زبان اُردو میں حلف لیا، جبکہ بی جے پی کے ایک ایم ایل اے نے سنسکرت میں حلف لیا۔ اُردو میں حلف لینے والوں میں سماجوادی پارٹی سے معمر ایم ایل اے عالم بدیع اعظمی پیش پیش رہے۔ مسٹر عالم بدیع ۱۹۹۶ء سے ممبر اسمبلی ہیں اور تب سے وہ اُردو زبان میں حلف لیے جانے کی تحریک بھی چلا رہے ہیں۔ اس تحریک کے نتیجہ میں اب اُردو میں حلف لینے والے ممبرانِ اسمبلی کی تعداد میں اضافہ ہونے لگا ہے۔ آج جن چار ممبرانِ اسمبلی نے اُردو میں حلف لیا ہے ان میں نظام آباد (اعظم گڑھ) حلقہ کے متواتر ایم ایل اے انجینئر عالم بدیع اعظمی کے علاوہ اعظم گڑھ کے گوپال پور حلقہ سے متواتر دوسری بار منتخب ہوئے نوجوان ایم ایل اے نفیس احمد علیگ شامل ہیں۔ ان دونوں ایم ایل ایز نے ۲۰۱۷ء میں سترہویں یوپی اسمبلی کے ممبر کا حلف بھی اُردو میں لیا تھا۔ اس کے علاوہ کندرکی سنبھل سے نوجوان ایم ایل اے ضیاء الرحمٰن برق اور بلیا سے سینئر ایم ایل اے ضیاء الدین رضوی بھی شامل ہیں۔ ضیاء الدین رضوی اکھلیش یادو کی قیادت والی حکومت میں وزیر بھی رہے ہیں۔ انھوں نے اپنی وزارت کا حلف بھی اُردو میں لیا تھا جو انھیں سابق گورنر رام نائک نے دلایا تھا، جس کے لیے گورنر اور وزیر موصوف کو اُردو حلقہ نے مبارکباد بھی پیش کی تھی۔

ہندستان کے دس امیر ترین شخص اوران کی مالیت

اب بات کرتے ہیں انڈیا میں موجود دس امیر ترین شخص کی۔ ہورون گلوبل رچ لسٹ کے مطابق مکیش امبانی ۱۰۳ بلین ڈالر کی دولت کے ساتھ ہندستان کے امیر ترین اور دنیا کے نویں امیر ترین شخص ہیں۔ اڈانی اینڈ فیملی دوسرے نمبر پر ہیں جبکہ ایچ سی ایل ٹیک کے شیو نادر اینڈ فیملی تیسری پوزیشن پر ہیں۔ سیرم انسٹی ٹیوٹ آف انڈیا کے مینجنگ ڈائریکٹر سائرس پونا والا (۲۶ بلین ڈالر) اور آرسیلر متل کے چیئرمین لکشمی متل (۲۵ بلین ڈالر) بالترتیب چوتھی اور پانچویں پوزیشن پر ہیں۔ ڈی ایم مارٹ کے رادھا کشن دامانی اینڈ فیملی (۲۳ بلین ڈالر) ہندستان میں چھٹے اور ایس پی ہندوجا اینڈ فیملی (۲۳ بلین ڈالر) ساتویں پوزیشن پر ہیں۔ آدتیہ برلا گروپ کے چیئرمین کمار منگلم ۱۸ بلین ڈالر کے ساتھ آٹھویں پوزیشن پر ہیں جبکہ صنعت کار دلیپ سانگھوی ۱۸ بلین ڈالر کے ساتھ نویں پوزیشن پر ہیں۔ دسویں پوزیشن پر کوٹک مہندرا بینک کے مینجنگ ڈائریکٹر اودے کوٹک ۱۶ بلین ڈالر کے اثاثہ کے ساتھ لسٹ میں شامل ہیں۔

ماضی کے جھروکے سے

تاریخ اسلام کا ایک ورق

حضرت عمر فاروق کا خطبۂ خلافت ①

تحریر: محمد عبداللہ بھٹی

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ یارِ غار نے مسلمانوں پر جو عظیم ترین احسان کیا وہ یہ تھا کہ حضرت عمر کو خلیفہ نامزد کرنا اور پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنی نامزدگی کو اس طرح سچ کر دیا کہ اسلام کی عظمت اور شان کو انتہائی بلندیوں پر لے گئے، جب بھی کوئی شخص حکمرانی کے تخت پر بیٹھتا ہے تو اس کے سامنے کچھ مقاصد اور خواب ہوتے ہیں جن کو وہ اپنی فہم وفراست، عقل و دانش اور کردار کی بلندی سے سچ کر دکھاتا ہے، اپنے مقاصد اور لائحۂ عمل سے وہ اپنے پہلے خطاب سے لوگوں کو آگاہ کرتا ہے، حکمرانی پر بیٹھنے کے بعد پہلے خطاب سے ہی کسی حکمران کی آنے والی حکومت کا پتہ چل جاتا ہے کہ اس کا اسلوبِ حکومت کیسا ہوگا، وہ انفرادی اور اجتماعی سوچ کے حوالے سے کیسا ہوگا، وہ پہلے حکمران کے طرزِ عمل یا اندازِ حکمرانی کو لے کر چلے گا یا وہ اپنا نیا طرزِ حکومت اور منصوبے لے کر آیا ہے۔ ہم کہہ سکتے ہیں کہ پہلا رسمی خطاب اصل میں منشورِ حکومت ہی ہوتا ہے۔ فاتح ایران و روم ایسے عظیم حکمران تھے کہ جن کا حکم دریائے نیل بھی مانتا تھا اور اگر ان کے دورِ حکومت میں کبھی زلزلہ آیا تو انہوں نے زمین کو دبا کر کہا کیوں ہل رہی ہو، کیا میں انصاف نہیں کرتا، یہ آگ کے پیچھے دوڑ پڑتے ہیں کہ تم کسی کے گھر کو کیوں جلا رہی ہو، کیا میں انصاف نہیں کرتا۔ عظیم الشان سلطنت کے اکلوتے وارث حکمران ہونے کے باوجود پیکر عاجزی بنے رہتے، کپڑوں میں کئی کئی پیوند لگے ہوتے، آج بھی حکمرانوں کی لسٹ اگر بنائی جائے تو سرفہرست جن کا نام آتا ہے وہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں۔ آپ نے مسندِ خلافت پر بیٹھنے سے پہلے جو پہلا خطبہ خلافت ارشاد کیا وہ پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ یارِ غار حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے احترام میں منبر کا دوسرا زینہ چھوڑ کر تیسرے زینے پر کھڑے ہوتے تھے کیونکہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آقائے دوجہاں کے احترام میں پہلا زینہ چھوڑ کر دوسرے زینے پر کھڑے ہوتے تھے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بہت بڑے اجتماع سے خطاب فرمایا: لوگو! میں تمہیں میں سے ایک انسان ہوں، اگر مجھے خلیفہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی گوارا ہوسکتی تو میں ہرگز یہ ذمہ داری نہ لیتا، مجھے معلوم ہے لوگ میری سختی سے ڈرتے ہیں اور میری دوستی سے لرزہ براندام رہتے ہیں، جو کوئی بھی یہ احساس رکھتا ہے وہ اپنی جگہ درست ہے، مجھے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے شرفِ صحبت حاصل رہا ہے، میں آپؐ کا ادنیٰ مطیع اور خادم تھا اور کسی بھی نرمی اور رحم دلی میں آپؐ تک نہیں پہنچ سکتا۔ بارگاہِ رسالت میں میری حیثیت ایک برہنہ تلوار کی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب چاہے مجھے نیام میں رکھ لیتے اور جب چاہتے اِذن کارعطا فرما دیتے، میں آپؐ کی خدمت میں اسی طرح رہا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو اپنے ہاں یاد فرمالیا۔ آپؐ آخر وقت تک مجھ سے راضی رہے، اس پر میں اللہ تعالیٰ کا شکرگزار ہوں۔ اس کے بعد مسلمانوں کی خدمت ابوبکر صدیقؓ کے سپرد کی گئی جن کے تحمل اور نرمی سے کسی کو انکار نہیں اور میں بھی ان کے اطاعت کیش کا مددگار اور معاون رہا، میں اپنی سختی کو ان کی نرمی میں سمو دیتا تھا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں ہم سے جدا کر دیا، وہ دم آخر تک مجھ سے خوش رہے، اور اے لوگو! اب تمہارے معاملات کی ذمہ داری میرے کندھوں پر ہے، دراصل یہ میری تمہارے ذریعے اور تمہاری میرے ذریعے آزمائش ہے، تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ میری سختی اب نرمی میں بدل گئی ہے لیکن ان لوگوں کے لیے بدستور قائم ہے جو لوگوں پر ظلم کرتے ہیں، جو لوگ امن و سلامتی سے رہتے ہیں اور ایمانی جرأت کا اظہار رکھتے ہیں ان کے لیے میں بہت نرم ہوں، اگر کوئی کسی پر زیادتی کرے گا تو میں اس وقت تک اسے نہیں چھوڑوں گا جب تک اس کا رخسار زمین پر نہ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے عہد خلافت میں تمام ازواج مطہرات کو دس ہزار اور حضرت عائشہؓ کو بارہ ہزار سالانہ وظیفہ دیتے تھے اور وجہ یہ بیان فرمائی کہ اماں عائشہؓ کو دو ہزار اس لیے زیادہ دیتا ہوں کہ وہ سرور دوجہاںؐ کو سب سے زیادہ محبوب تھیں۔

لگا دوں اور دوسرے رخسار پر اپنا پاؤں نہ رکھ دوں تا آنکہ وہ ان کے سامنے ہتھیار ڈال دے۔ لوگو! مجھ پر تمہارے چند حقوق ہیں، یہ ضرور حاصل کرو، مجھ پر تمہارا یہ حق ہے کہ جب تم میں سے کوئی میرے پاس آئے تو اپنا حق لے کر جائے، مجھ پر تمہارا یہ حق ہے کہ میں تم سے خراج اور غنیمت سے زیادہ تمہارے مال سے کچھ نہ لوں، مجھ پر تمہارا حق یہ ہے کہ میں تمہارے عطیات اور وظائف میں اضافہ اور تمہاری سرحدوں کی حفاظت کروں اور تمہارا مجھ پر یہ حق ہے کہ جب تم جنگ پر جاؤ تو میں ایک باپ کی طرح تمہارے مال اور اہل وعیال کی حفاظت کروں، اللہ کے بندو! اللہ سے ڈرو۔ مجھ سے درگزر کر کے میرا ہاتھ بٹاؤ، نیکی کی تکمیل اور برائی سے گریز میں میری مدد کرو اور تمہاری جو خدمات اللہ تعالیٰ نے میرے سپرد کی ہیں ان کے متعلق مجھے تنبیہ اور نصیحت کرو، میں تم سے مخاطب ہوں اور اپنے اور تمہارے لیے خدا سے مغفرت کا طالب ہوں۔

یہ تھا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا پہلا خطبہ خلافت اور پھر اہل دنیا نے دیکھا اور تاریخ کے اوراق فخر محسوس کرتے ہیں عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی حکمرانی کے کارناموں کا اظہار کر کے۔ محبوب کی جو چیز پیاری لگتی ہو تو محبّ کی نظر میں بھی وہ محترم اور عزیز ہو جاتی ہے، یہی دستورِ محبت ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے عہد خلافت میں تمام ازواج مطہرات کو دس ہزار اور حضرت عائشہؓ کو بارہ ہزار سالانہ وظیفہ دیتے تھے اور وجہ یہ بیان فرمائی کہ اماں عائشہؓ کو دو ہزار اس لیے زیادہ دیتا ہوں کہ وہ سرور دوجہاںؐ کو سب سے زیادہ محبوب تھیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بھائی زید کے پوتے کا نام بھی محمد تھا، ایک مرتبہ کسی نے ان کو پکار کر برا بھلا کہا، عمر فاروقؓ کو جب پتہ چلا تو تڑپ اٹھے، اس کو فوراً بلا کر کہا اس کا نام تبدیل کرو، اسم محمد کو کبھی گالیاں نہیں پڑ سکتیں اور اس بچے کا نام عبدالرحمان رکھ دیا۔ آپ کو اللہ کی رضا اس قدر عزیز تھی کہ ایک دفعہ کہنے لگے اہل کوفہ نے مجھے بالکل تھکا مارا ہے، میں کسی نرم اور رحمدل آدمی کو حاکم بنا کر بھیجتا ہوں تو وہ اس سے گستاخیاں کرتے ہیں اور اگر کسی سخت گیر حاکم کو بھیجتا ہوں تو وہ اس کی شکایتیں کرنے لگتے ہیں، ایک شخص بولا امیر المومنین! میں ایک طاقتور امانت دار اور اطاعت گزار شخص کو جانتا ہوں جو تمام خوبیاں رکھتا ہے، اس کو اگر آپ حاکم لگا دیں تو وہ آپ کو خوش اور مطمئن کر دے گا، یہ شخص خوبیوں سے مالا مال ہے۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا تم کس شخص کا ذکر کر رہے ہو؟ تو وہ شخص بولا عبداللہ بن عمر، تو آپ بولے استغفر اللہ! یہ تقرر ہرگز نہ کروں گا، مجھے تو صرف اللہ تعالیٰ کی حقیقی رضا مطلوب ہے۔ ایک جگہ فرماتے ہیں: اگر ملت کے مفاد میں مجھے ایک گورنر کی جگہ یعنی اس کو ہٹا کر دوسرا گورنر لگانا پڑے تو یہ میرے لیے بالکل معمولی بات ہوگی۔ حضرت عمرؓ نے یہ اعلان کر دیا تھا کہ اگر کسی نے انہیں ابوبکر پر ترجیح دی تو وہ اسے چالیس کوڑوں کی سزا دیں گے۔ ایک بار حضرت عمرؓ کو جمعہ میں کچھ دیر ہوگئی، چنانچہ منبر نبویؐ پر جلوہ گر ہوتے ہی انہوں نے قوم سے دیر سے آنے پر معذرت چاہی اور فرمایا کہ دراصل ان کے پاس ایک قمیض تھی، اس کو دھونے اور سوکھنے میں دیر ہوگئی، عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں: ایک بار میں نے ایک اونٹ خریدا اور پھر اسے سرکاری چراگاہ میں بھیج دیا، جب وہ خوب موٹا تازہ ہوگیا تو میں اسے مدینہ لے آیا تو میرے والد حضرت عمرؓ آ گئے اور موٹے تازے اونٹ کو دیکھ کر بولے یہ اونٹ کس کا ہے؟ میں دوڑ کر سامنے آیا اور کہا میرا، اور کیسا ہے؟ تو امیر المومنین بولے: ہاں کہا گیا ہوگا کہ یہ امیر المومنین کے بیٹے کا اونٹ ہے، اس کی زیادہ حفاظت اور خدمت کی گئی ہوگی اور بازار میں بھی کہا گیا ہوگا یہ امیر المومنین کے بیٹے کا ہے اس لیے اصل قیمت مجھے دو اور زائد نفع جو بھی ملا ہے اسے بیت المال میں جمع کراؤ۔ ❑❑

ریاستہائے متحدہ امریکہ کا نظام حکومت (۴۳)

امریکن سیاسی پارٹیوں کی ابتدا اس طرح سے ہوئی کہ فیڈرل گورنمنٹ کے قیام کے بعد اقتدار قدامت پسند جماعت کے ہاتھ میں آیا۔ اس نے فیصلہ کیا کہ جنگ آزادی کے دوران میں جو قرض لیا گیا تھا وہ ادا کیا جائے اور اس قرض کے لیے باہر سے ریاستہائے متحدہ میں آنے والے سامانوں پر ٹیکس لگایا گیا۔ اس سے ملکی سرمایہ داروں کو نفع ہوا، اس طرح سے مالی، تجارتی اور صنعتی طبقوں نے اس پارٹی کی حمایت کی کیونکہ اس کی پالیسی سے ان کو فائدہ ہوتا تھا۔ یہ طبقے شمالی بحر اوقیانوس کے ساحلوں اور اس سے متعلق علاقوں والی ریاستوں میں پائے جاتے تھے۔ اس طرح سے شمالی ریاستیں اس جماعت کا گڑھ بن گئیں۔ برعکس اس کے زراعت پیشہ طبقے دوسری ریاستوں میں آباد تھے۔ ان کے مفاد کا تقاضا تھا کہ ٹیکس کم سے کم لگیں۔ اس طرح سے معاشی اور تجارتی معاہدوں کے سلسلے میں اختلاف پیدا ہوا۔

۱۸۰۱ء میں Federalists نے جو اس خیال کی حامی تھی کہ مرکزی حکومت کے اختیار کم سے کم ہوں اور اپنا نام بدل کر Democratic پارٹی کا نام اختیار کیا اور وہ اب تک کم ٹیکسوں اور اسٹیٹ بینکوں کی حمایت کرتی ہے۔ برخلاف اس کے Federalsist نے اپنا نام Republican رکھا اور وہ اب بھی تجارتی اور صنعتی مفادوں کو ترقی دینے کی پالیسی پر گامزن ہے۔ ریاستہائے متحدہ میں دو پارٹی سسٹم رائج ہے۔ کمیونسٹ پارٹی کو کوئی مقبولیت حاصل نہیں۔

گاھے گاھے باز خواں......

ہفت روزہ الجمعیۃ ۱۶ سال پہلے

ماضی کے جھروکوں سے حال پر روشنی ڈالتے ہوئے مستقبل کا اشاریہ!

ہفت روزہ **الجمعیۃ** نئی دہلی

۳۰/جون تا ۶/جولائی ۲۰۰۶ء

فرقہ وارانہ ہم آہنگی کیلئے مذاہب کا احترام ضروری

ڈنمارک میں سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا مفروضہ کارٹون شائع ہوا جس پر پوری انسانی دُنیا میں احتجاج کیا گیا۔ اس پر ہفت روزہ الجمعیۃ کے مدیر تحریر ایم ایس جامعی نے بھی ایک اداریہ تحریر کیا تھا جو حسب ذیل ہے۔

کسی بھی مذہب کا احترام اور اس کی آزادی ایک ایسی مسلمہ حقیقت ہے جس سے کسی کو بھی انکار کی مجال نہیں ہے۔ ہندستان کے دستور میں بھی ہر شخص کو مذہب کی آزادی دی گئی ہے اور ساتھ ہی اسے پابند کیا گیا ہے کہ جس طرح اسے اپنے پسندیدہ مذہب پر عمل کرنے کا اختیار ہے اسی طرح اس پر یہ بھی لازم ہے کہ دوسرے لوگ جن مذاہب کو مانتے ہیں ان کا بھی احترام کرے۔ اس حقیقت سے بھی سب ہی واقف ہیں کہ مذہب اور عقیدہ کا تعلق اس کے ماننے والے کے جذبات سے وابستہ ہوتا ہے اور اگر کوئی کسی کے مذہب اور عقیدہ پر حملہ کرتا ہے تو اس کے جذبات متحرک ہوجاتے ہیں اور یہ بات اس کے دل و دماغ کو مسموم خیالات کی آماجگاہ بنا دیتی ہے جس کا نتیجہ باہمی منافرت اور کبھی تشدد کی شکل بھی اختیار کرلیتا ہے۔ ڈنمارک میں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے مفروضہ خاکوں اور ان پر مسلمانان عالم کا احتجاج اس کی واضح اور تازہ ترین مثال ہے۔ شاید ہی کوئی خطۂ ارضی ہوگا جہاں مسلمان موجود ہوں اور وہاں ان مفروضہ خاکوں کے خلاف احتجاج نہ ہوا ہو۔ بہرحال یہ ہر انسان اور اس کے پسندیدہ مذہب کا حق ہے کہ اس کا احترام کیا جائے۔

ایک طویل عرصہ سے ہندوستان میں بھی ایک ایسی لابی سرگرم ہے جس کا مقصد ملک میں بسنے والی قوموں خاص طور پر ہندو اور مسلمانوں میں نفرت کا بیج بو کر ملک کی فرقہ وارانہ فضا کو گرم رکھنا ہے۔ اس سے بعض لوگ سیاسی فائدہ بھی اُٹھانا چاہتے ہیں اور وہ کبھی کبھی اس میں کامیاب بھی ہوجاتے ہیں اور بعض کا مقصد صرف ماحول کو گرم کر کے اپنے وجود کو منوانا ہوتا ہے اور یہ کہنا مبالغہ نہ ہوگا کہ بڑی حد تک یہ لابی اپنے مذموم مقاصد میں کامیاب ہے۔

گذشتہ کئی برسوں سے ملک کے اخبارات و رسائل میں ایسی تحریریں شائع ہورہی ہیں جن کا نشانہ اگرچہ بظاہر اسلام اور مسلمان ہیں مگر حقیقی مقصد اس سے ملک کی صدیوں سے قائم فرقہ وارانہ ہم آہنگی ختم کر کے ملک میں نراج کی کیفیت پیدا کرنا ہے۔ ان کا ہدف بھی صاف ہے۔ وہ چاہتے ہیں کہ ہندوؤں کو متحد کر کے ان کے ووٹ بینک پر قبضہ کیا جائے تاکہ اقلیتوں کو انکے حقوق سے محروم کر کے ہندستان کو ''ہندوراشٹر'' میں تبدیل کر دیا جائے۔

جہاں تک منافرت انگیز مواد کی اشاعت اور اس کے قومی یکجہتی کے خلاف ہونے کا تعلق ہے تو یہ سب جانتے ہیں کہ جو لوگ یہ منافرت انگیز تحریریں لکھتے ہیں یا جو اخبارات و رسائل انھیں شائع کرتے ہیں وہ بہت اچھی طرح جانتے اور سمجھتے ہیں کہ جن لوگوں کے مذہب و عقیدہ کے خلاف یہ تحریریں ہیں ان سے ان کی دل آزاری ہورہی ہے اور یہ ہی وجہ ہے کہ آئین ہند تیار کرنے والوں نے دستور میں دفعہ ۱۵۳-الف وضع کی جس کے تحت باہمی منافرت پھیلانے والی کوئی بھی تقریر و تحریر قابل تعزیر جرم قرار دی گئی ہے۔

یہ صحیح ہے کہ دستور ہند میں تقریر و تحریر اور اظہارِ خیال کی آزادی دی گئی ہے مگر یہ بات اس سے بھی زیادہ صحیح ہے کہ اس آزادی کے پس پردہ جو لوگ کسی کے مذہب اور عقیدہ کو نشانہ بنا کر ملک کی فرقہ وارانہ ہم آہنگی کو نقصان پہنچانا چاہتے ہیں اسی دستور میں ان کا علاج بھی موجود ہے۔ یہ ایک علیحدہ بات ہے کہ افسر شاہی کی ڈھیل اور بعض مرتبہ سیاسی مداخلت کی وجہ سے مجرم صاف بچ جاتا ہے۔

ہندستان ایک کثیر مذہبی اور کثیر تہذیبی ملک ہے۔ یہاں سیکولرزم کو دستور ہند کا بنیادی ستون تسلیم کیا گیا ہے جس کے مطابق ملک کے ہر شہری کو بلالحاظ مذہب وملت یہ یقین دلایا گیا ہے کہ خواہ ان کی تعداد کتنی ہی کم کیوں نہ ہو سب کے مفادات کو دستوری تحفظ حاصل ہے۔ ہندستان میں فرقہ پرست عناصر کی طرف سے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف ہرزہ سرائی روزمرہ کا معمول بن چکی ہے۔ کبھی حقوقِ نسواں کے نام پر اسلام اور مسلمانوں کو مطعون کیا جاتا ہے، کبھی کثافت کے نام پر اذان پر پابندی کا مطالبہ کیا جاتا ہے اور کبھی قرآن کریم سے جہاد سے متعلق آیات نکال دینے کی بات کہی جاتی ہے۔ ظاہر ہے یہ سب باتیں مسلمانوں کی دل آزاری کا سبب بن رہی ہیں اور حالانکہ منافرت انگیز حرکتوں کو روکنے کے لیے دستور میں دفعہ ۱۵۳-الف موجود ہے۔ مگر یہ بات افسوس کے ساتھ ہی نوٹ کی جائے گی کہ آزادی اور دستور کی تدوین پر نصف صدی سے زائد کا عرصہ گزر جانے کے باوجود ابھی تک اس دفعہ کا کوئی منصفانہ استعمال نہیں ہوسکا ہے۔ اس لیے کہ آزادی کے بعد سے اب تک اس دفعہ کا جتنی مرتبہ بھی استعمال ہوا ہے اس کا ہدف مظلوم و مقہور مسلمانوں کو ہی بنایا گیا ہے۔

ہمارے خیال میں دفعہ ۱۵۳-الف میں ترمیم کر کے اب اسے ایک نئے قانون کی شکل دینے کی ضرورت ہے جسے ''احترامِ مذاہب قانون'' کا نام دیا جائے، جس میں وضاحت کے ساتھ لکھا جائے کہ سیکولر ہندستان میں بلالحاظ مذہب وملت اور زبان ونسل ہر شہری کے مفادات کی حفاظت کی جائے گی۔ یہاں نہ کوئی حاکم ہوگا نہ محکوم۔ یہاں ہر شہری کو برابر کے حقوق حاصل ہوں گے۔ اس قانون میں یہ بھی واضح کیا جانا چاہیے کہ کوئی اکثریت اقلیت کی یا کوئی اقلیت اکثریت کی مذہبی روایات اور مقدس کتابوں پر حملہ آور نہیں ہوگی۔

یہ کس قدر افسوس کی بات ہے کہ آج مسلمانوں اور عیسائی اقلیت کے خلاف جارحانہ حملوں کی ایک وبا سی پھیلی ہوئی ہے۔ اقلیتوں کو دبانے کے لیے تبدیلیٔ مذہب پر پابندی کے لیے قانون بنائے جارہے ہیں اور اکثریت کی طرف سے متعدد بہانوں کے ذریعہ اقلیتوں کو مطعون کیا جارہا ہے، جس کا نتیجہ یہ سامنے آرہا ہے کہ پوری دنیا میں ہمارے سیکولر نظام پر انگلیاں اٹھ رہی ہیں۔ اس لیے اب وقت آ گیا ہے کہ ہمارے حکمراں سیکولرزم اور باہمی فرقہ وارانہ یگانگت کے لیے کوئی مؤثر قدم اٹھائیں اور یہ اسی وقت ممکن ہے جب احترامِ مذاہب کا جذبہ بیدار ہو اور ملک کا ہر شہری ایک دوسرے کے مذہب کا احترام کرے۔

غزوۂ بدر
جس نے انسانی تاریخ کا دھارا بدل دیا

تحریر: مولانا ارشادالحق تھانویؒ

غزوہ بدر بظاہر دنیا کی تاریخ میں ایک معمولی اور چھوٹا معرکہ نظر آتا ہے لیکن بعد کی عالمی تاریخ شاہد ہے کہ اگر اس جنگ میں مسلمان ناکام ہو جاتے تو تمام نوع انسانی کی ہدایت وسعادت کا نقشہ اُلٹ جاتا۔ یہ بات یقیناً اپنی جگہ درست ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں متعدد جنگیں لڑی گئیں، سرایا کی تعداد تو بہت ہی زیادہ ہیں جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بجائے کسی صحابی کی سرکردگی میں لشکر روانہ کیے۔ تاہم مدینہ منورہ کی دس سالہ قلیل زندگی میں خود آپؐ دشمنانِ اسلام کے مقابلے میں تقریباً تیس مرتبہ فوجی مہم کے لیے روانہ ہوئے، اس طرح اوسطاً ہر چار ماہ میں ایک بار آپ نے بنفس نفیس جہاد میں حصہ لیا، گویا ہجرت کے بعد آپ کی حیاتِ طیبہ کے دس سال جنگوں ہی میں بسر ہوئے، کیونکہ ظاہر ہے باقی تین ماہ متعلقہ جہاد کی تیاری ہی میں گزرے ہوں گے۔

جب آپ نے مدینہ میں ریاست قائم کرلی تو پھر بلاشبہ جنگوں کا سلسلہ شروع ہو گیا لیکن یہ اقدام کس کی جانب سے ہوا؟ یہ مکہ مکرمہ کے کفار ومشرکین ہی تھے جنہوں نے اپنے ہم وطن، ہم نسب اور اعزہ واقربا مسلمانوں کو بے پناہ لرزہ خیز اذیتوں میں مبتلا کیا تھا تاکہ وہ عقیدۂ توحید، عقیدۂ رسالت اور عقیدۂ آخرت کی بنیادوں پر انسانی تکریم، انسانی حقوق، ازادیٔ ضمیر، انسانی نجات اور عدل ومساوات کی تبلیغ کر کے اس وقت کی معاشرتی قوتوں کو مزید ظلم وزیادتی اور اجارہ داری سے روک نہ سکیں۔ چنانچہ وہ قوتیں اس صورت حال سے مطمئن نہ تھیں کہ مسلمان جو مکہ خالی کر کے مدینہ منورہ میں آباد ہو گئے ہیں، اب ان کے قدیم معاشرتی نظام کے لیے خطرہ ثابت نہ ہوں۔ انہوں نے عرب کے تمام قبائل حتیٰ کہ یہود کی امداد حاصل کر کے اسلام کی نوزائیدہ ریاست مدینہ کو ابتدا ہی میں ختم کرنے کے لیے یلغار کا سلسلہ شروع کردیا، اس ضمن میں بہترین دلیل لارڈ ریڈلے نے پیش کی ہے کہ جارح کون تھا اور مدافعت کون کر رہا تھا؟ حملہ آور کون تھا اور اپنی حفاظت کے لیے کون سینہ سپر تھا؟ پہلی جنگ بدر کے میدان میں لڑی گئی جو مدینہ سے صرف تیس میل دور ہے، اپنے وطن سے طویل مسافت طے کر کے کون گیا؟ ظاہر ہے وہی جارح ہوا۔ وہ مشرکین مکہ تھے۔ دوسری جنگ احد میں ہوئی جو مدینہ سے صرف بارہ میل کے فاصلے پر ہے لہٰذا معلوم ہوا کہ اس جنگ میں حملہ آور بھی کفارِ مکہ تھے، تیسری جنگ غزوہ احزاب (خندق) ہے جس میں سرزمین عرب کے تمام کفار ومشرکین اور یہود نے مدینہ کا محاصرہ کرلیا تھا۔ ان پہلی تینوں جنگوں کے محل وقوع سے ہی حقیقت اظہر من الشّمس ہے کہ جارحیت کس نے کی، البتہ جب ظلم وجارحیت شدید ترین صورت اختیار کر گئے اور مسلمانوں کی اسلامی ریاست پر عرصۂ حیات بالکل تنگ کر دیا گیا تو جارحیت کی سرکوبی کے لیے بعض مقامات پر اسلامی لشکر ضرور روانہ کیے گئے۔

غزوۂ بدر کی تیاری کے لیے تمام اربابِ سیر وتاریخ متفق ہیں کہ سردارانِ قریش نے ریاست مدینہ پر مکمل ضرب لگانے کی خاطر فیصلہ کیا تھا کہ ابوسفیان کی سرکردگی میں ایک قافلہ تجارت شام روانہ ہو اور وہاں سے وافر سامان جنگ حاصل کیا جائے۔ بعد ازاں منظّم اور وسیع پروپیگنڈہ کے ذریعہ مکہ کی رائے عامہ میں مسلمانوں کے خلاف اس قدر جوش وخروش پیدا کر دیا گیا کہ جس شخص کی ملکیت میں ایک مثقال بھی تھا اس نے قافلہ کے سپرد کر دیا۔ زرقانی نے لکھا ہے کہ کاروانِ تجارت کے ساتھ پچاس ہزار دینار سرخ تھے اور کوئی قریشی وقریشہ کو جس کے پاس ایک مثقال بھی موجود تھا ایسا نہیں تھا کہ جس نے قافلہ میں اپنا رأس المال نہ لگایا ہو۔ اس صورتِ حال کی مزید تصدیق ابوجہل کے اس قول سے بھی ہوتی ہے جس کے مطابق ایک تجارتی قافلہ نہ تھا بلکہ مدینہ کی مسلم ریاست پر حملہ کرنے کے لئے سامانِ جنگ کی تیاری کا ایک بڑا منصوبہ تھا۔ ابوجہل نے کہا: نجات حاصل کرو! انتہائی مصیبت وذلت سے نجات حاصل کرو، کاروان تجارت کا کارواں نہیں ہے بلکہ تمہارے مال ودولت کا ذخیرہ ہے، اگر اس پر قابض ہو گئے تو پھر ہمیشہ کے لیے ناکام ونامراد ہو کر رہ جاؤ گے ہمیشہ کے لیے ناکام ہونے کا مدعا یہ ہے کہ جنگی اسلحہ نہ حاصل ہونے کے سبب مسلمانوں کو ختم کرنے کا خواب کبھی شرمندۂ تعبیر نہیں ہو سکے گا، لہٰذا سرکار مدینہ نے جارحیت کے اس منصوبے کو ناکام بنانے اور معاندین کے حرب وضرب کے سرمایہ پر قابض ہونے کا فیصلہ کیا۔ اس واقعہ کو حافظ ابن کثیر نے اس طرح بیان کیا ہے: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ قریش کا قافلہ جا رہا ہے جس میں ان کا مالِ تجارت ہے اس کا تعاقب کرو، کیا عجب ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو تمہارے لیے مالِ غنیمت بنادے، پس ان لوگوں کو اس کے لیے پکارا گیا تو بعض نے اس کو پسند کیا اور بعض نے نکلنے میں گرانی محسوس کی اور یہ عدول حکمی کے پیش نظر نہیں بلکہ اس لیے تھی کہ وہ سمجھ رہے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی جنگ کے ارادہ سے روانہ نہیں ہو رہے ہیں۔ چنانچہ قافلۂ کفار کے تعاقب کے لیے مسلمانوں کی ایک قلیل تعداد روانہ ہوئی جس میں صرف ۳۰۵ مجاہد، دو گھوڑے، ستر اونٹ، آٹھ تلواریں اور چھ زرہیں تھیں۔ مزید آٹھ صحابہ کرام کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لشکر میں شمار فرمایا ہے حالانکہ وہ میدانِ جنگ میں بوجوہ موجود نہ تھے، جب یہ مختصر تعدادِ فرزندان پہونچی تو معلوم ہوا کہ ابوجہل کی سرکردگی میں کفارِ مکہ کی نوسو پچاس جنگجو سپاہیوں پر مشتمل فوج وافر سامانِ رسد وخوراک، سات سو اونٹوں، تین سو گھوڑوں، چھ سو زرہ پوشوں اور دو سو سواروں کے ایک تیغ زن رسالہ سے مسلح تھی، میدانِ بدر کے قریب پہنچ چکی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نئی صورتحال کے بارے میں صحابہ کرام سے مشورہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ”دشمن سر پر ہے اور قافلہ بھی قریب ہے، اب بتاؤ کیا چاہتے ہو؟ جنگ کر کے حق وباطل کا فیصلہ یا بغیر کانٹا لگے قافلۂ تجارت پر قبضہ؟ چند صحابہ کرام نے عرض کیا یارسول اللہ! ہم جنگ کے مقصد کے پیش نظر روانہ نہیں ہوئے تھے، بہتر یہی ہوگا کہ قافلہ پر قبضہ کر کے واپس چلے جائیں۔ اگر تجارتی قافلہ نکل چکا ہے تو ہم بھی مدینہ واپس ہو جائیں، سرکار مدینہ نے ارشاد فرمایا: ”قافلہ کو چھوڑو، اب اس قوم کے متعلق مشورہ دو جو تم پر حملہ کرنے کیلئے پہنچنے والی ہے۔“

اکابر صحابہ حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ اور حضرت علیؓ کو احساس ہو گیا کہ رسالت مآبؐ کی مرضی حق وباطل کے معرکہ سے وابستہ ہے لہٰذا انہوں نے جذبۂ وفاداری اور سرفروشی کا اظہار کرتے ہوئے عرض کیا کہ ہم جہاد کے لیے تیار ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کی رائے معلوم کرنے کے لیے دوبارہ مہاجرین سے مشورہ کیا تو حضرت سعد بن معاذ انصاریؓ کھڑے ہوئے اور عرض کیا، یارسول اللہ! شاید آپ کی مراد ہم سے ہے، ممکن ہے کہ کسی کو یہ خیال ہے کہ انصار اپنے گھروں میں رہ کر آپ کے مددگار بنے ہیں۔ میں انصار کی جانب سے یقین دہانی کراتا ہوں کہ ہماری بیعت اور آپ کے دست مبارک پر قول وقرار کا یہ مطلب ہے کہ آپ کے بسر چشم اور سرتا پا فرماں بردار ہیں۔ آپ نے جو قصد فرمایا اسے جاری رکھئے، قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے، اگر آپ سمندر میں بھی داخل ہونے کا حکم فرمائیں گے تو ہم کسی پس وپیش کے بغیر چھلانگ لگا دیں گے۔

حضرت مقداد انصاریؓ نے بھی عرض کیا یارسول اللہؐ! ہم موسیٰ علیہ السلام کی قوم کی مانند نہیں ہیں کہ جہاد کے وقت اپنے پیغمبر سے کہہ دیا تم اور تمہارا خدا جا کر جنگ کرو اور ہم تو اسی جگہ منتظر رہیں گے، پھر حضرت مقدادؓ نے اعلان کیا ہم واقعی آپ کے تابعدار ہیں، جہاں آپ کا پسینہ گرے گا وہاں اپنا خون بہانے کو موجود ہیں۔ آپؐ بسم اللہ کیجئے اور جنگ کا حکم فرمائیں، انشاء اللہ اسلام غالب ہوگا۔

بخاری، مسلم، نسائی اور کتب سیر وتاریخ کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ اقدس پر اپنے صحابہ کرام کے اس سرفروشانہ اظہار سے مسرت وبشاشت دمکنے لگی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اب اللہ کے نام پر پیش قدمی کرو اور بشارت حاصل کرو کیونکہ اللہ جل شانہٗ نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ دو گروہ تجارتی قافلہ اور لشکر کفار میں سے ایک کو تمہارے قبضہ میں کروں گا اور قافلہ نہیں بلکہ مشرکین کا لشکر تمہارے قبضہ میں ہوگا، اللہ کا وعدہ بلاشبہ سچا ہے اور قسم خدا کی میں ابھی کفار کے سرداروں کی قتل گاہ دیکھ رہا ہوں۔ چنانچہ مسلمانوں کا لشکر ۱۷ر رمضان المبارک ۲ ہجری (۱۳ر مارچ ۶۲۴ء) جمعہ کی شب بدر کے علاقہ میں داخل ہوا جہاں کفار کا لشکر پہلے ہی خیمہ زن تھا۔ بدر ایک کنویں کا نام ہے جس کی نسبت سے یہ علاقہ بدر کے نام سے مشہور ہے، مشرکین کا پانی پر قبضہ تھا اور مسلمان ایک خشک ریگستانی جگہ پر فروکش ہو گئے جہاں پانی نہ ہونے سے پیاس کی شدت تھی اور نماز کے وقت وضو اور غسل وغیرہ سے محروم تھے۔ ریگستان میں نقل وحرکت ایک مصیبت تھی کیونکہ وہاں پاؤں دھنستے تھے اور دوسری جانب ۹۵۰ اور ہر طرح سے مسلح اور باساز وسامان۔ خوف واندیشہ تھا اور یہ طبعی کیفیت موردِ عتاب نہیں جیسا کہ کوئی متقی اور صالح شخص کسی درندہ کے اچانک نمودار ہونے پر سراسیمہ ہو جائے۔ □□

اعمالِ صالحہ کا موسم بہار- رمضان المبارک

حافظ محمد امتیاز رحمانی

ایمان اور اعمالِ صالح کا موسم بہار یعنی رمضان المبارک آ گیا جس طرح قانونِ قدرت کے مطابق سال میں ایک بار درخت اپنا لباس بدلتے ہیں، سوکھی پتیاں شاخوں سے جدا کر دی جاتی ہیں اور پھر ان کو نئی کونپلیں اور پتیاں عطا کی جاتی ہیں اور دیکھتے ہی دیکھتے ویران اور اجاڑ سا نظر آنے والا درخت ایک نئی قوت اور جوش کے ساتھ تازگی اور شادابی کا پیغام دینے لگتا ہے، اس طرح سال کے گیارہ مہینے دنیا کی آرائشوں اور آلودگیوں کے درمیان گزارنے کے بعد بارہویں مہینے میں رمضان کا مہینہ آتا ہے تو گناہ ومعصیت کی سوکھی ہوئی پتیاں جھڑ جاتی ہیں اور مہینے بھر روزے رکھنے کے بعد تقویٰ اور پرہیزگاری اختیار کرنے اور اللہ تعالیٰ کی عبادت وبندگی نیز عجز وانکساری کے ساتھ اس کے احکام کے آگے جھک جانے سے ایمان کا مرجھایا درخت ایک بار پھر سرسبز وشاداب ہو کر لہلہانے لگتا ہے۔ فرمایا گیا کہ اللہ تعالیٰ کو تمہاری بھوک اور پیاس مطلوب نہیں ہے، وہ تم سے تقویٰ چاہتا ہے۔ اور یہ تقویٰ کیا ہے، اس کو یوں سمجھئے کہ جیسے خاردار راہوں میں آدمی اپنے دامن کو سمیٹے کانٹوں سے بچ بچ کر نکلتا ہے اسی طرح روزمرہ زندگی میں معصیت وگناہ کے کانٹوں سے بچ بچ کر گزرنے اور جن کاموں پر اللہ تعالیٰ نے اپنی پسندیدگی کا اظہار فرمایا ہے ان کو اختیار کرنے کا نام تقویٰ ہے۔ پورے ایک مہینے کی تربیت کا کورس اس لئے مقرر ہوا کہ مزاج اس کا عادی ہو جائے اور سال کے گیارہ مہینوں کی زندگی میں اس کا عکس نمایاں ہو۔ یہ سمجھنا ہرگز درست نہیں کہ اس مبارک مہینے میں جس میں ایک نفل کا ثواب فرض کے برابر اور ایک فرض کا ستر گنا اجر ملتا ہے، خوب خوب نیکی کر کے ڈھیر سارا ثواب کما لیا جائے اور سال کے باقی دنوں میں خود کو بالکل بے لگام اور آزاد چھوڑ دیا جائے، اگر کوئی ایسا سمجھتا ہے تو وہ اپنے کو دھوکے میں مبتلا کرتا ہے، دراصل اسلام ایک ایسا دین ہے جو پوری زندگی اور انسانوں کے تمام افعال واعمال پر حاوی ہے۔ دوسرے مذاہب میں اس طرح کی تقسیم ہے کہ وہ زندگی کو خانوں میں بانٹ دیتے ہیں اور عبادت گاہ میں جا کر عبادت وبندگی کے بعد دنیا کی زندگی میں اللہ تعالیٰ کے اختیار واقتدار کو تسلیم نہیں کرتے لیکن اسلام ایسی کسی تقسیم کا قائل نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جہاں فرمایا ہے کہ تم پر روزہ فرض کیا گیا تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ، وہیں یہ بھی ارشاد ہوا کہ یہ وہ مہینہ ہے جس میں قرآن نازل ہوا، جو لوگوں کے لئے ہدایت ہے اور جو حق کو باطل سے الگ کرتا ہے۔ رمضان کے مہینے اور قرآن کے درمیان صرف یہی تعلق نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی یہ عظیم کتاب اس بابرکت مہینے میں نازل ہوئی بلکہ تعلق بھی ہے کہ قرآن کو جس طرح انسان مطلوب ہے یہ اس کی تربیت اور مشق کا مہینہ بھی ہے اس لئے اس مہینے میں قرآن مجید کی زیادہ سے زیادہ تلاوت کی تاکید کی گئی ہے، اسی مہینے میں جبرئیل امین نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پورا قرآن پڑھ کر سناتے تھے اور خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایسا ہی کرتے، اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس مہینے کو قرآن مجید سے کیسا گہرا تعلق ہے۔ بڑے خوش نصیب ہیں وہ لوگ جنہیں ایک بار پھر رمضان المبارک کی نیکیوں اور سعادتوں سے اپنا دامن بھرنے کا موقع ملا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں قوت اور ہمت عطا کرے کہ ہم اس سے زیادہ سے زیادہ فیض یاب ہو سکیں۔

عالمِ اسلام

اس سال زیادہ موقع بیرونی ممالک کے عازمین حج کو دیا جائے گا

سعودی وزارت حج وعمرہ نے کہا ہے کہ اس سال بیرون مملکت کے عازمین کو حج کا زیادہ موقع دیا جائے گا۔ کسی بھی ملک سے حج پر آنے پر کوئی پابندی نہیں ہوگی۔ العربیہ چینل سے گفتگو کرتے ہوئے معاون سیکریٹری حج انجینئر ہشام سعید نے کہا کہ اس سال زیادہ عازمین بیرون ملک سے آئیں گے۔ گزشتہ دو برسوں کے دوران کورونا وبا کے باعث بیرون ملک سے لوگ حج سے محروم رہے تھے۔ اس سال انہیں زیادہ موقع دیا جائے گا۔ ہشام سعید نے کہا کہ اس سال کسی بھی ملک کے عازمین پر حج کے حوالے سے کوئی پابندی نہیں ہوگی۔ سعودی عرب دنیا کے ہر ملک سے حج کے خواہشمند افراد کو فریضے کی ادائیگی کا موقع دیتا ہے۔ کورونا وبا کی وجہ سے پابندی نہیں ہوگی۔ معاون سکریٹری حج نے کہا کہ ہر ملک سے کوٹے کے مطابق عازمین آئیں گے۔ کوٹے کا اصول مسلم وزرائے خارجہ عمان کانفرنس میں طے کیے ہوئے ہیں۔ اصول یہ ہے کہ ایک ہزار کی آبادی پر ایک شخص کو حج کا موقع ملے گا۔ اس سوال پر کہ کیا حج کے لیے بوسٹر ڈوز ضروری ہوگی۔ انہوں نے کہا کہ عازمین حج کے لیے ضروری ہے کہ وہ محصن (امیون) ہوں۔ سعودی نظام کے مطابق محصن کا مطلب کورونا ویکسین کی تین خوارکیں لینا ہے۔ یہ پابندی اندرون مملکت سے حج کرنے والے سعودیوں، غیر ملکیوں اور بیرون ملک سے آنے والے عازمین سب پر لاگو ہوگی۔ علاوہ ازیں ترجمان وزارت حج وعمرہ نے الاخباریہ سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ اس سال حج سیزن کے دوران جدید ٹیکنالوجی پر مبنی بڑے منصوبوں کے تحت کام کیا جائے گا تاکہ حجاج کو کسی قسم کی دشواری کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

سعودی عرب کی دوستی فراموش نہیں کرسکتے: شہباز شریف

پاکستان کے نومنتخب وزیراعظم شہباز شریف نے کہا ہے کہ پاکستان سعودی عرب کی محبت، شفقت اور دوستی کبھی فراموش نہیں کرسکتا۔ اس نے ہر مشکل گھڑی میں پاکستان کا ساتھ دیا۔ پیر کو بطور وزیراعظم پارلیمان سے اپنے پہلے خطاب میں شہباز شریف نے پچھلی حکومت کی خارجہ پالیسی کو تنقید کا نشانہ بنایا اور خاص طور پر سعودی عرب کا ذکر کیا۔ ان کا کہنا تھا کہ جب ۱۹۹۸ء میں پاکستان نے پانچ ایٹمی دھماکوں کے جواب میں چھ دھماکے کر کے انڈیا کے دانت کھٹے کیے تو پاکستان پر معاشی پابندیاں لگیں۔ انہوں نے بتایا کہ میں وزیراعظم کے ساتھ سعودی عرب میں تھا۔ اس وقت سعودی قیادت نے کہا، آپ مشکل میں ہیں، آپ فکر نہ کریں آپ کی تیل کی ضرورت ہم پورے سال پوری کریں گے۔ شہباز شریف نے پچھلی حکومت کے طرزعمل پر افسوس کا اظہار کرتے ہوئے سابق وزیر خارجہ کے اس جملے کا خصوصی طور پر حوالہ دیا جس میں انہوں نے کہا کہ ہم سعودی عرب کے بغیر بھی کشمیر کے معاملے پر بات کر سکتے ہیں۔ شہباز شریف نے کہا کہ ایسا اس ملک کے بارے میں کہا گیا، جہاں خانہ خدا ہے، روضہ رسول ہے، جہاں پاکستان سمیت دنیا بھر سے اربوں مسلمان خدا کے حضور جھکنے کے لیے جاتے ہیں۔ ایسے سعودی عرب، جس نے ہمیشہ ہمارا ساتھ دیا، کے بارے میں ایسی بات کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔ شہباز شریف کے مطابق ہم سعودی عرب کی فراخ دلانہ، شفقت، محبت، دوستی اور امداد کو زندگی بھر نہیں بھولیں گے۔ انہوں نے کہا کہ ہم خادمین حرمین شریفین شاہ سلمان اور ولی عہد محمد بن سلمان کے مشکور ہیں کہ وہ مشکل وقت میں ہمارے ساتھ کھڑے ہوتے رہے۔

زکوٰۃ اسلام کا ایک اہم رکن ہے

تحریر: مولانا اویس احمد قاسمی

ترجمہ: ’’اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو، اور اللہ کو قرض دو، اچھا والا قرض! اور تم اپنے آپ کے لیے جو بھلائی بھی آگے بھیجو گے، اسے اللہ کے پاس جا کر اس طرح پاؤ گے کہ وہ کہیں بہتر حالت میں اور بڑے زبردست ثواب کی شکل میں موجود ہے، اور اللہ سے مغفرت مانگتے رہو، یقین رکھو کہ اللہ بہت بخشنے والا، بہت مہربان ہے۔‘‘ (۲۰)

تشریح: قرآن کریم میں ستر سے زیادہ مقامات پر اقامتِ صلوٰۃ اور ادائے زکوٰۃ کا ذکر اس طرح ساتھ ساتھ کیا گیا ہے، جن سے معلوم ہوتا ہے کہ دین میں ان دونوں کا مقام و مرتبہ قریب قریب ایک ہی ہے، اسی لیے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد بعض علاقے کے ایسے لوگوں نے جو بظاہر اسلام قبول کر چکے تھے اور توحید رسالت کا اقرار کرتے اور نماز میں پڑھتے تھے، زکوٰۃ سے انکار کیا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کے خلاف جہاد کا اسی بنیاد پر فیصلہ کیا تھا کہ یہ نماز اور زکوٰۃ کے حکم میں تفریق کرتے ہیں، جو اللہ ورسول کے دین سے انحراف اور ارتداد ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کے ارکان اور بنیادی احکام و مطالبات کا ذکر کرتے ہوئے توحید ورسالت کی شہادت کے بعد اقامتِ صلوٰۃ اور ایتاء زکوٰۃ ہی کا ذکر کیا ہے، چنانچہ ارشاد ہے: ’’رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے۔ اس بات کی شہادت دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور یہ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں، نماز قائم کرنا، زکوٰۃ ادا کرنا، بیت اللہ کا حج کرنا، رمضان المبارک کے روزے رکھنا۔‘‘ (متفق علیہ، بخاری، ص۶، ج۱)

زکوٰۃ کے تین پہلو

زکوٰۃ میں نیکی اور افادیت کے تین پہلو ہیں: ایک یہ کہ مومن بندہ جس طرح نماز کے قیام اور رکوع وسجود کے ذریعے اللہ تعالیٰ کے حضور میں اپنی بندگی اور تذلل و نیازمندی کا مظاہرہ جسم و جان اور زبان سے کرتا ہے، تا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ورضا اور اس کا قرب اس کو حاصل ہو، اسی طرح زکوٰۃ ادا کر کے وہ اس کی بارگاہ میں اپنی مالی نذر اسی غرض سے پیش کرتا ہے اور اس بات کا عملی ثبوت دیتا ہے کہ اس کے پاس جو کچھ ہے وہ اسے اپنا نہیں؛ بلکہ خدا کا سمجھتا اور یقین کرتا ہے اور اس کی رضا قرب حاصل کرنے کے لیے وہ اس کو قربان کرتا اور نذرانہ چڑھاتا ہے۔

زکوٰۃ کا شمار عبادات میں اسی پہلو سے ہے، دین وشریعت کی خاص اصطلاح ’عبادات‘ بندے کے انہی اعمال کو کہا جاتا ہے جن کا خاص مقصد و موضوع اللہ تعالیٰ کے حضور میں اپنی عبدیت اور بندگی کے تعلق کو ظاہر کرنا اور اس کے ذریعہ اس کے ذریعہ اس کا رحم وکرم اور اس کا قرب ڈھونڈنا ہو۔

دوسرا پہلو زکوٰۃ میں یہ ہے کہ اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ کے ضرورت منداور پریشان حال بندوں کی خدمت واعانت ہوتی ہے، اس پہلو سے زکوٰۃ اخلاقیات کا نہایت ہی اہم باب ہے۔

تیسرا پہلو اس میں افادیت کا یہ ہے کہ حب مال اور دولت پرستی جو ایک ایمان کش اور نہایت مہلک روحانی بیماری ہے، زکوٰۃ اس کا علاج اور اس کے گندے اور زہریلے اثرات سے نفس کی تطہیر اور تزکیہ کا ذریعہ ہے، اسی بناء پر قرآن مجید میں ایک جگہ فرمایا گیا: ’’اے نبی! مسلمانوں کے اموال میں صدقہ (زکوٰۃ) وصول کیجئے، جس کے ذریعے ان کے قلوب کی تطہیر اور ان کے نفوس کا تزکیہ ہو۔‘‘ (سورہ توبہ)

بلکہ غالباً زکوٰۃ کا نام اسی پہلو سے زکوٰۃ رکھا گیا ہے، کیونکہ زکوٰۃ کے اصل معنی ہی پاکیزگی کے ہیں۔ (معارف الحدیث: ۲۰-۲۱، ج۳)

زکوٰۃ کے فضائل

آیت بالا سے معلوم ہوا کہ زکوٰۃ وصدقات ادا کرنے سے اللہ تعالیٰ کے یہاں خیر کثیر اور اجر عظیم ملے گا۔ دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ’’جو لوگ اللہ کے راستے میں اپنا مال خرچ کرتے ہیں، ان کی مثال ایسی ہے جیسے ایک دانہ سات بالیں اگائے (اور) ہر بالی میں سو دانے ہوں، اور اللہ جس کے لیے چاہتا ہے (ثواب میں) کئی گنا اضافہ کر دیتا ہے، اللہ بہت وسعت والا ہے، بڑے علم والا ہے۔‘‘ (سورہ بقرہ: ۲۶۱)

یعنی اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرنے سے سات سو گنا ثواب ملتا ہے، اور اللہ تعالیٰ جس کا ثواب چاہیں اور بڑھا سکتے ہیں، واضح رہے کہ اللہ کے راستے میں خرچ کا قرآن نے بار بار ذکر کیا ہے اور اس سے مراد ہر وہ خرچ ہے، جو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے کیا جائے، اس میں زکوٰۃ، صدقات، خیرات سب داخل ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی شخص نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر عرض کیا کہ آپ مجھے ایسا عمل بتلا دیجئے کہ وہ عمل کر کے میں جنت میں داخل ہو جاؤں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو، اس کے ساتھ کسی طرح کا شرک نہ کرو، اور نماز قائم کرو، اور فرض زکوٰۃ ادا کرو۔ (بخاری: ج۱ص۱۸۷)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص ایک کھجور کے دانے کے برابر پاک کمائی سے صدقہ کرے، اور اللہ تعالیٰ صرف پاک ہی کو قبول کر فرماتے ہیں، تو اللہ تعالیٰ اس کو اپنے دست میں لے کر قبول فرماتے ہیں، پھر اس کے مالک کے لیے اس کی پرورش فرماتے ہیں، جس طرح تم میں سے ایک شخص اپنی گھوڑی کے بچے کی پرورش کرتا ہے، یہاں تک کہ وہ (ایک کھجور کے دانے کا صدقہ قیامت کے دن) پہاڑ کے برابر ہو جائے گا۔ (بخاری، ص۱۸۹)

آیات و روایات سے معلوم ہوا کہ زکوٰۃ وصدقات سے مال میں برکت ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ کی رضا کا سبب ہے اور اللہ تعالیٰ کے یہاں ثواب کثیر اور اجر عظیم کا ذریعہ ہے۔

زکوٰۃ ادا نہ کرنے والوں کا انجام

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس آدمی کو اللہ تعالیٰ نے دولت عطا فرمائی، پھر اس نے اس کی زکوٰۃ نہیں ادا نہیں کی تو وہ دولت قیامت کے دن اس آدمی کے سامنے ایسے زہریلے ناگ کی شکل میں آئے گی، جس کے انتہائی زہریلے پھن سے اس کے سر کے بال جھڑ گئے ہوں اور اس کی آنکھوں کے اوپر دو سفید نقطے ہوں (جس سانپ میں یہ دو باتیں پائی جائیں وہ انتہائی زہریلا سمجھا جاتا ہے) پھر وہ سانپ اس (زکوٰۃ ادا نہ کرنے والے بخیل) کے گلے کا طوق بنا دیا جائے گا (یعنی اس کے گلے میں لپٹ جائے گا) پھر اس کی دونوں باچھیں پڑے گا (اور کاٹے گا) اور کہے گا کہ میں تیری دولت ہوں، میں تیرا خزانہ ہوں۔ یہ فرمانے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۃ آل عمران کی یہ آیت ’’ولا یحسبن الذین یبخلون بما آتاهم الله – الآیة‘‘ آخر تک تلاوت فرمائی، ترجمہ: نہ گمان کریں وہ لوگ جو بخل کرتے ہیں اس مال و دولت میں جو اللہ نے اپنے فضل وکرم سے ان کو دیا ہے (اور اس کی زکوٰۃ نہیں نکالتے) کہ وہ بخل ان کے حق میں بہتر ہے؛ بلکہ انجام کے لحاظ سے وہ ان کے لیے بدتر ہے اور شر ہے، قیامت کے دن ان کے گلوں میں طوق بنا کے ڈالی جائے گی وہ دولت جس میں انھوں نے بخل کیا اور (جس کی زکوٰۃ ادا نہیں کی) (بخاری: ۱/ ۱۸۸)

سانپ جس گھر میں نکل آتا ہے، دہشت کی وجہ سے اس گھر میں جانا مشکل ہو جاتا ہے کہ کہیں لپیٹ نہ جائے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ یہی مال جس کو آج محفوظ کر کے رکھا جاتا ہے، زکوٰۃ نہ ادا کرنے پر کل کو سانپ بنا کر تمھیں لپیٹا دیا جائے گا، گھر کے سانپ کا لپٹنا ضروری نہیں ہے، محض احتمال ہے کہ شاید وہ لپٹ جائے اور اس احتمال پر بار بار فکر وخوف ہوتا ہے کہ ادھر سے نکل نہ آئے، اُدھر سے نکل نہ آئے، اور زکوٰۃ ادا نہ کرنے پر اس کا عذاب یقینی ہے، پھر بھی اس کا خوف ہم کو نہیں ہوتا۔

شب معراج میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ایسے لوگوں پر ہوا جن کی آگے اور پیچھے کی شرمگاہ پر چیتھڑے لپٹے ہوئے تھے اور وہ جانوروں کی طرح چر رہے تھے اور زقوم (کانٹے دار درخت) اور جہنم کے پتھر کھا رہے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ وہ لوگ ہیں، جو اپنے مال کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتے اور ان پر اللہ تعالیٰ نے ظلم نہیں کیا، اور آپ کا رب اپنے بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں ہے۔ (الترغیب، ج۱ص۳۰۸)

عام انسانوں کی نظر صرف اسی دنیا تک محدود ہوتی ہے، وہ جو کچھ کرتے ہیں صرف اسی دنیا کی فلاح و بہبود کے لیے کرتے ہیں، لیکن ایک سچا مومن اس چندروزہ زندگی سے آخرت کی دائمی زندگی کی راحت وسکون کا متلاشی ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ نے صدقات وزکوٰۃ کے ذریعے اہل ایمان کو آخرت کے بینک میں اپنی دولت منتقل کرنے کا گر بتایا ہے، زکوٰۃ وصدقات کی شکل میں جو رقم دی جاتی ہے وہ براہِ راست آخرت کے بینک میں جمع ہو جاتی ہے، یہ آدمی کو اس دن کام آئے گی، جب وہ خالی ہاتھ یہاں کی چیزیں یہیں چھوڑ کر رخصت ہوگا، اس لیے بہت خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو اپنی دولت یہاں سے آخرت میں منتقل کرنے میں پیش قدمی کرتے ہیں، اس کے ذریعے ان کا مال و دولت دنیا میں تباہی و بربادی سے محفوظ ہو جاتا ہے اور اس میں برکت ہوتی ہے، اور آخرت کے عذاب سے حفاظت اور اللہ کی رضا و جنت حاصل ہوتی ہے۔ ◻◻

اعتکاف - رضائے الٰہی کے حصول کا ذریعہ

مولانا محمد یاسین جہازی (جمعیۃ علماء ہند)

اعتکاف عربی کا لفظ ہے۔ اس کا معنی ہے: ٹھہرنا۔ یہ اسلام کی ایک عبادت کا نام ہے، جس کا طریقہ یہ ہے کہ کسی ایسی مسجد میں جہاں پنج وقتہ نماز ہوتی ہے، وہاں ٹھہرنے کی نیت سے قیام کرے۔ اعتکاف کی تین قسمیں ہیں: (۱) واجب: اس کی شکل یہ ہے کہ کوئی شخص اعتکاف کرنے کی نذر کرلے، تو اسے پورا کرنا واجب ہو جاتا ہے۔ (۲) سنت موکدہ: یہ رمضان کے آخر عشرے کا اعتکاف ہے۔ اس کے لیے بیسویں رمضان کی افطاری مسجد میں کرنا ضروری ہے۔ اور عید کا چاند نظر آتے ہی یہ پورا ہو جاتا ہے۔ عید کی رات اعتکاف میں شامل نہیں ہے، خواہ انتیس ہی کا مہینہ کیوں نہ ہو۔ (۳) مستحب: یہ اعتکاف کسی وقت بھی ہوسکتا ہے۔ اس کے لیے کسی چیز کی شرط نہیں ہے، جب کہ اول الذکر دونوں اعتکافوں میں روزہ شرط ہے۔ اسی طرح پہلے دونوں اعتکافوں میں وقت کی تحدید ہے، جب کہ اس اعتکاف میں وقت کی کوئی پابندی نہیں ہے، ایک لمحے کا بھی اعتکاف ہوسکتا ہے، البتہ تینوں اعتکاف نماز ہو رہی مسجد میں ہونا ضروری ہے، کیوں کہ اعتکاف دراصل نماز کے لیے انتظار کرنے کی عبادت ہے، لہذا جہاں نماز ہوگی، وہیں پر انتظار ہوگا۔ ان تینوں قسموں میں سے دوسری قسم کا اعتکاف رمضان میں ہوتا ہے۔ اگرچہ اعتکاف کا تذکرہ کلام پاک میں بھی ہے، ارشاد خداوندی ہے: ولا تباشروهن و انتم عاكفون في المساجد (البقرۃ، ۱۸۷) (مسجد میں رہتے ہوئے عورتوں سے مت ملو)۔ لیکن اس کی اصل فضیلت اور مشروعیت احادیث سے ثابت ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اعتکاف کرنے کی پابندی کرنے کا اہتمام کیا ہے۔ حضرت ابی سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرمؐ نے پہلے پہلے دونوں عشروں کا اعتکاف فرمایا: اعتکاف کا مقصد شب قدر کی تلاش تھا، لیکن فرشتے نے خبر دی کہ اس کا وقت آخر عشرے میں ہے، لہذا جو لوگ میرے ساتھ اعتکاف کرنا چاہتے ہیں، وہ آخر عشرے کا اعتکاف کریں اور اسے طاق راتوں میں تلاش کریں۔ ایک دوسری حدیث میں حضرت ابن عباسؓ اعتکاف کرنے والوں کے بارے میں فرماتے ہیں ہیں: هو يعكف الذبوب و يجرى له الحسنات كعامل الحسنات كلها (سنن ابن ماجه، باب في ثواب الاعتكاف. یعنی اعتکاف سے ایک طرف جہاں انسان کی گناہوں سے حفاظت ہوتی ہے، وہیں دوسرے بہت سے اعمال کا ثواب کیے بغیر مل جاتا ہے، جیسے جنازہ میں شرکت، مریض کی عیادت وغیرہ۔

ابن عباسؓ کی ایک دوسری روایت میں ہے: من اعتكف يوما ابتغاء وجه الله، جعل الله بينه و بين النار ثلاث خنادق، كل خندق ابعد مما بين الخافقين (المعجم الاوسط للطبرانى، باب الميم من اسمه محمد. یعنی محض رضائے الٰہی کے لیے اعتکاف کرنے والوں کے اور دوزخ کے بیچ زمین وآسمان کے فاصلے کے برابر فاصلہ کر دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اعتکاف کرنے کی توفیق ارزانی کرے، آمین۔

عالمی خبریں

چور پورا پل ہی چوری کر کے لے گئے

بہار میں سرکاری ملازمین کا روپ دھارے کباڑیوں کے ایک گروہ نے ۶۰ فٹ طویل لوہے کا پل چرا لیا۔ فرانسیسی خبر رساں ادارے اے ایف پی کے مطابق پولیس افسر سبھاش کمار نے بتایا کہ چور محکمہ آبپاشی کے ملازمین کے حلیے میں آئے تھے۔ پولیس کے مطابق چور مکمل تیاری کے ساتھ آئے تھے اور بڑی گاڑیوں کے علاوہ لوہے کو کاٹنے کے لیے بلڈوزر اور گیس کٹرز بھی لائے تھے۔ چوروں نے تین دن لگا کر تمام کارروائی مکمل کی اور ۵۰۰ ٹن لوہا لے کر فرار ہوگئے۔ پولیس نے بتایا کہ سرکاری افسران کا روپ دھارے چوروں نے مقامی محکمے کے ملازمین سے بھی مدد لی اور دن کی روشنی میں پل کا ملبہ لے کر چلے گئے۔ انڈین اخبار ’دا پرنٹ‘ نے محکمہ آبپاسی کے انجینئر ارشد کمال شمشی کے حوالے سے کہا کہ گاؤں والوں نے اطلاع دی تھی کہ کچھ افراد پرانے اور خستہ حال پل کو اکھاڑ رہے ہیں۔ ۶۰ فٹ طویل اور بارہ فٹ اونچا پل چور آہستہ آہستہ اکھاڑتے رہے لیکن اچانک ایک دن اس ۵۰ سالہ پرانے پل کے غائب ہو جانے سے گاؤں والے حیران ہو کر رہ گئے۔ لوہے کا یہ پل سال ۱۹۷۲ء میں ایک نہر کے اوپر تعمیر کیا گیا تھا لیکن پانچ سال قبل اس کی جگہ ایک متبادل پل بنایا گیا جو اب عوام کے استعمال میں ہے۔ پولیس نے تحقیقات کا آغاز کر دیا ہے تاہم کوئی گرفتاری ابھی تک عمل میں نہیں آئیں۔

لندن کی گلیوں میں سفید ہاتھی لوگوں تک اہم پیغام پہنچائے گا

ماحولیاتی مسائل سے نمٹنے کے لیے سرگرم ایک تنظیم شہریوں میں شعور بیدار کرنے کے لیے ایک سفید ہاتھی کو برطانیہ کے دارالحکومت لندن روانہ کرے گی۔ برطانوی ویب سائٹ ’دِس از آکسفورڈ شائر‘ کے مطابق ایکسٹینشن ریبلین آکسفورڈ کے کارکن ’نیلائی‘ نامی سفید ہاتھی (جو دراصل ہاتھی کی ڈمی ہے) کو ۱۱ اپریل کو برطانیہ کے دارالحکومت بھیجیں گے۔ یہ سرگرمی نو اپریل سے لندن میں بڑے پیمانے پر جاری اقدامات کی ایک کڑی ہے۔ یہ سفید ہاتھی ’نیلائی‘ کنگسٹن گارڈن میں البرٹ میموریل کے باہر رکھا جائے گا اور ماحولیاتی کارکن اسے لوگوں کے ساتھ بات چیت کے ذریعے کے طور پر استعمال کریں گے۔ ایکسٹینشن ریبلین آکسفورڈ کے ایک رکن کرسٹیان سلک کا کہنا ہے کہ تازہ ترین سائنسی معلومات واضح ہیں۔ اگر ہم اپنے بچوں اور آنے والی نسلوں کو جینے کے مناسب ماحول دینا چاہتے ہیں تو ہمیں ۲۰۳۰ء تک گرین ہاؤس گیس کی اخراج کو نصف تک کم کرنا ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ ایسا کرنا ممکن ہے لیکن حکومتیں ماحول کو بہتر بنانے والے جرأت مندانہ فیصلے کرنے میں ناکام ہیں۔

پولیس نے صحافی اور سماجی کارکنوں کے کپڑے کیوں اُتروائے؟

مدھیہ پردیش کے ایک پولیس سٹیشن میں ایک صحافی سمیت چند افراد کو حراست میں لے کر کپڑے اتارنے پر مجبور کیے جانے کا واقعہ پیش آیا ہے۔ پولیس کے ایک سینئر عہدے دار نے بتایا کہ گرفتار کیے گئے افراد کی نیم برہنہ تصاویر سوشل میڈیا پر وائرل ہونے پر پولیس کے دو اہلکاروں کا تبادلہ کر دیا گیا ہے۔ ایک مقامی صحافی اور کچھ ایکٹوسٹس اندراوتی ڈراما سکول کے ڈائریکٹر نیرج کندر کی گرفتاری کے خلاف دو اپریل کو کوتوالی پولیس سٹیشن کے سامنے ’غیر قانونی طریقے‘ سے احتجاج کر رہے تھے۔

رمضان المبارک: کیا کریں، کیا نہ کریں

تحریر: مولانا عبدالرشید طلحہ نعمانی

ماہ رمضان کی آمد اسلامیان عالم کے لیے بہار گلستاں اور نوید جاں فزا سے کم نہیں ہے، یہ مہینہ برکتوں اور رحمتوں کا خزینہ ہے، حدیث پاک کے مطابق اس مہینے کی پہلی رات کو شیاطین جکڑ دیے جاتے ہیں، جہنم کے دروازے بند کردیے جاتے ہیں، جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں، مومن کا رزق بڑھا دیا جاتا ہے، نفل کا ثواب فرض اور فرض کا ثواب ستر فرائض کے برابر کردیا جاتا ہے، حق تعالیٰ کی طرف سے دعاؤں کی قبولیت اور بندوں کی مغفرت کے فیصلے کیے جاتے ہیں۔ مشہور تابعی حضرت کعب احبارؒ فرماتے ہیں: ’’اللہ تعالیٰ نے رات اور دن کی کچھ ساعتوں کو منتخب کرکے ان میں فرض نمازوں کو رکھا، اور دنوں کو منتخب کرکے ان میں جمعہ بنایا، مہینوں کو منتخب کرکے ان میں رمضان کا مہینہ مقرر کیا، راتوں کو منتخب کرکے ان میں شب قدر تجویز کی اور جگہوں کو منتخب کرکے ان میں مساجد بنائی۔‘‘ (شعب الایمان: ۳۳۶۳) اس سے معلوم ہوا کہ رمضان کا مہینہ اللہ تعالیٰ کا منتخب کردہ ہے اور تمام مہینوں کے درمیان بطور خاص اسے چنا گیا ہے؛ مگر کس درجہ افسوس کی بات ہے کہ اتنی بڑی نعمت بے مانگے ہمیں ملے اور ہم اپنی پست ہمتی یا بدنصیبی سے اسے یوں ہی بالا بالا گزر جانے دیں! آب حیات کی ہم پر برسات ہو اور ہم بہ دستور پیاسے رہ جائیں! بہار کا خوش گوار موسم آئے اور ہم دامن مراد بھرنے کے بجائے تہی دست لوٹ جائیں۔

فضائل رمضان

رمضان شریف کے فضائل واعمال سے متعلق ایک جامع روایت حضرت سلمانؓ کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شعبان کی آخری تاریخ میں ہم لوگوں کو وعظ فرمایا اور کہا: تمہارے اوپر ایک مہینہ آرہا ہے جو بہت بڑا مہینہ ہے، بہت مبارک مہینہ ہے، اس میں ایک رات ہے (شب قدر) جو ہزار مہینوں سے بڑھ کر ہے، اللہ تعالیٰ نے اس کے روزے کو فرض فرمایا، اور اس کے رات کے قیام (یعنی تراویح) کو ثواب کی چیز بنایا ہے، جو شخص اس مہینے میں کسی نیکی کے ساتھ اللہ کا قرب حاصل کرے ایسا ہے جیسا کہ غیر رمضان میں فرض ادا کیا، اور جو شخص اس مہینے میں کسی فرض کو ادا کرے وہ ایسا ہے جیسا کہ غیر رمضان میں ۷۰ فرض ادا کرے۔ یہ مہینہ صبر کا ہے، اور صبر کا بدلہ جنت ہے اور یہ مہینہ لوگوں کے ساتھ غم خواری کرنے کا ہے، اس مہینے میں مومن کا رزق بڑھا دیا جاتا ہے، جو شخص کسی روزے دار کا روزہ افطار کرائے اس کے لیے وہ گناہوں کے معاف ہونے اور آگ سے خلاصی کا سبب ہوگا، اور روزے دار کے ثواب کی مانند اس کو ثواب ہوگا؛ مگر اس روزے دار کے ثواب سے کچھ کم نہیں کیا جائے گا، صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم میں سے ہر شخص تو اتنی وسعت نہیں رکھتا کہ روزے دار کو افطار کرائے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ ثواب تو اللہ جل شانہٗ ایک کھجور سے کوئی افطار کرادے، یا ایک گھونٹ پانی پلادے، یا ایک گھونٹ لسی پلادے اس پر بھی مرحمت فرمادیتے ہیں۔ یہ ایسا مہینہ ہے کہ اس کا اول حصہ اللہ کی رحمت ہے، اور درمیانی حصہ مغفرت ہے، اور آخری حصہ آگ سے آزادی ہے۔ جو شخص اس مہینے میں ہلکا کردے اپنے غلام وخادم کے بوجھ کو، حق تعالیٰ اس کی مغفرت فرماتے ہیں، اور آگ سے آزادی کا پروانہ عطا فرماتے ہیں۔

نیز چار چیزوں کی اس میں کثرت رکھا کرو، جن میں سے دو چیزیں اللہ تعالیٰ کی رضا کے واسطے، اور دو چیزیں ایسی ہیں کہ جن سے تمھیں چارۂ کار نہیں۔ پہلی دو چیزیں جن سے تم اپنے رب کو راضی کرو وہ کلمۂ طیبہ اور استغفار کی کثرت ہے، اور دوسری دو چیزیں یہ ہیں: جنت طلب کرو اور آگ سے پناہ مانگو۔ جو شخص کسی روزے دار کو پانی پلائے حق تعالیٰ (قیامت کے دن) میری حوض سے اس کو ایسا پانی پلائیں گے جس کے بعد جنت میں داخل ہونے تک پیاس نہیں لگے گی۔ (رواہ ابن خزیمۃ فی صحیحہ)

اسی طرح حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: پانچوں نمازیں، ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک اور ایک رمضان سے لے کر دوسرے رمضان تک ان تمام گناہوں کا کفارہ ہیں جو ان کے درمیان ہوتے ہیں، جبکہ کبیرہ گناہوں سے بچا جائے۔

ذخیرۂ احادیث میں جہاں رمضان المبارک کے بہت سے فضائل بیان کیے گئے ہیں، وہیں اس کی ناقدری پر وعیدیں بھی ذکر کی گئیں ہیں۔ حضرت کعب بن عجرہؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں منبر کے قریب ہونے کا حکم دیا، ہم حاضر ہوگئے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر کی پہلی سیڑھی پر قدم رکھا تو فرمایا آمین جب دوسرے درجے پر قدم رکھا تو فرمایا آمین جب تیسرے درجے پر قدم رکھا تو فرمایا آمین ہم نے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آج ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی بات سنی جو پہلے کبھی نہ سنی تھی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ (جب میں نے پہلے درجے پر قدم رکھا) اس وقت حضرت جبرائیلؑ تشریف لائے اور انہوں نے یہ بددعا کی تھی کہ وہ شخص ہلاک ہو، جسے رمضان کا مہینہ ملے اور پھر بھی اس کی مغفرت نہ ہو، تو میں نے کہا، آمین۔ پھر جب میں نے دوسرے درجے پر قدم رکھا تو انہوں نے کہا، وہ شخص برباد ہو جس کے سامنے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر مبارک کیا جائے اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نہ بھیجے، تو میں نے کہا آمین، پھر جب تیسرے درجے پر چڑھا تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ وہ شخص بھی ہلاک ہو جو زندگی میں اپنے والدین یا ان میں سے کسی ایک کو بڑھاپے کی حالت میں پائے اور وہ اسے جنت میں داخل نہ کرائیں تو میں نے کہا۔ آمین۔

اعمال رمضان

چار چیزوں کی کثرت: اوپر فضائل رمضان کے ذیل میں رقم کردہ حضرت سلمان فارسیؓ کی روایت میں اس بات کی وضاحت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان المبارک میں چار چیزوں کی کثرت کا حکم فرمایا: اول: کلمۂ طیبہ۔ احادیث میں اس کو افضل الذکر فرمایا گیا ہے، مشکوٰۃ میں بروایت ابوسعید خدریؓ منقول ہے کہ: حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک مرتبہ اللہ کی بارگاہ میں عرض کیا کہ: یا اللہ! تو مجھے کوئی ایسی دعا بتلادے کہ اس کے ساتھ میں تجھے یاد کیا کروں اور دعا کیا کروں، وہاں سے (لا الٰہ الا اللہ) ارشاد ہوا، حضرت موسیٰ نے عرض کیا کہ: یہ کلمہ تو تیرے سارے ہی بندے کہتے ہیں، میں تو کوئی دعا یا ذکر مخصوص چاہتا ہوں، وہاں سے ارشاد ہوا کہ: اے موسیٰ! اگر ساتوں آسمان اور ان کے آباد کرنے والے یعنی ملائکہ (میرے سوا) اور ساتوں زمین ایک پلڑے میں رکھ دیے جاویں، اور دوسرے میں کلمۂ طیبہ رکھ دیا جاوے تو وہی جھک جائے گا۔

دوسری چیز جس کی کثرت کا حدیث بالا میں حکم فرمایا گیا وہ استغفار ہے، احادیث میں استغفار کی بھی بہت فضیلت وارد ہوئی ہے: ایک حدیث میں وارد ہوا ہے کہ: جو شخص استغفار کی کثرت رکھتا ہے حق تعالیٰ ہر تنگی میں اس کے لیے راستہ نکال دیتے ہیں، اور ہر غم سے نجات نصیب فرماتے ہیں، اور ایسی جگہ سے روزی پہنچاتے ہیں کہ اس کو گمان بھی نہیں ہوتا۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دو چیزوں کے مانگنے کا امر فرمایا ہے جن کے بغیر چارہ ہی نہیں: جنت کا حصول اور دوزخ سے امن۔ (ملخص از فضائل رمضان)

تراویح و تہجد: رمضان کے خصوصی اعمال میں ایک اہم عمل نماز تراویح بھی ہے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ’’جس نے ایمان کے جذبے سے اور ثواب کی نیت سے رمضان کا روزہ رکھا، اس کے پہلے گناہ بخش دیئے گئے، اور جس نے رمضان (کی راتوں) میں قیام کیا، ایمان کے جذبے اور ثواب کی نیت سے، اس کے گزشتہ گناہ بخش دیئے گئے، اور جس نے لیلۃ القدر میں قیام کیا، ایمان کے جذبے اور ثواب کی نیت سے، اس کے پہلے گناہ بخش دیئے گئے۔‘‘ (مشکوٰۃ) اور ایک روایت میں ہے کہ: ’’اس کے اگلے پچھلے گناہ بخش دیے گئے۔‘‘ (نسائی، ترغیب)

رمضان المبارک کے دوران اور غیر رمضان میں بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نماز تہجد کی ادائیگی کے حوالے سے معمول مبارک یہ تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز تہجد میں آٹھ رکعت ادا فرماتے، جس میں وتر شامل کر کے کل گیارہ رکعتیں بن جاتیں۔ تہجد کا یہی طریقہ حضرت عائشہؓ سے منقول ہے۔ تہجد کے سلسلہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ’’تم رات کے قیام (نماز تہجد) کو لازم پکڑو کیونکہ تم سے پہلے صالحین کا یہی عمل رہا ہے۔‘‘ (جامع ترمذی)

قرآن کریم کی تلاوت اور جود و سخاوت:

قرآن مجید کا ماہ رمضان سے خاص تعلق ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے رمضان کا تعارف نزول قرآن کے مہینے سے فرمایا ہے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جود وسخا میں تمام انسانوں سے بڑھ کر تھے، اور رمضان المبارک میں جبکہ جبریل علیہ السلام آپ کے پاس آتے تھے، آپ کی سخاوت بہت ہی بڑھ جاتی تھی، جبریل علیہ السلام رمضان کی ہر رات میں آپ کے پاس آتے تھے، پس آپ سے قرآن کریم کا دور کرتے تھے، اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیاضی وسخاوت اور نفع رسانی میں بادِ رحمت سے بھی بڑھ کر ہوتے تھے۔ (صحیح بخاری) اسی طرح حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’جس نے روزہ دار کا روزہ افطار کرایا یا کسی غازی کو سامان جہاد دیا، اس کو بھی اتنا ہی اجر ملے گا جتنا روزے دار اور مجاہد کو۔‘‘ (بیہقی شعب الایمان، بغوی شرح السنۃ، مشکوٰۃ)

اعتکاف مسنون: رمضان کے اخیر عشرے کے خصوصی اعمال میں اعتکاف بھی ہے۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’جس نے رمضان میں (آخری) دس دن کا اعتکاف کیا، اس کو دو حج اور دو عمرے کا ثواب ہوگا۔‘‘ (بیہقی، ترغیب) نیز حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’جس نے اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کی خاطر ایک دن کا بھی اعتکاف کیا، اللہ تعالیٰ اس کے اور دوزخ کے درمیان ایسی تین خندقیں بنادیں گے کہ ہر خندق کا فاصلہ مشرق ومغرب سے زیادہ ہوگا۔‘‘ (طبرانی اوسط، بیہقی، حاکم، ترغیب)

کرنے سے متعلق ان اہم امور کے علاوہ روزہ کی حالت میں ہر قسم کے گناہ سے مکمل اجتناب بھی ضروری ہے، اس لئے کہ روزہ صرف ظاہری طور پر کھانے پینے سے رکنے کا نام نہیں؛ بلکہ روزہ درحقیقت اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں اور تمام گناہوں سے بچنے کی ایسی مشق کا نام ہے، جس میں بندوں سے حلال اور جائز لذتوں کو ترک کروا کر حرام لذتوں کے ترک کی عملی مشق کروائی جاتی ہے، اب اگر کوئی روزے کی حالت میں جائز لذتوں کو تو ترک کردے اور جھوٹ، غیبت، بدنظری وغیرہ جیسی حرام لذتوں کو حاصل کرنے میں لگا رہے تو ظاہر ہے کہ اس کی مقصد صیام تک کیسے رسائی ہوسکتی ہے، اسی لئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے لوگوں کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے: کتنے ہی روزہ رکھنے والے ایسے ہیں جنہیں ان کے روزے سے سوائے بھوک کے کچھ بھی حاصل نہیں ہوتا۔ (سنن ابن ماجہ)

الغرض: روزے کی حالت میں معاصی سے بچنے کے ساتھ ساتھ لغو و لایعنی سے بھی اجتناب کریں، فون کا استعمال کم سے کم کردیں، یار دوستوں سے ملاقاتوں کو بھی محدود کردیں اور پوری یکسوئی ودلجمعی کے ساتھ رمضان گزارنے کی کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں رمضان کی عظمت و اہمیت کو سمجھنے اور اس کی کما حقہ قدر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ □□

> **رمضان کے اخیر عشرے کے خصوصی اعمال میں اعتکاف بھی ہے۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’جس نے رمضان میں آخری دس دن کا اعتکاف کیا، اس کو دو حج اور دو عمرے کا ثواب ہوگا۔‘‘ (بیہقی، ترغیب) نیز حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’جس نے اللہ تعالیٰ کی رضاجوئی کی خاطر ایک دن کا بھی اعتکاف کیا، اللہ تعالیٰ اس کے اور دوزخ کے درمیان ایسی تین خندقیں بنادیں گے کہ ہر خندق کا فاصلہ مشرق و مغرب سے زیادہ ہوگا۔‘‘ (طبرانی اوسط، بیہقی، حاکم، ترغیب)**

بچوں کا گوشہ
ہمارا اخبار

خسرو متین، اوکھلا

صبح سویرے گھر گھر آتا ∗ دُنیا بھر کی خبریں لاتا
بچے، بوڑھے، شوق سے پڑھتے ∗ علم و فن میں آگے بڑھتے
رنگ برنگی تصویریں ہیں ∗ کیسی عمدہ تحریریں ہیں
مضمون اس کے معلوماتی ∗ پھولوں جیسی خوشبو آتی
غزلیں، نظمیں اور کہانی ∗ جیسے سنائے بوڑھی نانی
کھیل کود اور ٹی وی، فلمیں ∗ ہر موضوع پر چھپتی خبریں
علم و ادب کا یہ ہے خزانہ ∗ ہر صفحہ ہے اس کا سہانا
بچو! سمجھو میرا اشارہ
کہلاتا ہے یہ اخبار ہمارا

گوشۂ خواتین
اولاد کی تربیت: ایک اہم ذمہ داری (۳)

بچوں کو قرآن وحدیث کی بنیادی تعلیم سے روشناس کریں

اب عمومی طور پر ہمارے بچے اسکول وکالج پڑھنے جاتے ہیں۔ یقیناً ہم اپنے بچوں کو ڈاکٹر، انجینئر اور لیکچرار بنائیں لیکن سب سے قبل ان کو مسلمان بنائیں۔ لہٰذا اسلام کے بنیادی ارکان کی ضروری معلومات کے ساتھ حضور اکرمؐ کی سیرت اور اسلامی تاریخ سے ان کو ضرور بالضرور روشناس کرائیں۔ اگر ہمارا بچہ ڈاکٹر یا انجینئر بنا لیکن شریعت اسلامیہ کے بنیادی احکام سے ناواقف ہے تو کل قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے سامنے ہمیں جواب دینا ہوگا۔ گرمی وغیرہ کی چھٹیوں کا فائدہ اٹھا کر بچوں کو قرآن وحدیث کی تعلیم دینے کا خصوصی بندوبست کریں۔ روز مرہ استعمال ہونے والی دعاؤں کو یاد کرا کر ان کو پڑھانے کا اہتمام کرائیں۔ احادیث میں چالیس حدیثیں یاد کرنے کی خصوصی فضیلت وارد ہوئی ہے، لہٰذا چھوٹی چھوٹی حدیثیں اردو یا انگریزی یا عربی زبان میں یاد کرائیں۔ اس وقت ہندوستان میں تاریخ کو مسخ کرنے کی کوشش کی جارہی ہے، لہٰذا علماء کرام کی تحریر کردہ تاریخ کی کتابیں ان کو ضرور پڑھائیں۔

صفحہ تحفظ ختم نبوت

جنگ آزادی میں قادیانی جماعت کا شرمناک کردار (۲)

تحریر: مولانا معزالدین احمد قاسمیؒ

(۴) جنگ عظیم اول میں برطانوی سامراج کے لیے قادیانی جماعت کی خدمات

پہلی جنگ عظیم جو ۲۸ ؍ جون ۱۹۱۴ء کو شروع ہوئی اور ۱۱ ؍ نومبر ۱۹۱۸ء کو ایک عیارانہ اعلانِ صلح پر ختم ہوئی، اس زمانے میں ملک کے سرکردہ لیڈرانِ حریت شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ، شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنیؒ، امام الہند مولانا ابوالکلام آزادؒ، مولانا محمد علی جوہرؒ، مولانا حسرت موہانیؒ وغیرہ جیل کی تنگ و تاریک کوٹھریوں میں تھے اور نظر بندی کی زندگی گزار رہے تھے اور اسی طرح کابل میں راجہ مہندر پرتاپ کی صدارت میں مولانا عبیداللہ سندھیؒ اور مولانا برکت اللہ بھوپالیؒ وغیرہ حکومت موقتہ آزاد ہند قائم کررہے تھے۔ اس زمانے میں قادیانی سربراہ مرزا بشیرالدین محمود انگریزوں کی بے نظیر خدمات انجام دے رہا ہے۔ جنگ شروع ہوتے ہی قادیانی

۴ ؍ اگست ۱۹۱۷ء کو ایک دعائیہ جلسہ قادیان میں منعقد کیا گیا، اس میں مرزائی سربراہ مرزا محمود نے کہا کہ: ”احمدی کبھی اپنی مہربان گورنمنٹ کے برخلاف نہیں ہوں گے اور خدا کے فضل سے احمدیوں نے موجودہ جنگ میں جس کو آج پورے تین سال ہوگئے ہیں اپنی بساط سے بہت بڑھ کرتن من دھن سے حصہ لیا ہے۔“

اخبار و جرائد نے برطانوی سامراج کی مدح و توصیف اور ان کی جانی و مالی امداد کے پرزور اعلانات شائع کیے اور ترکی کے خلاف نہایت مکروہ پروپیگنڈہ شروع کر دیا۔ اس جنگ میں قادیانی جماعت کی خدمات کا سرسری اندازہ مندرجہ ذیل اقتباسات سے لگائیں:

(الف) مرزائی سربراہ بشیرالدین محمود اپنی ایک تقریر میں کہتا ہے: ”حضرت مسیح موعودؑ کے وقت ایک جنگ ہوئی تھی اور اب بھی ایک جنگ شروع ہے مگر وہ جنگ اس کے مقابلے میں بہت چھوٹی تھی، اس وقت کی حضرت مسیح موعود کی تحریریں موجود ہیں۔ اس وقت گورنمنٹ کے لیے چندے کیے گئے، مدد دینے کی تحریکیں کی گئیں، دعائیں کرائی گئیں، آج بھی ہمارا فرض ہے کہ ایسا ہی کریں۔“ (افضل، ج ۵ نمبر ۱۳، ص ۷، مورخہ ۱۴ اگست ۱۹۱۷ء)

(ب) ایک جگہ اپنی جماعت کو اس جنگ میں شرکت کے لیے ترغیب کے طور پر لکھتا ہے: ”اگر میں خلیفہ نہ ہوتا تو والنٹیر ہو کر جنگ (یورپ) میں چلا جاتا۔“ (انوارِ خلافت، ص ۹۶، مصنفہ مرزا محمود)

(ج) اس جنگ کی تیسری سالگرہ پر ۴ ؍ اگست ۱۹۱۷ء کو ایک دعائیہ جلسہ قادیان میں منعقد کیا گیا، اس میں مرزائی سربراہ مرزا محمود نے کہا کہ: ”احمدی کبھی اپنی مہربان گورنمنٹ کے برخلاف نہیں ہوں گے اور خدا کے فضل سے احمدیوں نے موجودہ جنگ میں جس کو آج پورے تین سال ہوگئے ہیں اپنی بساط سے بہت بڑھ کرتن من دھن سے حصہ لیا ہے۔“ (الفضل، ج ۵، ص ۱۲، مورخہ ۱۱ ؍ اگست ۱۹۱۷ء)

(د) مارچ ۱۹۱۷ء میں برطانوی جنرل مسٹر منٹلیے ماڈے نے عراق اور بغداد پر برطانوی تسلط جمالیا، اس سقوطِ بغداد کے سانحہ پر الفضل قادیان نے خوشی کے شادیانے بجائے اور لکھا:

”میں اپنے احمدی بھائیوں کو جو ہر بات پر غور وفکر کرنے کے عادی ہیں، ایک مژدہ سناتا ہوں کہ بصرہ اور بغداد کی طرف اللہ تعالیٰ نے ہماری محسن گورنمنٹ کے لیے فتوحات کا دروازہ کھول دیا ہے، اس سے ہم احمدیوں کو معمولی خوشی حاصل نہیں ہوتی بلکہ سینکڑوں اور ہزاروں برس کی خوشخبریاں جو الہامی کتابوں میں چھپی ہوئی تھیں، آج ۱۹۳۵ء میں وہ ظاہر ہوکر ہمارے سامنے آگئی ہیں۔“ (الفضل، قادیان، ۱۰-۱۳ ؍ اپریل ۱۹۱۷ء بحوالہ قادیان سے اسرائیل تک، ص ۷۸)

(ہ) عراق کے سامراجی تسلط میں آنے پر مرزا محمود نے اپنے خطبہ میں کہا کہ: ”عراق کی فتح کرنے میں احمدیوں نے خون بہائے اور میری تحریک پر سینکڑوں آدمی بھرتی ہوکر چلے گئے۔“ (الفضل، قادیان، ۳۱ ؍ اگست ۱۹۱۷ء، بحوالہ قادیان سے اسرائیل تک، ص ۷۸)

(و) ۱۷ ؍ دسمبر ۱۹۱۹ء کو گورنر پنجاب کی خدمت میں ۵۱ سرکردہ لیڈروں کی طرف سے ایک سپاسنامہ دیا گیا، اس میں لکھا ہے کہ: ”ہم خدا تعالیٰ کا شکر کرتے ہیں کہ ایسے خطرناک دشمن کے حملہ کے مقابلہ میں گورنمنٹ برطانیہ کو فتح عطا کی۔ ہم خدا کا شکر کرتے ہیں کہ اس نے ہماری جماعت کو بھی اس نازک وقت میں جبکہ برٹش گورنمنٹ چاروں طرف سے دشمنوں کے نرغے میں گھری ہوئی تھی اور اس کے بعد جبکہ اسی جنگ کے نتائج کے طور پر اسے خود اندرون ملک اور سرحد پر بعض خطرات کا سامنا ہوا، اپنی طاقت اور اپنے ذرائع سے بڑھ کر خدمات کا موقع دیا۔“ (الفضل قادیان، ص ۱۳، ۲۲ ؍ دسمبر ۱۹۱۹ء)

(ز) نومبر ۱۹۱۸ء میں جنگ عظیم کے اندر برطانیہ اور اس کے اتحادیوں نے حاصل کر لی، جرمنی نے جنگ بندی کا اعلان کردیا۔ ترکی سلطنت تباہ ہوگئی جس پر ہندوستان کے طول وعرض میں ترکی کی تباہی پر آنسو بہایا جارہا تھا، احتجاجی جلسے کیے جارہے تھے۔ چندہ جمع کیا جارہا تھا۔ نوجوان انگریزوں پر سیاسی دباؤ ڈالنے کے لیے گرفتاریاں دے رہے تھے اور قادیان میں جشن فتح کا چراغاں کیا جارہا تھا اور خوشی کے جلسے ہورہے تھے۔ ایک جلسہ کی کارروائی ملاحظہ کریں:

”۱۳ ؍ تاریخ (نومبر) جس وقت جرمنی کے شرائط صلح منظور کرلینے اور التوائے جنگ کے کاغذ پر دستخط ہوجانے کی اطلاع قادیان پہنچی تو خوشی اور انبساط کی ایک لہر برقی سرعت کے ساتھ تمام لوگوں کے قلوب میں سرایت کرگئی، جس نے اس خبر کو سنا نہایت شاداں وفرحاں ہوا۔ دونوں اسکولوں، انجمن ترقی اسلام اور صدر انجمن احمدیہ کے دفاتر میں تعطیل کردی گئی، بعد نماز عصر مسجد مبارک میں ایک جلسہ ہوا جس میں مولانا سید مسرور شاہ صاحب نے تقرر کرتے ہوئے جماعت احمدی کی طرف سے گورنمنٹ برطانیہ کی فتح ونصرت پر خوشی کا اظہار کیا اور اس فتح کو جماعت احمدیہ کے اغراض کے لیے نہایت فائدہ بخش ہوا۔ حضرت خلیفہ المسیح ثانی کی طرف سے مبارکباد کے تار بھیجے گئے اور حضور نے پانچ سو روپے اظہارِ مسرت کے طور پر ڈپٹی کمشنر صاحب گورداسپور کی خدمت میں بھجوایا کہ آپ جہاں پسند فرمائیں خرچ کریں، پیشتر ازیں چند روز ہوئے ترکی اور آسٹریلیا کے ہتھیار ڈالنے کی خوشی میں حضور نے پانچ ہزار روپے جنگی اغراض کے لیے ڈپٹی کمشنر صاحب کی خدمت میں بھجوائے۔ (الفضل، قادیان، ۲۳ ؍ نومبر ۱۹۱۸ء، بحوالہ قادیان سے اسرائیل تک، ص ۸۷-۸۸)

(ح) ۱۳-۱۶ ؍ دسمبر ۱۹۱۹ء گورنمنٹ نے جشن فتح کا اعلان کیا جو گورنمنٹ کے زیراہتمام منایا گیا۔ خلافت کمیٹی اور کانگریس نے اس جشن کا بائیکاٹ کیا جبکہ قادیانیوں نے بڑی دھوم دھام سے چار دن جشن منایا جس میں اخبار ’الفضل‘ قادیان مورخہ ۱۱ دسمبر ۱۹۱۹ء کے اعلان کے مطابق ہر رنگ اور طریق سے خوشی اور مسرت کے اظہار کا سامان فراہم کیا گیا۔

(۵) جلیانوالا باغ

۱۳ ؍ اپریل ۱۹۱۹ء کو امرتسر میں ایک زبردست سانحہ پیش آیا جو آزادی ہند کی تاریخ میں سانحۂ جلیانوالا باغ سے مشہور ہے اور جس کو آزادی کی جنگ میں ایک سنگ میل سمجھا جاتا ہے۔ جنرل ڈائر نے مسلمانوں اور ہندوؤں کے اس مشترکہ جلسہ میں شریک جنگ آزادی کے متوالوں پر ۱۶۵۰ ؍ راؤنڈ گولی چلوا کر ۳۷۹

۱۳-۱۶ ؍ دسمبر ۱۹۱۹ء گورنمنٹ نے جشن فتح کا اعلان کیا جو گورنمنٹ کے زیراہتمام منایا گیا۔ خلافت کمیٹی اور کانگریس نے اس جشن کا بائیکاٹ کیا جبکہ قادیانیوں نے بڑی دھوم دھام سے چار دن جشن منایا جس میں اخبار ’الفضل‘ کے اعلان کے مطابق ہر رنگ اور طریق سے خوشی اور مسرت کے اظہار کا سامان فراہم کیا گیا۔

جانبازوں کو بھون دیا اور ۱۲۰۰ زخمی ہوگئے۔ اس قیامت خیز سانحہ پر سارا ملک سراپا احتجاج بن گیا، ہر چہار طرف صف ماتم بچھ گئی۔ اس انسانیت سوز حادثہ پر بھی قادیانیوں کو کچھ ملال نہ ہوا بلکہ اس کو اپنی سے تعبیر کیا۔ ابوالبشیر عرفانی سیرت مسیح موعود میں مرزائیوں کی مسرت کا اس طرح اظہار کرتا ہے:

”اسی امرتسر میں جہاں اس کے ہرسل پر پتھر برسائے گئے تھے، گولیوں کی بارش کرادی اور تاریخی طور پر عزت بخش نظارہ ایک یادگار کے طور پر جلیانوالا باغ کی صورت میں قائم رہ گیا۔ احمق اور نادان اس قسم کے واقعات سے سبق اور عبرت حاصل نہیں کیا کرتے لیکن سنت یہی ہے کہ وہ اپنا عتاب اور عذاب مختلف صورتوں میں نازل کرتا ہے اور خصوصاً ایسے اوقات میں کہ اہل قریہ بالکل غافل ہوجاتے ہیں۔“ (سیرت مسیح موعود، مرتب ابوالبشیر عرفانی، ص ۴۲۱) (جاری)

سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم

مولانا عثمان احمد قاسمی جونپوری

اے مرے ہمسفر کرلے نیچی نظر، سرورِ انبیاء کا یہ دربار ہے
گردشِ وقت سے ہم پریشان ہیں، کیا گزارش کریں سخت حیران ہیں
ہاں وہ وقتِ سحر گنبدِ سبز پر، ہرطرف سے اٹھی عاشقوں کی نظر
واہ مسجد کے مینار کی روشنی رات میں جیسے انوار کی چاندنی
آپ کے در پہ ایک عاشق زار ہے، آپ کی یاد میں محو وسرشار ہے
آپ کے نور سے ہے منوّر جہاں، یہ نجوم وقمر اور یہ کہکشاں
ہے صداقت عدالت کا سودا یہاں، ہے سخاوت شجاعت کا سودا یہاں

جبرئیل امیں بھی جھکاتے ہیں سر، ہے تجھے کچھ خبر یہ وہ سرکار ہے
اے شہ بحروبر کیجیے اِک نظر، دور ساحل ہے کشتی ہے منجدھار ہے
روشنی دل میں آئی اسے دیکھ کر، حجرۂ نور کیسا ضیا بار ہے
دیکھ کر یہ ضیا میرے دل نے کہا کہ یہی عرش اعظم کا مینار ہے
اس کو اپنی محبت عطا کیجیے، وہ فقط آپ ہی کا طلب گار ہے
آپ کے فیض سے ہیں تجلّی فشاں، آپ کی ذات ہی بحرانوار ہے
ہے محبت مروّت کا سودا یہاں، دیکھ لو یہ مدینے کا بازار ہے

کیجیے اِک نظر اپنے عثمان پر، بے کس و بے قرار و پریشان پر
اس کے غم کا مداوا نہیں ہے یہاں، وہ تو شہرِ مدینہ کا بیمار ہے

جمعیۃ علماء ہند کے نائب صدر حضرت الاستاذ مولانا ریاست علی ظفر بجنوریؒ کی
حیات وخدمات پر مشتمل
ہفت روزہ الجمعیۃ دہلی کی
خصوصی اشاعت
مولانا ریاست علی ظفر بجنوریؒ نمبر
اپنی تمام تر خوبیوں، بہترین مضامین، شاندار طباعت اور دیدہ زیب ٹائٹل کے ساتھ منظر عام پر آچکا ہے۔
صفحات ۱۹۶ | سائز: ۲۳×۳۶/۸ | قیمت -/150
رابطہ ہفت روزہ الجمعیۃ، مدنی ہال (بیسمینٹ) ۱ بہادر شاہ ظفر مارگ، نئی دہلی ۲
موبائل: 09868676489

ہفت روزہ الجمعیۃ نئی دہلی کی
خصوصی پیشکش
تحفظ ختم نبوت نمبر
انشاء اللہ العزیز انتہائی آب وتاب کے ساتھ بہت جلد منظر عام پر آرہا ہے
مکمل تفصیلات آئندہ ملاحظہ فرمائیں
رابطہ ہفت روزہ الجمعیۃ، مدنی ہال (بیسمینٹ) ۱ بہادر شاہ ظفر مارگ، نئی دہلی ۲
موبائل: 09868676489 — ای میل: aljamiatweekly@gmail.com

پارلیمانی انتخابات ۲۰۲۴ء: کون ہوگا مودی جی کا مقابل

پانچ ریاستوں کے چناؤ نتائج کے بعد اب یہ سوال پھر سے اٹھنے لگا ہے کہ ۲۰۲۴ء کے لوک سبھا انتخابات میں پی ایم مودی کے مقابلے میں اپوزیشن کا چہرہ کون ہوسکتا ہے۔ ان اسمبلی انتخابات سے پہلے ہی اس کے لیے کوششیں جاری ہیں اور ممتا بنرجی اس کا محور بنی ہوئی ہیں۔ اس سلسلے میں وہ دہلی آئیں اور وزیر اعلیٰ اروند کجریوال سے بھی ملاقات کی۔ پھر وہ ممبئی گئیں اور شرد پوار سے لیکر ادھو ٹھاکرے سے ملاقات کی اور اپوزیشن کا محاذ بنانے کی باتیں ہوئیں لیکن اس محاذ میں کانگریس ہوگی یا نہیں، اس پر بات ہونا ابھی باقی ہے۔ شیوسینا اور این سی پی جیسی پارٹیوں کا ماننا ہے کہ کانگریس کے بغیر مودی کے خلاف اپوزیشن کا کوئی محاذ نہیں بن سکتا، لیکن اب جو صورتِ حال نظر آرہی ہے اس سے ایسا لگتا ہے کہ کانگر میں اپوزیشن کے محاذ میں تو ہوگی لیکن قیادت نہیں کرپائے گی، ہاں اگر کانگریس لوک سبھا میں سو سیٹیں لے آتی ہے تو الگ بات ہے کیونکہ پچھلی بار جب ممتا بنرجی دہلی آئی تھیں تو وہ سب سے ملیں لیکن سونیا گاندھی سے نہیں ملیں تھیں۔ اس پر جب ان سے سوال کیا گیا تو ان کا کہنا تھا کہ ہر بار سب سے ملنا ضروری نہیں ہوتا۔ تب ہی اس بات کا اشارہ سمجھا گیا کہ ممتا بنرجی بھی کانگریس کو اپوزیشن اتحاد سے باہر رکھنا چاہتی ہیں کیونکہ ترنمول کانگریس کا ماننا ہے کہ سڑکوں پر بی جے پی سے ہم لڑ رہے ہیں کانگریس نہیں۔ تاہم یہ اس وقت کی بات ہے جب بنگال میں تازہ ترین اسمبلی انتخابات ہوئے تھے اور کانگریس اور ٹی ایم سی ایک دوسرے کے خلاف لڑ رہے تھے۔ ممتا بنرجی کے بعد تلنگانہ کے چیف منسٹر کے سی آر یعنی کے چندر شیکھر راؤ نے بھی اپوزیشن کو اکٹھا کرنے کی پہل کی۔ انہوں نے ممبئی جاکر تمام لوگوں سے ملاقات بھی کی۔ تمل ناڈو کے وزیر اعلیٰ ایم کے اسٹالن بھی اپوزیشن اتحاد کی بات کررہے ہیں، یعنی مختلف ریاستوں کے وزرائے اعلیٰ کی جانب سے اپوزیشن کو متحد کرنے کی کوششیں جاری ہیں۔ اس کے پیچھے کیا وجہ ہے، سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ بنگال میں ترنمول کانگریس کی حکومت ہے اور دہلی میں ۲۲ ایم پی ہیں، جو اگلے لوک سبھا انتخابات میں مزید بڑھ سکتے ہیں۔ تمل ناڈو میں ڈی ایم کے کی حکومت ہے اور ۲۴/ایم پیز ہیں۔

مہاراشٹر میں شیوسینا کی مخلوط حکومت ہے اور ۱۹/ایم پیز ہیں۔ چندر شیکھر راؤ کی تلنگانہ میں حکومت ہے اور نو ارکان اسمبلی ہیں۔ ایم پی جگن موہن ریڈی کے پاس بھی ۲۲/ ایم ہیں اور آندھرا پردیش میں حکومت بھی ہے لیکن ان کی اپوزیشن اتحاد کا حصہ بننے میں کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ پارلیمنٹ میں جب بھی حکومت کو راجیہ سبھا کے ممبرانِ پارلیمنٹ کی ضرورت ہوتی ہے تو وہ حکومت کے ساتھ کھڑے نظر آتے ہیں۔ ان سب میں ممتا بنرجی کا دعویٰ سب سے مضبوط ہے کیونکہ انہیں دہلی کی سیاست کا تجربہ بھی ہے۔ وہ کئی بار مرکز میں وزیر رہ چکی ہیں جس کی وجہ سے ان کے دیگر پارٹیوں کے لیڈروں سے اچھے تعلقات ہیں۔ پہلے کانگریس کی صدر سونیا گاندھی کے ساتھ بھی ان کے اچھے مراسم تھے۔ اب اس فہرست میں ایک نام اور جڑ گیا ہے اور وہ ہے اروند کجریوال کا۔ پنجاب میں جس طرح سے عام آدمی پارٹی (عاپ) کامیاب ہوئی ہے اسے سیاسی جماعتوں کا سب سے کامیاب اسٹارٹ اپ کہا جانے لگا ہے کیونکہ صرف دس سال کی سیاست میں دو ریاستوں میں حکومت بنانا کسی بھی پارٹی کے لئے ناممکن سمجھا جاتا ہے۔

بی ایس پی کے بانی کانشی رام، جنہوں نے یوپی میں بہوجن سماج پارٹی بنا کر اقتدار سنبھالا، کہا کرتے تھے کہ کسی بھی سیاسی پارٹی کے لیے پہلا الیکشن ہارنا ہوتا ہے، دوسرا ہارنا اور تیسرا جیتنا۔ بی ایس پی کا قیام ۱۹۸۴ء میں ہوا تھا اور مایاوتی ۲۳ سال بعد ۲۰۰۷ء میں اپنے بل بوتے پر یوپی جیتنے میں کامیاب ہوئیں۔ مایاوتی اگر چہ ۱۹۹۵ء، ۱۹۹۷ء، اور ۲۰۰۲ء میں مختصر وقت کے لیے وزیر اعلیٰ رہیں لیکن عام آدمی پارٹی ۲۰۱۲ء میں بنی اور آج اس کی دو ریاستوں پر حکمرانی ہے لیکن کجریوال کو ۲۰۲۴ء میں اپوزیشن کا چہرہ بننے کے لئے پہلے اپنی پارٹی کو علاقائی پارٹی سے نکال کر قومی سطح کی پارٹی میں بدلنا ہوگا۔ اس کے لئے کم از کم چار ریاستوں میں اسے علاقائی پارٹی کے طور پر اپنی جگہ بنانی ہوگی اگر ایسا ہوا تو آپ خود ہی قومی سطح کی پارٹی بن جائے گی۔

علاقائی پارٹی بننے کے کچھ اصول ہیں جیسے چار ریاستوں میں ۸ فیصد ووٹ یا چار ریاستوں کی قانون ساز اسمبلی میں چھ فیصد ووٹ اور چار ودھان سبھا میں دو سیٹیں یا تین سیٹیں، ووٹ فیصد سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اب چونکہ دہلی اور پنجاب میں حکومت ہے اور گوا میں اسے ۶ء۷ فیصد ووٹ اور دو سیٹیں بھی ملی ہیں یعنی اگر 'عاپ' گجرات یا ہماچل اسٹیشن میں دو سیٹیں اور چھ فیصد ووٹ لے کر قومی پارٹی بن جاتی ہے تو کجریوال کا قد بھی بڑھ جائے گا اور دعویداری بھی۔ ایسے بہت سے ماہرین ہیں جن کا ماننا ہے کہ کجریوال اور مودی میں بہت کچھ مشترک ہے کیونکہ دونوں اپنی سیاست میں قوم پرستی اور مذہب کو اہم مقام دیتے ہیں۔ کجریوال کی ترنگا یاترا، بزرگوں کے لیے مذہبی مقامات کا مفت سفر، جئے ماتا دی اور بھارت ماتا کے نعرے ایک ساتھ لگانا، امبیڈکر یا بھگت سنگھ جیسی نئی علامتیں تلاش کرنا۔ دونوں عوام کو بجلی، پانی اور مفت راشن فراہم کرنے میں یقین رکھتے ہیں۔ ایک گجرات ماڈل بیچتا تھا اور دوسرا دہلی ماڈل بیچ رہا ہے۔ یعنی مودی کا جواب کجریوال ہوسکتا ہے کیونکہ اب ہندستان میں دو طرح کے ووٹرز ہیں، ایک مودی کو جتوانے والے اور دوسرے وہ جو مودی کو ہراتے ہیں۔ مسئلہ یہ ہے کہ ہرانے والے ووٹرز زیادہ ہیں لیکن یہ منقسم ہیں اور جوان منقسم ووٹوں کو اکٹھا کرنے میں کامیاب ہوگا، وہی مودی کو چیلنج کرسکتا ہے اور اس ملک کی ایک بڑی آبادی اسی لمحے کی منتظر ہے۔ اب دیکھتے ہیں کہ وہ گھڑی کب آتی ہے۔ ◻◻

یوپی ایم ایل سی انتخابات: بی جے پی کا ۳۳ سیٹوں پر قبضہ

سماجوادی پارٹی کا صفایا۔ دو سیٹوں پر آزاد امیدوار۔ ایک پر جن ستادل کے امیدوار کو ملی کامیابی

یو پی قانون ساز کونسل کی مقامی باڈی انتخابات والے ۳۴ خطوں کی ۳۶ سیٹوں کے انتخابی نتائج کا اعلان کردیا گیا ہے۔ انتخابی نتائج میں بی جے پی نے ۳۳ سیٹوں پر جیت درج کی ہے۔ دو سیٹوں پر آزاد امیدوار اور ایک سیٹ پر جن ستا دل کے امیدوار نے کامیابی درج کی ہے۔ وہیں حزب اختلاف ایس پی کا کھاتہ بھی نہیں کھل سکا ہے۔ ریاست کے چیف الیکشن افسر دفتر کی جانب سے جاری ووٹنگ والی سبھی ۲۷ سیٹوں کی ووٹ شماری پوری ہونے کے بعد نتائج کا اعلان کردیا گیا۔ کمیشن کے ذریعہ جاری بیان کے مطابق پہلے سے طے شدہ پروگرام کے تحت سخت سیکورٹی انتظام کے درمیان آج صبح ۸ بجے سے ووٹ شماری کا آغاز ہوا۔ ابتدائی رجحانات میں ہی زیادہ تر سیٹوں پر بی جے پی کے امیدواروں نے فیصلہ کن سبقت حاصل کرلی۔ نو سیٹوں پر صرف بی جے پی کے ہی امیدواروں کے میدان میں ہونے کی وجہ سے انھیں ووٹنگ سے پہلے ہی بلا مقابلہ منتخب ہونے کا اعلان کردیا گیا تھا۔ اس طرح سے مقامی باڈی والی ایم ایل سی کی ۳۶ سیٹوں میں سے بی جے پی نے ۳۳ سیٹوں پر جیت درج کرکے ودھان منڈل کی ایوانِ بالا میں بھی مکمل اکثریت حاصل کرلی ہے۔

اتر پردیش کی سو اراکین پر مشتمل قانون ساز کونسل میں اب بی جے پی کے ۶۶/اراکین ہوگئے ہیں۔ انتخابات جیتنے والے تین امیدواروں میں مئو، اعظم گڑھ سیٹ سے آزاد امیدوار وکرانت سنگھ رشو، وارانسی سے آزاد امیدوار انپورنا سنگھ شامل ہیں وہیں پرتاپ گڑھ سیٹ پر جن ستا دل کے اکشے پرتاپ سنگھ عرف گوپال جی نے جیت درج کی ہے۔ ووٹنگ والی بقیہ ۲۴ سیٹوں پر بی جے پی کے امیدواروں نے جیت درج کی ہے۔

بی جے پی کی جانب سے جیت درج کرنے والے امیدواروں میں لکھنؤ اناؤ سیٹ سے رام چندر پردھان، بہرائچ، شراوستی سیٹ سے پرگیہ ترپاٹھی، رائے بریلی سیٹ سے دنیش پرتاپ سنگھ، دیوریا سے ڈاکٹر رتن پال سنگھ، بارہ بنکی سے انگد کمار سنگھ، بلیا سے روی شنکر سنگھ، پپو بھیا، الہ آباد سے ڈاکٹر کے پی شریواستو، میرٹھ، غازی آباد سے دھرمیندر کمار بھاردواج اور سیتاپور سے پون کمار سنگھ شامل ہیں۔ وہیں مراد آباد، بجنور سے ستیہ پال سنگھ، رامپور، بریلی سے کنور مہاراج سنگھ، پیلی بھیت، شاہجہانپور سے ڈاکٹر سدھیر گپتا، سلطانپور سیٹ سے شیلندر پرتاپ سنگھ، گونڈا سے اودھیش کمار سنگھ عرف منجو سنگھ، فیض آباد سے ہری اوم پانڈے، بستی سدھارتھ نگر سے سبھاش چندر عرف سبھاش یدونشی، گورکھپور مہاراج گنج سے سی پی چند اور غازی پور سے وشال سنگھ چنچل شامل ہیں۔ ان کے علاوہ اس الیکشن میں بی جے پی امیدوار کے طور پر جونپور سیٹ سے برجیش کمار سنگھ پرنسو، جھانسی- جالون، للت پور سے رما نرنجن، کانپور، فتح پور سے اونیش سنگھ چوہان، اٹاوہ- فرخ آباد پر پرانشو دت دویدی، آگرہ، فیروز آباد سیٹ پر وجے شیو ہرے اور مظفر نگر، سہارنپور سیٹ پر وندنا ورما نے جیت کا پرچم لہرایا ہے۔ ملحوظ رہے کہ ووٹنگ سے جن سیٹوں پر بی جے پی کے امیدوار بلا مقابلہ منتخب ہوئے ہیں ان میں مرزاپور، سون بھدر سے شیام نرائن سنگھ، بدایوں سے راگیش پاٹھک، ہردوئی سے اشوک کمار، علی گڑھ، ہاتھرس سے رشی پال سنگھ، کھیری سیٹ سے انوپ کمار گپتا، متھرا- ایٹہ، مین پوری کی دو سیٹوں پر آشیش کمار یادو اور اوم پرکاش، بلند

تجزیہ — ساگاریکا گھوش

انڈیا کی سب سے طاقتور وزیر اعظم

اندرا گاندھی کو ان کی غلطیوں نے کمزور کیا

معروف صحافی ساگاریکا گھوش نے انڈیا کی سابق وزیر اعظم اندرا گاندھی کی تازہ ترین سوانح عمری لکھی ہے جس میں انھوں نے اندرا گاندھی کو انڈیا کی سب سے طاقتور وزیر اعظم قرار دیا ہے۔ مگر سوال یہ ہے کہ اگر ایسا ہے تو جب بھی انھیں (اندرا کو) اقتدار ملا تو انھوں نے اسے اپنے ہاتھوں سے جانے کیوں دیا؟ میرے خیال میں ان کی غلطی یہ تھی کہ وہ یہ نہیں سمجھ پائیں کہ اقتدار حاصل کرنا ایک بات ہے اور برسر اقتدار ہوتے ہوئے طاقت کا استعال یکسر مختلف۔

مزید قوت حاصل کرنے کی خواہش

انھوں نے اداروں کو مضبوط کرنے کے بجائے کمزور کیا اور اگر وہ اداروں کو مضبوط کرتیں تو طاقت کا مؤثر استعمال کرنے میں انھیں بہت مدد ملتی۔ ان کی ایک اور کمزوری یہ تھی کہ جب عمل کا وقت آتا تو وہ عمل نہیں کرتیں اور جب حالات خراب ہونے لگتے تو حد سے زیادہ ردعمل ظاہر کرتی تھیں۔ یہ بھی عجیب بات ہے کہ ان کا زوال اسی وقت شروع ہوا جب وہ اپنے اقتدار کے عروج پر تھیں۔

جب وہ بنگلہ دیش کی جنگ میں پاکستان کو شکست دینے کے بعد سب سے زیادہ طاقتور رہنما بن کر ابھریں تو انھوں نے طاقت کو اپنے اندر مزید مرکوز کرنے کی کوشش کی حالانکہ ضرورت اس بات کی تھی کہ وہ طاقت کے استعمال کی صلاحیت کو بڑھاتیں۔ پارٹی اور بیوروکریسی ان کے پاس یہ دو ایسے ہتھیار تھے جن کی مدد سے وہ اپنا اقتدار چلاتی تھیں لیکن انھوں نے ساری طاقت اپنے ہاتھ میں رکھی اور پارٹی اور بیوروکریسی دونوں کو کمزور کیا۔ ان کے والد اور انڈیا کے پہلے وزیر اعظم جواہر لعل نہرو نے کانگریس پارٹی کے اندر جمہوریت کا بہت احترام کیا تھا۔ نہرو سمجھ گئے تھے کہ اگر ریاستوں میں مضبوط قیادت نہیں ہوگی تو پارٹی ریاستی سطح پر موثر نہیں ہوگی۔ نہرو نے وزرائے اعلیٰ کو اپنے اختیارات استعمال کرنے کی اجازت دی تھی۔

سنجے کو غیر آئینی عہدہ دیا گیا

اس کے برعکس اندرا گاندھی وزرائے اعلیٰ کے لیے کسی بھی قسم کی آزادی کو اپنے اقتدار کے لیے خطرہ سمجھتی رہیں۔ حالات اس وقت مزید خراب ہوگئے جب انھوں نے پارٹی کو خاندانی معاملہ بنا کر وہ حقوق اپنے بیٹے سنجے کو دے دیئے جن کی پارٹی کے آئین کے مطابق کوئی جگہ نہیں تھی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جب ۷۰ کی دہائی میں جے پرکاش نارائن کی قیادت میں ان کی پالیسیوں کے خلاف تحریکیں شروع ہوئیں تو پارٹی ان کا مقابلہ کرنے کی پوزیشن میں نہیں تھی۔ اس بحران کا سامنا کرنے کے لئے انھوں نے ایمرجنسی کے نفاذ کا اعلان کر کے مزید طاقت حاصل کرنے کی کوشش کی۔ پارٹی میں کس حد تک چاپلوسی کا غلبہ ہو چکا تھا، اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ اس وقت کے کانگریس صدر دیوکانت بروا نے یہ نعرہ دیا تھا کہ ''اندرا انڈیا ہے اور انڈیا اندرا ہے۔''

بیوروکریسی بشمول پولیس کو اپنا کردار مؤثر طریقے سے سرانجام دینے کے لیے کچھ خودمختاری کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ وہ خودمختاری کے ساتھ قواعد کے مطابق کام کرسکے اور ساتھ ہی دیگر اداروں پر بھی کنٹرول قائم رہے لیکن اندرا گاندھی ایک وفادار سول سروس اور انڈین جمہوریت کے لیے اس سے بھی زیادہ خطرناک ایک وفادار عدلیہ چاہتی تھیں۔ واضح طور پر وہ چاہتی تھیں کہ بیوروکریسی اور عدلیہ ان کے ساتھ وفادار ہو، نہ کہ آئین کے ساتھ جیسا کہ ہونا چاہیے تھا۔

اندرا کے کمزور بیوروکریٹس

بنگلہ دیش کی جنگ کے بعد اندرا گاندھی کسی حد تک بدقسمت رہیں۔ بین الاقوامی سطح پر تیل کی قیمتوں میں اضافہ ہوا جس سے تجارتی توازن بگڑ گیا۔ ساتھ ہی مون سون نے کسانوں کو نقصان پہنچایا اور زراعت بھی اس سے متاثر ہوئی اور ان سب عوامل نے مل کر تباہی مچادی۔ بیوروکریسی بھی چاپلوسی سے اس قدر متاثر ہوئی کہ وہ ان تمام مسائل سے نمٹنے کے لیے مکمل طور پر عاجز تھی۔ اندرا نے بیوروکریسی کو جو نقصان پہنچایا سو پہنچایا، مگر ان کی پارٹی نے ایمرجنسی کے دوران اس کے زوال میں مزید حصہ ڈالا۔ بیوروکریسی کی کمزوری کی وجہ سے مقامی حکام نے ایمرجنسی کے دوران خاندانی منصوبہ بندی اور کچی آبادیوں کو صاف کرنے کی پالیسیوں پر عمل درآمد کی پوری کوشش کی۔

بھنڈرانوالے نے اپنا رخ بدل لیا

پارٹی میں چھائی ہوئی چاپلوسی کی کوئی حد نہیں تھی اور کسی میں ہمت نہیں تھی کہ وہ اعلیٰ کمان کو زمینی حقیقت سے روشناس کرواسکے۔ ۱۹۷۷ء میں ایمرجنسی کے بعد ہونے والے انتخابات میں شکست کے بعد اندرا نے دوبارہ اقتدار حاصل کرنے کے لیے شیرنی کی طرح جدوجہد کی اور تین سال بعد وہ اس میں کامیاب ہوئیں لیکن اس کے بعد ایک بار پھر ان کی تمام تر توجہ طاقت اپنی ذات میں مرکوز کرنے پر ہوگئی۔ اس بار سب سے پہلے انھوں نے پنجاب میں اپوزیشن کی حکومت کو کمزور کرنے کی کوشش کی اور سنت جرنیل بھنڈرانوالے کو حکمران اکالی دل کی مخالفت کرنے کے لیے حوصلہ دیا۔ بھنڈرانوالے نے اپنی چال بدل کر ان کی ہی اتھارٹی کو چیلنج کیا، جس کے نتیجے میں گولڈن ٹیمپل میں آپریشن بلیو سٹار ہوا اور پھر اندرا کو قتل کردیا گیا۔ اگر اندرا گاندھی سخت فیصلہ لینے کے لیے تیار تھیں تو انھیں گولڈن ٹیمپل پر قبضہ کرنے اور اکال تخت کو قلعے میں تبدیل کرنے سے قبل ہی بھنڈرانوالے کو گرفتار کرلینا چاہیے تھا۔ پنجاب کے بحران کے دوران انھوں نے کشمیر میں فاروق عبدالحکومت کو بھی غیر مستحکم کیا۔

کھیل کی دنیا

فیفا عالمی کپ کے شیڈول کا اعلان
امریکہ و ایران ایک ہی گروپ میں شامل

قطر میں ۲۱ر نومبر سے شروع ہونے والے فٹ بال عالمی کپ کے لیے جمعہ کی دیر رات ڈرا ہوا، جو کہ کافی دلچسپ رہا۔ گروپ بی میں امریکہ کا سامنا ایران سے ہوگا، جبکہ دونوں ملکوں کے درمیان سیاسی تعلقات ابھی بھی بحال نہیں ہوئے ہیں۔

ایران کے کروشین کوچ ڈریگن اسکوسچ نے کہا کہ یہ ایک سیاسی گروپ ہے لیکن میں سیاسی طور پر محرک نہیں ہوں۔ میری توجہ فٹ بال پر ہے۔ میرے خیال میں یہ کھیل کا بہترین طریقہ ہے اور ہمیں حالات کو بہتر کرنے کے لیے لوگوں کو موقع دینا چاہیے۔ یوکرین پر روس کے حملے نے دوحہ کنونشن سینٹر میں قرعہ اندازی کو بھی متاثر کیا، کیونکہ فٹ بال کی سرگرمیوں کی معطلی سے یوکرین کے کوالیفائنگ کے امکانات میں تاخیر ہوئی، لیکن اگر یوکرین نے جون میں پلے آف میں ویلز اور اس کے بعد اسکاٹ لینڈ کو شکست دی تو اسے ۲۰۰۶ء کے بعد پہلی بار ورلڈ کپ کھیلنے کا موقع ملے گا۔ اس حملے کی وجہ سے روس ورلڈ کپ میں حصہ نہیں لے سکتا۔ قطر نے میزبان کے طور پر مشرق وسطیٰ میں منعقد ہونے والے پہلے ورلڈ کپ کے لیے کوالیفائی کیا اور ۲۱ر نومبر کو افتتاحی دن ایکواڈور کے خلاف اپنے ٹورنامنٹ کا آغاز کرے گا۔ ٹورنامنٹ کا آغاز افریقی چیمپئن سینیگال اور ہالینڈ کے درمیان میچ سے ہوگا۔ نیدرلینڈس کے کوچ لوئس وانگال نے گزشتہ ہفتے قطر کو عالمی کپ کی میزبانی سونپنے کے فیصلے کو مضحکہ خیز قرار دیا تھا۔ گروپ ای میں ۲۰۱۰ء کی چیمپئن اسپین اور ۲۰۱۴ء کی فاتح جرمنی کے درمیان دلچسپ مقابلہ دیکھنے کو ملے گا۔ گروپ سی میں حال میں فیفا کے بڑے فاتحین کے مقابلے دیکھنے کو مل سکتے ہیں، جس میں لیونل میسی کو ارجنٹائنا اور روبرٹ لیوونڈوسکی کو پولینڈ کے خلاف کھیلنا ہے۔ وہیں سعودی عرب کو پہلے دور کے میچ میں میکسیکو سے مقابلہ کرنا ہے۔ پرتگال کے لیے کرسٹیانو رونالڈو کا مسلسل پانچواں عالمی کپ ہوگا۔ ان کے گروپ اے میں گھانا، جنوبی کوریا اور یوروگئے شامل ہیں۔ گروپ جی میں برازیل ریکارڈ چھٹا ورلڈ کپ ٹائٹل اپنے نام کرنے کی کوشش کرے گا۔ گروپ مرحلے میں انہیں سوئٹزرلینڈ سربیا کو کیمرون کی رکاوٹیں عبور کرنا ہوں گی۔ عالمی چیمپئن کا فیصلہ ۱۸ر دسمبر کو ہوگا۔

گروپ مرحلے کے میچوں کے لئے آٹھ گروپ

گروپ اے	:	قطر، نیدرلینڈ، سینیگال، ایکواڈور
گروپ بی	:	انگلینڈ، امریکہ، ایران، ویلز یا اسکاٹ لینڈ یا یوکرین
گروپ سی	:	ارجنٹائنا، میکسیکو، پولینڈ، سعودی عرب
گروپ ڈی	:	فرانس، ڈنمارک، تیونس، پیرو یا آسٹریلیا یا متحدہ عرب امارات
گروپ ای	:	اسپین، جرمنی، جاپان، کوسٹاریکا یا نیوزی لینڈ
گروپ ایف	:	بلجیم، کروشیا، مراکس، کناڈا
گروپ جی	:	برازیل، سوئٹزرلینڈ، سربیا، کیمرون
گروپ ایچ	:	پرتگال، یوروگوئے، جنوبی کوریا، گھانا

۲۱ر نومبر کو فیفا عالمی کپ ۲۰۲۲ء کا آغاز ہوگا۔ عالمی چمپئن کا فیصلہ ۱۸ر دسمبر کو ہوگا

فیفا ورلڈ کپ کیلئے اب تک آٹھ لاکھ سے زائد ٹکٹ فروخت

اس سال کے آخر میں قطر میں منعقد ہونے والے فیفا ورلڈ کپ ۲۰۲۲ء کے ٹکٹوں کی فروخت کے پہلے مرحلے میں اب تک دنیا بھر میں آٹھ لاکھ سے زیادہ لوگوں نے ٹکٹ خرید لیا ہے۔ یہ اطلاع فیفا نے دی ہے۔ فیفا نے کہا کہ شائقین نے اس سال کے آخر میں قطر میں ہونے والے ورلڈ کپ کے میچوں کے ٹکٹوں کی فروخت کے پہلے مرحلے میں آٹھ لاکھ چار ہزار ایک سو چھیاسی ٹکٹ خریدے ہیں۔ فیفا نے کہا ہے کہ امریکہ، انگلینڈ، میکسیکو، متحدہ عرب امارات، جرمنی، ہندوستان، برازیل، ارجنٹائنا اور سعودی عرب جیسے ممالک کے لوگوں نے بنیادی طور پر ٹکٹ خریدنے میں دلچسپی ظاہر کی ہے۔ فیفا کے مطابق فیفا ورلڈ کپ ۲۰۲۲ء کا افتتاحی اور فائنل دیکھنے میں زیادہ لوگوں نے دلچسپی ظاہر کی ہے۔ فیفا نے مطلع کیا کہ جن شائقین کو پہلے مرحلے میں ٹکٹ نہیں ملے ہیں، انہیں اگلے رینڈم سلیکشن ڈرا سیل پیریڈ کے دوران ۵ر اپریل کو فیفا کی ویب سائٹ پر درخواست دینے کا ایک اور موقع ملے گا۔ فیفا نے کہا ہے کہ ٹورنامنٹ کے زیادہ تر سلاٹس اب بک ہو چکے ہیں۔ ورلڈ کپ کا فائنل ڈرا جمعہ کو ہوگا جس میں ٹیموں کو گروپس میں تقسیم کیا جائے گا۔

فیفا ورلڈ کپ کی گیند کی نقاب کشائی

ایڈیڈاس نے اس سال کے آخر میں قطر میں ہونے والے فیفا ورلڈ کپ کے لیے آفیشل میچ گیند کی نقاب کشائی کی ہے۔ فیفا نے ایک بیان میں کہا ہے کہ گیند کو عربی نام 'الرحلۃ' دیا گیا ہے جس کا مطلب 'سفر یا ٹرپ' ہے۔ اس کا ڈیزائن قطر کے قومی پرچم، اس کی ثقافت، فن تعمیر اور منفرد کشتیوں سے متحرک ہے۔ یہ ایڈیڈاس کی بنائی گئی ایک ۱۴ویں گیند ہے جو فیفا ورلڈ کپ کے لیے استعمال ہونے جارہی ہے۔ یہ اب تک کی تیز ترین گیند ہے۔ 'الرحلۃ' کی نقاب کشائی ایکر کاسیلاس، کاکا، فرح جعفری اور نوف الانجی جیسی اہم شخصیات کی موجودگی میں کی گئی۔ اس دوران قطر، متحدہ عرب امارات، سعودی عرب، مصر کے ساتھ ساتھ دوحہ میں ایسپائر اکیڈمی کی نئی نسل کے کئی نوجوان کھلاڑی بھی موجود تھے۔ پہلا لانچ دنیا کے دس بڑے شہروں بشمول دبئی، میکسیکو سٹی، ٹوکیو اور نیویارک میں الریحالہ کے سفر کی نشاندہی کرتا ہے، جہاں ایڈیڈاس اپنی رسائی کو بہتر بنانے اور مقامی کمیونٹیز تک پہنچنے کی کوشش کر رہا ہے۔

طب وصحت

کسی چیز کو چھونے پر ہلکا سا کرنٹ کیوں لگتا ہے

علم طب کے مطابق جسمانی ضروریات پوری کرنے کے لئے پروٹین ایک اہم جز ہے۔ یہ بات اچھی طرح جانی مانی ہے کہ جسم میں پروٹین کی مقدار اسے صحیح طرح اپنا کام انجام دینے کی ذمہ دار ہے۔ اگر جسم پروٹین کی کمی کا شکار ہو تو اسے طرح طرح کی کئی ایک مشکلات پیش آسکتی ہیں۔ ایک مطالعے کے مطابق دنیا میں ایک ارب افراد پروٹین کی کمی کا شکار ہیں۔ اس بات کا اندازہ کیسے لگایا جائے کہ ہمیں آپ بھی پروٹین کی کمی کا شکار تو نہیں ہیں؟ اگر آپ کے جسم میں کرنٹ لگنے کی علامت کے علاوہ دیگر علامات بھی ظاہر ہو رہی ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ آپ پروٹین کی کمی کا بھی شکار ہیں۔

بے وقت بھوک

پیٹ بھرا ہونے کے باوجود بھی بے وقت بھوک کا لگنا یہ بات ظاہر کرتا ہے کہ آپ کے جسم میں پروٹین کی کمی ہے۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ ہائی کیلوری غذا آپ کی پہنچ میں ہر وقت رہتی ہے۔ ہائی کیلوری غذا میں پروٹین اور فیٹ اور شوگر زیادہ مقدار میں ہوتے ہیں۔

جوڑوں کا درد اور پٹھوں کی کمزوری

جسم میں پروٹین کا ذخیرہ پٹھوں اور گوشت میں ہوتا ہے۔ پٹھوں کی کمزوری اور درد اس بات کے گواہ ہیں کہ جسم میں پروٹین کم ہے۔ یہ مسئلہ زیادہ تر بوڑھے افراد میں ہوتا ہے۔ پروٹین جسم میں پٹھوں اور گوشت کی بحالی کیے لئے ضروری ہے۔

کمزور جلد اور ناخن

پروٹین کی کمی ناخنوں کو کمزور کر کے انہیں بھربھرا کر دیتی ہے۔ اگر جسم پروٹین کی کمی کا شکار ہے تو ناخنوں پر واضح سفید دھاریاں اور بھورے نشانات نظر آنے لگتے ہیں۔ اس کے علاوہ پروٹین نئی جلد بننے اور خلیات کی پیداوار کے لئے اہم ہے۔ اگر جلد میں خشکی حد سے زیادہ ہے تو اس کا مطلب ہے کہ پروٹین کی کمی جلد کے مردہ خلیات کو ختم نہیں کر پا رہی ہے۔

بال جھڑنا

ہمارے بال ۹۰ فیصد کیراٹین نامی پروٹین سے بنے ہوتے ہیں۔ اگر جسم کو پروٹین کی صحیح مقدار نہ مل رہی ہو تو بالوں کی صحت متاثر ہوتی ہے۔ بال جھڑنے لگتے ہیں اور بالوں کے رنگ اور تعداد میں واضح فرق نظر آنے لگتا ہے۔

امراض جگر

پروٹین کی کمی سے متعلق جگر کی صحت ایک اہم پہلو ہے۔ اگر جسم کو پروٹین کی صحیح مقدار میسر نہ ہو تو جگر پر چکنائی اور فیٹس جمنے لگتے ہیں۔ اگر اس مسئلے کا حل نہ نکالا جائے تو جگر کے خطرناک امراض لاحق ہو سکتے ہیں۔

ہڈیوں کا بھربھراپن

غذا میں پروٹین کی کمی ہڈیوں کو کمزور اور بھربھرا بنا دیتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ پروٹین ہڈیوں میں کیلشیم محفوظ کرنے کے لئے ضروری ہے۔ ہڈیاں کمزور ہو کر جلدی ٹوٹ سکتی ہیں۔

نیند کی کمی

اگر آپ نیند کی کمی کا شکار ہیں تو بہت ممکن ہے کہ آپ کے جسم میں پروٹین کی کمی ہوگئی ہے۔ غذا میں موجود پروٹین جسم میں ان ایسڈز کا اخراج کرتے ہیں جن سے نیند غالب ہوتی ہے۔ اس لئے اچھی اور پرسکون نیند کے لئے ضروری ہے کہ ہم پروٹین کی مناسب مقدار کو غذا کا حصہ بنائیں۔ ❑❑

ادبیات

خداوالو! خدا کے گھر کی زیارت کر کے آئے ہو

قاری محمد اسحاق حافظؔ سہارنپوری

خداوالو! خدا کے گھر کی زیارت کر کے آئے ہو
بڑے خوش بخت ہو تا بندہ قسمت کر کے آئے ہو

کرو تم ناز جتنا کم ہے، اپنی خوش نصیبی پر
ادا آدابِ دربارِ رسالت کر کے آئے ہو

خدا شاہد کہ تم نے ہر طرح جنت کمائی ہے
کہ پورا خوب اِک اِک کارِ جنت کر کے آئے ہو

یہ صدقہ ہے رسول اللہ کے عشق و محبت کا
کہ حاصل دین اور دنیا کی دولت کر کے آئے ہو

جہاں پر بھیڑ ہے ہر وقت رحمت کے فرشتوں کی
اسی ارضِ مقدس کی سیاحت کر کے آئے ہو

تمہارے اس سفر کی خوشگواری واہ کیا کہنا
کہ دنیا میں ہی گویا سیرِ جنت کر کے آئے ہو

جہاں اِک اِک کے بدلے سینکڑوں کیا لاکھوں ملتے ہیں
اسی بازارِ ایماں میں تجارت کر کے آئے ہو

نہ تم سے خوش ہو کیوں اللہ اور اس کا پیمبر بھی
ادا پابندیٔ دین و شریعت کر کے آئے ہو

یقیناً ہے تمہارا رب بہت ہی مہرباں تم پر
کہ تم اپنے لیے وا بابِ جنت کر کے آئے ہو

خدا کے گھر کے باہر تو عبادت روز کرتے ہو
خدا کے گھر کے اندر بھی عبادت کر کے آئے ہو

جبیں سائی خدا کے در پہ کی تم نے عقیدت سے
رسول اللہ کے در کی زیارت کر کے آئے ہو

بالآخر عاشقوں کی صف میں تم بھی ہو گئے شامل
ادا محبوب کا فرضِ محبت کر کے آئے ہو

مبارکباد دیتا ہے تمھیں حافظؔ محبت سے
کہ حاصل دین و دنیا کی سعادت کر کے آئے ہو

عنقا ہے سوزِ دل کا پرندہ وہ ڈھونڈ لا

فاروق ارگلی

عنقا ہے سوزِ دل کا پرندہ وہ ڈھونڈ لا
سر پر وہ جس کے بیٹھے وہ شاعر تو ہو ہی جائے

ممکن ہے آنے والی بلاؤں سے بچ سکے
خود تجھ میں ہے نجات دہندہ وہ ڈھونڈ لا

گم ہو چکی جو لوح تہتر برس ہوئے
اس پر ہمارا نام ہے کندہ وہ ڈھونڈ لا

دلّی میں جو ضمیر کی لاشوں کے ڈھیر ہیں
شاید وہاں پہ کوئی ہو زندہ وہ ڈھونڈ لا

ہے آٹھواں سوال یہ حاتم کے سامنے
انسان سے بڑا ہو درندہ، وہ ڈھونڈ لا

اپنی شکست کا مجھے احساس ہوگیا

ڈاکٹر محمد حنیف ترین سنبھلی

نکلو ہوا کے خول سے کہتی ہے یہ زمین
لگتی ہے آسمان سے ہر شئے بہت حسین

اپنی شکست کا مجھے احساس ہوگیا
جب سر سرائی جنگ میں خود میری آستین

پہنچیں اب اس مقام پہ جنگی عداوتیں
سالم ہیں بستیاں مگر اِک بھی نہیں مکین

خواہش کے جنگلوں سے نکلتے ہیں کالے ناگ
تنہائی چھیڑ دیتی ہے جب نیم شب میں بین

سولی پہ روز لٹکے ہے فکر و خیال کی
وہ شخص جو بلا کا ہے حساس اور ذہین

منظر جہت جہت کے ہوئے ہیں عیاں حنیفؔ
آئی ہے جب نگاہ کے ہاتھوں میں دُوربین

یہ اہنسا کے پجاری ذہن کے بیمار ہیں

افضل شیر کوٹی

کیا یہی جمہوریت کی دوستو اقدار ہیں
جسم انساں خوں میں تر ہیں بستیاں مسمار ہیں

مل رہا ہے یہ ہماری جاں نثاری کا صلہ
ہم ہی دہشت گرد ٹھہرے ہم ہی اب غدار ہیں

تنگ نظری اور تعصب نے انھیں اندھا کیا
یہ اہنسا کے پجاری ذہن کے بیمار ہیں

اس گلستاں کی بہاروں کے مزے تم نے لیے
یہ نہیں سوچا ہے تم نے اور بھی حقدار ہیں

ظلم سہنے کی بھی افضلؔ حد ہوئی اب کیوں سہیں
آؤ قصہ ختم کر لیں ہم بھی اب تیار ہیں

حرام مال پہ ہرگز مزے نہیں کرتے

رخشاں ہاشمی

ارے ارے، نہیں کرتے ارے نہیں کرتے
محبتوں میں کبھی فاصلے نہیں کرتے

یہی خرابی ہے ہم میں کہ منہ پہ بولتے ہیں
کہ پیٹھ پیچھے کبھی تبصرے نہیں کرتے

اسی مزاج سے ہم لوگ جانے جاتے ہیں
کہ عجلتوں میں کوئی فیصلے نہیں کرتے

یوں دل کی بستی اُجاڑی جفاؤں نے تیری
کیا وہ حشر کہ جو زلزلے نہیں کرتے

حلال رزق کماتے ہیں ہم مشقت سے
حرام مال پہ ہرگز مزے نہیں کرتے

یہ سلسلے یہ مراسم ہیں دھڑکنوں کا سبب
تبھی تو منقطع ہم رابطے نہیں کرتے

گلوں سے کرتے ہیں آراستہ رہِ الفت
وفا کی راہ میں فتنے کھڑے نہیں کرتے

موازنہ نہیں کرتے ہیں اہل ظرف کبھی
نبھاتے سب کو ہیں کھوٹے کھرے نہیں کرتے

محبتوں کی تو رخشاںؔ یہی روایت ہے
جو دل سے نکلے تو پھر داخلے نہیں کرتے

مسلمانوں کے خلاف ہتھیار اٹھانے کی اپیل کرنے والے مجرم یتی نرسنگھانند کے خلاف چلایا جائے این ایس اے کا مقدمہ: آل انڈیا امامس کونسل

نئی دہلی ۳، اپریل: ضمانت پر باہر آئے متنازع اور نام نہاد سادھو یتی نرسنگھانند کے دہلی میں مسلمانوں کے خلاف کھلے عام ہتھیار اٹھانے کی اپیل پر آل انڈیا امامس کونسل کی نیشنل سکریٹریٹ نے سخت ردعمل کا اظہار کیا۔ نیشنل سکریٹریٹ نے کہا کہ: "اس ملک سے اور ملک کی گنگا جمنی تہذیب سے محبت کرنے والے لوگ ایسے گھٹیا عناصر کو کبھی برداشت نہیں کریں گے۔ یہ ہمارے ملک کو خانہ جنگی کی آگ میں دھکیلنے کی گھناؤنی سازش ہے۔ یتی نرسنگھانند اور سریش چوہان جیسے دیش کے غداروں کو گرفتار کرکے ان کے خلاف نیشنل سیکیورٹی ایکٹ (NSA) کے مطابق مقدمہ چلایا جائے"۔

نیشنل سکریٹریٹ نے کہا کہ: "اس طرح کی بیان بازی کرنے والوں کو دراصل فسطائی حکمرانوں کی پشت پناہی حاصل ہے، جس کی وجہ سے یہ غنڈے بے مہار دندناتے پھر رہے ہیں۔ کئی مقدمات میں ماخوذ، ضمانت پر رہا، جرائم پیشہ عناصر کو اس طرح کی ملک مخالف سرگرمیوں کو انجام دینے کی ہمت کہاں سے مل رہی ہے؟ ملک میں خانہ جنگی کی آگ بھڑکانے والوں پر قانونی شکنجہ کسنے میں ناکام حکمرانوں کا جانب دارانہ رویہ ملک کے مستقبل کے لیے انتہائی خطرناک ہے۔

نیشنل سکریٹریٹ ہندستان کی راجدھانی دہلی میں ہندو مہا پنچایت کے انعقاد اور اس میں یتی نرسنگھانند اور سریش چوہان جیسے ہندوتوا دہشت گردوں کی شرکت اور مسلمانوں پر مسلح حملہ کرنے کے کھلم کھلا اعلان کو ملک کی جمہوریت، دستور، سلمیت اور عوام کے لیے بہت بڑا چیلنج سمجھتی ہے؛ دیش اور قانون کے خلاف کھلے عام ہتھیار اٹھانے کے اعلان پر دہلی کے وزیر اعلیٰ اروند کیجریوال کی پر اسرار خاموشی کو بھی اس سازش کے حصے کے طور پر دیکھتی ہے۔

سوال یہ ہے کہ بے قصور مسلم سماجی کارکنوں کو جیل میں بھرنے والی دہلی پولیس اب ہندوتوا دہشت گردوں کے کھلے طور پر قتل عام کے اعلان پر کوئی کارروائی کیوں نہیں کر رہی ہے؟۔ اقتدار میں بیٹھے لوگو نا تم ہمیشہ رہوگے اور نا تمھارا اقتدار ہمیشہ رہیگا، ملک کو بربادی سے بچانے کی ذمے داری سب کی ہے، ظلم کی ٹہنی کبھی پھلتی نہیں ہے ،

آل انڈیا امامس کونسل کی نیشنل سکریٹریٹ پورے ملک کے امن پسند عوام سے اپیل کرتی ہے کہ: "ہندوتوا دہشتگردی کے اس گھٹیا اعلان اور ملک مخالف پروپیگنڈہ کے خلاف مضبوط موقف کا اظہار کریں۔ عوام میں بیداری پیدا کرنے کے ساتھ پورے ملک میں ایسے عناصر کے خلاف نیشنل سیکیورٹی ایکٹ (NSA) کے تحت مقدمات درج کرائیں اور مضبوط قانونی کارروائی کریں۔

انتقال پرملال

جمعیۃ علماء ہند کے قدیم کارکن شوکت علی صاحب کے برادر خورد انور علی کا ۵۵ سال کی عمر میں اپنے وطن مالوف بلہابستی ضلع دربھنگہ میں طویل علالت کے بعد ۱۳/اپریل ۲۰۲۲ء کو انتقال ہوگیا ہے۔

اللہ تعالیٰ مغفرت فرمائے، جنت الفردوس کے اعلیٰ مقام سے نوازے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے، آمین۔

قارئین الجمعیۃ سے ایصالِ ثواب اور دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

بقیہ— یوپی ایم ایل سی انتخابات....

شہر سیٹ پ نریندر سنگھ بھاٹی اور باندہ، ہمیر پور سیٹ پر جتیندر سنگھ سینگر شامل ہیں۔

قابل ذکر ہے کہ ووٹنگ والی ۵۸ اضلاع کی ۲۷ ایم ایل سی سیٹوں کے لیے ۹/اپریل کو ۷۳۹ پولنگ سینٹروں پر کل ۱۲۰۶۵۷ رائے دہندگان میں سے تقریباً ۹۸ فیصد نے اپنے حق رائے دہی کا استعمال کیا تھا۔ ووٹنگ والی ۲۷ سیٹوں کے نتائج کا آج اعلان کیا گیا ہے۔ دریں اثنا اتر پردیش کے دیوریا، کشی نگر ایم ایل سی سیٹ سے ایس پی امیدوار ڈاکٹر کفیل خان نے اپنی شکست قبول کرتے ہوئے کہا کہ آج آئے انتخابی نتائج سے ثابت ہوگیا کہ ریاست میں ایک بار پھر جمہوریت ہار گئی۔ ڈاکٹر خان نے منگل کو یہ ووٹ شماری سینٹر پر میڈیا نمائندوں سے بات چیت میں کہا کہ انھیں اس الیکشن میں ۱۰۳۱ ووٹ ملے ہیں۔ یہ ہار ان کی نہیں بلکہ جمہوریت کی ہار ہے۔ اس الیکشن میں دولت کی لالچ، پورا انتظامیہ کا دباؤ اور پردھان و بی ڈی سی اراکین کو ڈرایا دھمکایا گیا جس کا نتیجہ ہے کہ جمہوریت ایک بار پھر ہار گئی۔□□

بقیہ— پاکستان میں عمران خان کی حکومت....

ٹی آئی کے اقتدار میں آنے کے بعد اپنی آدھی قیمت گنوا بیٹھا۔ ملک کا قرض بھی اچھا خاصا بڑھ گیا کیونکہ عمران خان کی حکومت نے اپنے دور میں اس قدر قرض لیے کہ وہ پچھلی دو حکومتوں کے مجموعی قرض سے بھی آگے نکل گئے۔ جی ڈی پی کے مقابلہ اب کمر توڑ مہنگائی اپنی بلندی پر ہے۔ ۲۰۱۹ء میں ملک کو بچانے کے لیے عمران خان کو آئی ایم ایف کے سامنے ہاتھ پھیلانے پڑے تھے مگر انھوں نے قرض پر دستخط کرنے میں تاخیر کردی۔ چین، سعودی عرب اور یو اے ای سے قریب اتنی ہی رقم کا قرض لے کر وہ پہلے ہی خرچ کر چکے تھے۔ قرض مل جانے پر ادارہ کی طرف سے مسلط کیے گئے ضابطے انھیں لاگو کرنے پڑے جن میں عام لوگوں کی سبسڈی میں تخفیف کرنا بھی شامل تھا۔ اس قدم نے انھیں گلی چوراہوں پر موضوعِ بحث بنادیا۔

کووڈ وبا سے حالات اور خراب ہوگئے۔ پاکستان کی معیشت بھی پڑوسی ہندستان کی طرح منفی اضافہ کے گڈھے میں چلی گئی اور حالانکہ اس سے عمران کو ملک کی معیشت کو سنبھالنے میں ناکامی پر تنقید کو مسترد کرنے کا اچھا خاصا بہانہ مل گیا۔ مگر وہ راولپنڈی کے اپنے سرپرستوں کے ساتھ بگڑتے جا رہے رشتوں کو سنبھالنے میں ناکام رہے۔ شروع میں فوج کے ساتھ عمران خان کے رشتے بڑے رومانٹک رہے۔ وہ اعلانیہ کہتے بھی تھے کہ مختلف موضوعات پر وہ ایک ہی سطح پر ہیں اور اسے پاکستان کے اندازِ جمہوریت کی نئی ملی جلی حکومت کہہ کر شیخی بگھاری جاتی تھی، مگر تلخی اس وقت پیدا ہوئی جب انھوں نے فوجی اداروں کے اندرونی کھیلوں میں دخل اندازی کی جرأت کی۔ انھوں نے فوجی سربراہ جنرل قمر جاوید باجوا کے اس قدم کو ناکام کرنے کی کوشش کی جس میں وہ آئی ایس آئی کے سربراہ لیفٹیننٹ جنرل فیض حمید کو ہٹا کر فوج میں لے جانا چاہتے تھے۔ عمران خان کے تعلقات فوج سے اس وقت مزید خراب ہوئے جب عمران کی ناکامیوں کا خمیازہ فوج کے سر جانے لگا۔ اسی لیے جب فوج نے یہ واضح کردیا کہ موجودہ سیاسی لڑائی میں وہ اپنی غیر جانبداری برقرار رکھے گی تو چونکہ عمران خان سمجھ چکے تھے کہ وقت تیزی سے ان کے ہاتھوں سے پھسل رہا ہے، اس لیے وہ حملہ آور انداز میں سامنے آئے اور مارچ میں ایک عام اجلاس میں انھوں نے اعلان کردیا کہ یہ لڑائی اچھائی اور برائی کے درمیان ہے۔ انھوں نے فوج کے غیر جانبداری کے اعلان پر طنز کرتے ہوئے مزید کہا کہ غیر جانبداری کیا ہوتی ہے، غیر جانبدار تو صرف جانور ہوتے ہیں۔ شہید کا لباس پہن کر بے حد جذباتی لفاظی کرتے ہوئے اپنی بے دخلی کے لیے امریکہ کی طرف انگلی اُٹھا کر انھوں نے اپنی زندگی کا شاید یہ سب سے بڑا داؤ کھیلا تھا لیکن سپریم کورٹ نے نیشنل اسمبلی بحال کرکے گیند واپس ان کے پالے میں ڈال دی جس نے پاکستان میں جمہوریت کے مستقبل پر بہر حال ایک سوالیہ نشان لگا دیا ہے۔

اب یہاں سوال پاکستان میں جمہوریت کی بقا کے ساتھ ساتھ خود عمران خان کی انتظامی و حکومتی صلاحیتوں کا بھی ہے۔ وہ شاید یہ بات سمجھنے میں ناکام رہے کہ کبھی کبھی جب میدانِ جنگ میں لڑائی کانٹے کی ہو رہی ہوتی ہے تو آخری فیصلہ کمانڈر انچیف کی صلاحیت اور منصوبہ بندی کی بنیاد پر ہی ہوتا ہے اور اقتدار بچانے کی اس سیاسی جنگ میں بہر حال عمران خان کی صلاحیت ناکام ہی ثابت ہوئی ہے۔

بقیہ— کیریئر کونسلنگ...

طالبات ایسے کام زیادہ بہتر کرسکتے ہیں، جن میں تحقیق وغیرہ شامل ہو۔ ہالینڈ میں ریسرچرز نے برسوں کی تحقیق کے بعد شعبۂ زندگی کے انتخاب کے لیے ایک ماڈل تیار کیا ہے جو کہ RAISE ماڈل کے نام سے جانا جاتا ہے۔

Raise ماڈل کا مطلب ہے: حقیقت پسند (Realist)، فنکار (Artist)، محقق (Investigative)، سماجی/عمرانی (Social)، مہم جو (Enterprising)

حقیقت پسند: یہ عام طور پر وہ لوگ ہوتے ہیں جو خود اپنے ہاتھ سے کام کرنے کو ترجیح دیتے ہیں۔ یہ عملی ذہن کے مالک ہوتے ہیں۔ یہ کشادہ ماحول میں رہنا پسند کرتے ہیں، جیسے کھیل، سیاحت، مشین آپریٹر، زراعت وغیرہ۔

فنکار: حساس اور نفیس طبع انسان قدرتی طور پر فنکارانہ صلاحیتوں سے نوازے ہوئے ہوتے ہیں۔ یہ تخلیق کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ انوکھے خیالات کو جنم دیتے ہیں۔ فکری صلاحیتوں سے مالامال ہوتے ہیں، جیسے لکھاری فنونِ لطیفہ، میڈیا، کمپیوٹر ڈیزائننگ وغیرہ۔

محقق: یہ معاملہ فہم ہوتے ہیں، تحقیق و تلاش کو بہت زیادہ پسند کرتے ہیں، جیسے قانون، ریسرچ، انجینئرنگ، میڈیکل سائنس، کمپیوٹر انجینئرنگ، بائیولوجی وغیرہ۔

سماجی: دوسروں کی مدد کرنا اور توجہ کا طالب ہونا، سماجی شخصیت کی علامت ہے۔ اچھی گفتگو ان کا خاصا ہوتی ہے۔ یہ معلومات کا تبادلہ کرنا، شعور اجاگر کرنا، بھلائی کے کام کرنا، تعلیم و تربیت، نرسنگ، فزیوتھریپی، کونسلنگ، سوشل ورکر، مذہبی رہنماء، سیاست، شعبہ افرادی قوت میں کامیاب رہتے ہیں۔

مہم جو: یہ کاروباری، پراعتماد اور لفاظی میں مہارت رکھنے والے لوگ ہوتے ہیں جو دوسروں کو متاثر کرنے کی لگن رکھتے ہیں۔ لوگ نتائج دینے والے، دوسروں سے کام لینے والے اور دولت و شہرت کے طالب ہوتے ہیں۔ ان میں ہمت، حوصلہ اور جرأت واضح طور پر دیکھی جاسکتی ہے اور ان کے لیے کاروبار، تجارت، معاشیات، مارکیٹنگ، سیاست اور پروجیکٹ مینجمنٹ جیسے کام بہترین رہتے ہیں۔

اگر آپ کا شمار بھی ایسے نوجوانوں میں ہوتا ہے، جو عملی زندگی میں پیچیدگیوں کا شکار ہیں یا عملی زندگی کا آغاز کرنے والے ہیں تو آپ کو مثبت اندازِ فکر اپنانے کی ضرورت ہے۔ آپ کی صلاحیتیں اور واضح مقصد کے حصول کی خواہش، آپ کی زندگی کے عملی سفر کو پرلطف اور آسان بناسکتی ہے۔□□

جمعیۃ علماء نیپال کے صدر مفتی محمد خالد صدیقی کی وزیر جنگلات وماحولیات سے ایک خوش گوار ملاقات

جمعیۃ علماء نیپال کے صدر و رکن راشٹریہ سبھا نیپال مولانا مفتی محمد خالد صدیقی کی اپنے چند عزیزوں کے ساتھ وزیر جنگلات و ماحولیات سے آج ایک خوش گوار ملاقات کے دوران جملہ مسلمانان نیپال کی عبادت و تربیت کے لیے ایک حج ہاؤس اور باشندہ گان کاٹھمانڈو کے لیے ایک قبرستان کے لیے اراضی دستیاب اور مہیا کیے جانے کی پرزور درخواست کی گئی ہے۔ صدر جمعیۃ نے کہا کہ آج ہماری جمعیۃ علماء نیپال کے ایک وفد کے ساتھ وزیر جنگلات و ماحولیات سے ملاقات ہوئی اور ان سے مسلمانوں کے لیے ایک حج ہاؤس اور ایک قبرستان کے لیے اراضی کی درخواست کی گئی۔ صدر جمعیۃ نے کہا کہ تقریباً ہر سال ملک نیپال سے حج کے لیے دو ہزار افراد بیت اللہ شریف جاتے ہیں؛ مگر افسوس یہ کہ ان کی عبادت و تربیت کے لیے ملک کی راجدھانی کاٹھمانڈو میں ایک بھی حج ہاؤس نہیں ہے، جس کی بنا حج کے لیے جانے والے مسلمانوں کو کافی پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اسی طرح کاٹھمانڈو کا موجودہ قبرستان باشندہ گان کاٹھمانڈو کے لیے انتہائی ناکافی ہو چکا ہے؛ کیونکہ کاٹھمانڈو کے مسلمانوں کی آبادی پہلے سے کافی بڑھ گئی ہے اور باہر سے بھی مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد یہاں آکر تجارت اور ملازمت کرتی ہے، جس کی بنا موجودہ قبرستان ان کے لیے ناکافی ہو چکا ہے۔ اس لیے مسلمانوں کے لیے فی الفور ایک حج ہاؤس اور ایک قبرستان کے لیے اراضی دستیاب کیے جانے کی اشد ضرورت ہے۔ چنانچہ ہم نے اس سلسلے میں منتری جی کے سامنے ایک درخواست پیش کیا، جس پر انہوں نے دستخط کرکے ہدایات جاری کیے ہیں کہ اس پر کارروائی آگے بڑھائی جائے۔ مجھے امید قوی ہے حکومت جمعیۃ علماء نیپال کی اس درخواست اور مطالبات کو قبول کرکے ایک حج ہاؤس اور قبرستان کے لیے اراضی دستیاب کرے گی۔

بقیہ— ملک کا موجودہ منظرنامہ...

"وہن"، یعنی دنیا کی محبت اور موت کے خوف سے اوپر اٹھ کر کام کرنے کی ضرورت ہے، یہ جدوجہد اتنی مضبوط ہو کہ فرقہ پرستوں اور دہشت گردوں کو منہہ کی کھانی پڑے، وہ جان لیں کہ ہم گاجر، مولی نہیں ہیں، ایک موقع سے حضرت امیر شریعت مولانا منت اللہ رحمانی نوراللہ مرقدہ نے فرمایا تھا کہ فسادات اسی شکل میں رک سکتے ہیں، جب مارنے والے کو یقین ہو کہ ہمیں بھی مارا جاسکتا ہے۔ (لہو پکارے گا آستین کا)

ٹیپو سلطان شہید نے کہا تھا "شیر کی ایک دن کی زندگی گیدڑ کی ہزار سالہ زندگی سے بہتر ہے"، صبر اور برداشت کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اپنی زندگی کی بقا کے لیے کوشش نہ کی جائے اور خوف ایسا مسلط ہو کہ ہم ہاتھ پاؤں تو کیا زبان بھی نہ ہلاسکیں، ملک کے سابق صدر اے پی جے عبدالکلام نے ایک بار کہا تھا کہ "طاقت وقوت کے ساتھ برداشت، کام کی حکمت عملی اور بے سروسامانی اور کمزوری کے ساتھ برداشت کا مطلب مجبوری ہے۔"

چوتھا کام یہ کرنا چاہیے کہ اسلام کی صحیح اور سچی تعلیمات لوگوں تک پہنچائی جائیں، غلط فہمیاں جو پھیلائی جارہی ہیں اس کو دور کرنے کے لیے عملی اقدام کیے جائیں، واقعہ یہ ہے کہ اس معاملہ میں ہم مجرمانہ غفلت کے شکار ہیں، دعوت دین کے کام کو اس پیمانے پر ہم نے کیا ہی نہیں، جس قدر اس کی ضرورت تھی، دعوت کا یہ کام ہمیں زبان وقلم سے بھی کرنا چاہیے اور عمل سے بھی، اسلام کی خوبیاں کتابوں سے کم اور عمل سے زیادہ سمجھ میں آتی ہیں، تھیوری جاننا ضروری ہے، لیکن جب تک وہ پریکٹیکل کے مرحلہ سے نہیں گذرے گا اس کی افادیت سامنے نہیں آسکتی۔

اس لیے ہم اپنے عمل سے اسلام کی حقانیت وصداقت واضح کریں، ہمیں شکوہ ہے کہ عوامی نمائندہ اداروں میں ہم تعداد میں بہت کم ہیں، اس لیے ہماری آواز نہیں سنی جاتی، لیکن جہاں ہماری آواز کا سنا جانا یقینی ہے، اور جہاں جانے سے ہمیں کوئی روک نہیں سکتا، وہاں ہماری نمائندگی کتنے فی صد ہے، ذہن نہیں منتقل ہوا ہو تو میں بتاتا چلوں کہ مساجد کی پنج وقتہ نمازوں میں ہماری تعداد کتنی ہے، یہ وہ در ہے جہاں سب بات سنی جاتی ہے، اور سب کی سنی جاتی ہے، لیکن اللہ کے دربار میں جانے اور اس سے اپنی مرادیں مانگنے، اپنی تکالیف کو دور کرنے کے لیے درخواست کرنے سے ہم کس قدر گریزاں ہیں، یہی وہ در ہے جہاں آبرو نہیں جاتی اور جہاں مانگنا ذلت نہیں، عبادت ہے، کاش مسلمان اس بات کو سمجھ لیتے۔

ایک ذمہ داری یہ بھی ہے کہ فرقہ پرست طاقتوں کے مقابلے ہم سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن جائیں، ذات پات، مسلک ومشرب اور دوسرے فروعی مسائل میں الجھ کر ہم منتشر ہوگیے ہیں، اس انتشار نے ہمیں انتہائی کمزور کردیا ہے، اس خول سے باہر آکر کلمہ کی بنیاد پر اتحاد کو فروغ دینا چاہیے، اور ایک دوسرے پر کیچڑ اچھالنے، کفر و الحاد کے تیر چلانے سے گریز کرنا چاہیے، بعض فرقے واضح طور پر اسلام سے الگ ہیں، جیسے قادیانی، اس سے ہمارا اختلاف اساسی اور ختم نبوت کے اسلامی عقیدہ پر مبنی ہے، لیکن جن فرقوں سے اختلافات فروعی ہیں، ان سے چھیڑ چھاڑ اور ان کے خلاف آواز بلند کرنا جس سے فرقہ بندی کو فروغ ہو، اسلام کے شایان شان نہیں، اللہ رب العزت نے جس اسلام کو اپنا دین قرار دیا ہے، وہ صرف اور صرف اسلام ہے، اس کے آگے پیچھے کوئی مضاف، مضاف الیہ نہیں ہے۔□□

دنیا کا عظیم ترین
سکندر اعظم بھارت میں طاقت کا کیپسول
نیا بھروسہ ایک ہی کیپسول سے زبردست طاقت و جسمانی کمزوری دور کریں
میڈیکل اسٹور سے خریدیں یا فون کریں:
09212358677, 09015270020

کھرگون مدھیہ پردیش میں فساد کے بعد اقلیتوں کی املاک کا انہدام فاشزم پر مبنی کارروائی

رام نومی کے موقع پر، پرتشدد واقعات پر صدر جمعیۃ علماء ہند مولانا محمود اسعد مدنی کا وزیر داخلہ کو مکتوب

نئی دہلی۱۲/اپریل۲۰۲۲ء : رام نومی تہوار کے موقع پر ملک کی کئی ریاستوں بالخصوص مدھیہ پردیش کے کھرگون میں ہوئے فرقہ وارانہ تشدد اور اس کے بعد سرکار وانتظامیہ کی طرف سے ملزمین کے مکانوں ودکانوں کے انہدام پر جمعیۃ علماء ہند کے قومی صدر مولانا محمود اسعد مدنی سخت بے چینی واضطراب کا اظہار کیا ہے۔مولانا مدنی نے اس پر تشویش کا اظہار کیا کہ فسادیوں نے ملک میں عادت بنالی ہے کہ وہ مسلم محلوں میں جاکر منافرت پر مبنی نعرے لگاتے ہیں ، وہاں انتہائی اشتعال انگیز حرکتیں کرتے ہیں اور مسجدوں اور عبادت گاہوں کی توہین کرتے ہیں، انھیں اس سلسلے میں لاء اینڈ آرڈر کی طرف سے کوئی رکاوٹ اور دقت بھی نہیں ہے۔

مولانا مدنی نے اس سلسلے میں ملک کے وزیر داخلہ شری امت شاہ کو خط لکھ کر متوجہ کیا ہے کہ وہ ایسے بے قابو ہورہے حالات پر قدغن لگائیں اور ملک کو انارکی کی راہ پر لگاتار چلنے سے روکیں ۔مولانا مدنی نے خاص طور سے مدھیہ پردیش کے کھرگون میں ہوئے سانحہ پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھا ہے کہ یہاں اقلیتی طبقے کو کافی نقصان اٹھانا پڑا ہے۔ سماج دشمن عناصر کی جانب سے متعدد گھروں اور مذہبی مقامات کو نذر آتش کیا گیا اور لوٹ مار کی گئی۔ یہ دیکھنا انتہائی افسوسناک ہے کہ تشدد کے پھیلنے کے بعد اب مقامی انتظامیہ اقلیتی برادری کو ہراساں کرنے پر تلی ہوئی ہے۔نشان زد طریقے سے مسلمانوں کی املاک اور ان کی رہائش گاہوں کو مسمار کیا جارہا ہے۔مولانا مدنی نے سوال اٹھایا کہ ایسا کس قانون کے تحت کیا جارہا ہے؟ جب کہ آئین ہند کی بنیادی فعہ 21 کے تحت، ہر ملزم کو منصفانہ ٹرائل، ضمانت ،فوجداری وکیل کی خدمات ،مفت قانونی امداد حاصل کرنے کا حق ہے، نیز یہ ہندستان میں عدالتوں کے ذریعہ اختیار کردہ عمومی قانونی اصول ہے کہ جب تک کوئی ملزم مجرم ثابت نہ ہو جائے ، اس کے ساتھ بے قصوروں کی طرح ہی معاملہ کیا جائے گا۔لیکن اب ایم پی حکومت مکانات کو گرا کر آئین ہند کی خلاف ورزی کررہی ہے اور فاشزم پر مبنی اپنے اس عمل کا بے شرمی سے دفاع کررہی ہے۔ مولانا مدنی نے صاف کیا کہ فسادی چاہے کسی بھی قوم سے تعلق رکھتا ہو، وہ اس سے بیزاری کا اظہار کرتے ہیں، لیکن اس کے ساتھ ملک کے قانون کے مطابق ہی ایکشن ہونا چاہیے تاکہ لاء آف اینڈ پر لوگوں کا اعتماد قائم رہے۔مولانا مدنی نے وزیر داخلہ سے شکایت کی کہ جمعیۃ علماء کی مقامی یونٹ کے ذریعہ حاصل کردہ رپورٹ کے مطابق مقامی پولیس کی ٹیم اقلیتی برادری میں خوف کی نفسیات پیدا کررہی ہے۔ یہ سب دیکھ کر ملک میں ہر طرف اقلیتی برادری میں ناانصافی کا گہرا احساس پایا جاتا ہے۔مولانا مدنی نے وزیر داخلہ نے مطالبہ کیا ہے کہ کھرگون تشدد کی سچائی کو سامنے لانے کے لیے ایک اعلیٰ سطحی عدالتی تحقیقاتی کمیٹی تشلیل دیں، نیز ان تمام لوگوں کے خلاف مقدمہ چلایا جائے جنہوں نے جلوس کے دوران تشدد کو ہوا دی جس کی وجہ سے یہ پورا واقعہ ہوا۔ قانون نافذ کرنے والے اداروں کے امتیازی سلوک کا نوٹس لیتے ہوئے جائیدادوں کی مسماری کو فوری طور پر روکا جائے۔دوسری طرف جمعیۃ علماء ہند کے جنرل سکریٹری مولانا حکیم الدین قاسمی لگاتار کھرگون کے اعلی افسران سے رابطے میں ہیں، نیز جمعیۃ علماء کھرگون کے ذمہ داران مفتی رفیق اور حافظ ادریس سے رپورٹ لے رہے ہیں اور ہر ممکن اقدم کے ذریعہ امن وامان کے لیے کوشاں ہیں۔

بھارت اسکاؤٹ اینڈ گائیڈ جمعیۃ یوتھ کلب کا سہ روزہ تربیتی پروگرام ختم

لوگوں کو آفات سماویہ و ارضیہ سے بچانا اسکاؤٹ اینڈ گائیڈ کی ذمہ داری: مولانا افتخار احمد

بھارت اسکاؤٹ اینڈ گائیڈ جمعیۃ یوتھ کلب کا تین روزہ تربیتی پروگرام مدرسہ المعہد میں اختتام پذیر ہوا۔ اس تربیتی پروگرام میں شامل اسکاوٹ اور گائیڈ سے خطاب کرتے ہوئے مولانا افتخار احمد مفتاحی صدر جمعیۃ علماء مئو نے کہا کہ اسکاؤٹ کے متعدد بنیادی مقاصد ہوتے ہیں، جس میں انسانوں کو اس بات کا علم ہوتا ہے کہ اللہ کے بندوں پر کیا حقوق وفرائض ہیں، دیگر انسانوں کے جو حقوق وفرائض ہم پر واجب ہیں ان کو جاننا اور ان کی ادائیگی کی فکر کرنا اسکاؤٹ کے بنیادی مقاصد میں شامل ہے۔ خود اپنے جسم وجان کے تئیں خود کی کیا ذمہ داری ہے، یہ بھی اسکاؤٹ میں سکھایا جاتا ہے اور بتایا جاتا ہے۔اچانک اگر سیلاب آگیا اور لوگوں کی جانیں خطرات سے دوچار ہیں تو اس وقت ان کو اور اپنے آپ کو بچانے کی کیا صورت ہوگی، اگر کہیں آگ لگ جائے تو انسانوں اور حیوانوں کو بچانے کی کیا صورت ہوگی، یہ تمام باتیں اسکاوٹ کے مقاصد میں شامل ہیں۔مولانا نے شریک طلبہ سے کہا کہ مذہب سے اوپر اٹھ کر بلاتفریق مذہب وملت انسانیت کی خدمت کرنا اور انھیں آفات سے بچانے کی فکر کرنا اسکاوٹ اور گائیڈ کی ذمہ داری ہوتی ہے۔

مہمان خصوصی مولانا عبدالرب صدر جمعیۃ علماء اتر پردیش نے اپنے بیان میں کہا کہ بچوں کے گوناں گوں پروگرام کو دیکھ کر بہت فرحت اور مسرت ہوئی۔ انھوں نے مزید کہا کہ اللہ کے نزدیک طاقتور انسان کمزور اور ناتواں انسان سے بہتر ہوتا ہے۔ ورزش کرتے رہنے سے جسم کے اعضاء تندرست رہتے ہیں۔ایک تندرست انسان ہی لوگوں کی مدد کرسکتا ہے۔

مولانا حافظ عبدالحئ صدر جمعیۃ علماء مشرقی زون نے پروگرام کی ستائش کرتے ہوئے کہا کہ جمعیۃ علماء ہند کے صدر مولانا اسعد مدنی کی کاوشوں سے جمعیۃ یوتھ کلب کی تشکیل ہوئی ہے، اس تنظیم کے تحت بچوں کی ذہنی وجسمانی تربیت دی جاتی ہے۔ آفاتِ سماویہ کے متاثرین کو فوری راحت دینے کے طریقے بتائے جاتے ہیں۔ اسکاوٹ اور گائیڈ کو نورالبشر اور اورنگ زیب نے ٹرینڈ کیا۔اس موقع پر مولانا انور رشید، مولانا کمال اختر، مولانا ارشد جمال، مولانا اسلام الدین، مولانا عقیل احمد، مولانا شمیم احمد، حافظ اخلاق احمد، وقار احمد، حافظ الضار احمد، شاہد اختر پلازہ، سہیل احمد اجالا، شمیم احمد آشا، حاجی شکیل احمد، مفتی عبدالوحید، مولوی ابوذر مفتاحی، طفیل احمد، مولانا ولی الدین، مولانا فضل حق، مولانا بدرالزماں، حاجی خلیق احمد، قاری امیر الحسن، محمد عدنان، قاری جمیل احمد وغیرہ نے شرکت کی۔

مولانا اسلام الحق اسجد قاسمی جمعیۃ علماء وسطی اترپردیش کے عبوری صدر منتخب

جمعیۃ علماء وسطی اتر پردیش کی صدارت کے لیے ضلع لکھیم پور کے مولانا اسلام الحق اسجد قاسمی کو عبوری طور پر منتخب کرلیا گیا۔مجلس عاملہ کے آن لائن اجلاس میں تمام اراکین نے اتفاق رائے سے اس فیصلہ پر مہر لگادی۔ زون کے جنرل سکریٹری مفتی ظفر احمد قاسمی نے میٹنگ میں شریک اراکین عاملہ کو بتایا کہ جمعیۃ علماء ہند کے آئین میں کوئی بھی عہد یدار ایک جیسے دو مساوی عہدوں پر نہیں رہ سکتا، اسی کے تحت سید محمد وزین ہاشمی صدر جمعیۃ علماء لکھنؤ نے جمعیۃ علماء وسطی اتر پردیش کی صدارت سے استعفیٰ دے دیا ہے۔اب کے بعد اراکین عاملہ نے اجلاس کی صدارت فرمارہے لکھیم پور مولانا اسلام الحق اسجد میاں کا انتخاب جمعیۃ علماء وسط یو پی کے عبوری صدر کے طور پر کیا، عبوری صدر منتخب ہوئے مولانا اسلام الحق اسجد میاں نے اپنے بیان میں ملک کے موجودہ حالات سے ڈٹ کر مقابلہ کرنے کی بات کہی۔انہوں نے کہا کہ اس طرح کے حالات وقتی ہوتے ہیں، ان مسائل میں جذباتیت اور اشتعال انگیزی کے بجائے حکمت وبصیرت کے ساتھ ہمیں عزم وحوصلے کا سبق دینا ہے۔

جلسے میں بطور مہمانِ خصوصی شریک رہے جمعیۃ علماء اتر پردیش کے نائب صدر مولانا امین الحق عبداللہ قاسمی نے ملک کے بدلتے ہوئے حالات اور سیرت نبوی کے حوالے سے گفتگو کی۔ مولانا نے ملک کے بدلتے منظرنامے اور بحثیت مسلمان ہماری ذمہ داریوں پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔مولانا نے اکابرین جمعیۃ کے ایمان افروز اور جان فروش کردار کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ ان حالات میں مشتعل اور مایوس ہونے کے بجائے ہم اپنے اکابر کی قربانیوں سے روشنی لے کر صحیح موقف اور مستقبل کا لائحۂ عمل امت کے سامنے پیش کریں۔ایک خاص سازش کے تحت ہمارے حوصلے پست کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ناظم اجلاس مفتی ظفر احمد قاسمی نے بتایا کہ ماہ شوال کے آخر میں جمعیۃ علماء ہند کی مرکزی منتظمہ کا اجلاس دیوبند میں منعقد ہورہا ہے جس کی کچھ ذمہ داری وسطی زون بھی ڈالی گئی ہے۔اس پر اتفاق رائے سے انتظامات کی ذمہ داریاں زون کے اضلاع کے درمیان تقسیم کی گئیں۔ اجلاس میں مولانا اسلام الحق اسجد میاں قاسمی ،مولانا امین الحق عبداللہ قاسمی اور مفتی ظفر احمد قاسمی کے علاوہ مولانا عبدالرب قاسمی فرخ آباد، مولانا عبدالجبار قاسمی ہردوئی، مفتی عبدالرحمٰن مظاہری لہرپور، مولانا مختار عالم مظاہری اناؤ، ڈاکٹر حلیم اللہ خاں کانپور، مولانا نورالدین احمد قاسمی کانپور ، مولانا محمد اظہار قاسمی کانپور دیہات، مولانا محمد کلیم جامعی قنوج، مفتی محمد سلمان قاسمی باندہ، مولانا محمد مرشد قاسمی کوشامبی، مولانا مطیع الحق انظر لکھنؤ، حافظ محمد شہباز محمودی فتح پور، مولانا احمد عبداللہ رسول پوری، مولانا محمد جمال قاسمی بارہ بنکی، مفتی صہیب احمد قاسمی بہرائچ، مولانا سلطان احمد جامعی جالون، مولانا یاسر عبد القیوم قاسمی ہردوئی، قاری عبدالمعید چودھری کانپور، مفتی اظہار مکرم قاسمی کانپور، مولانا محمد اسماعیل قاسمی کانپور دیہات، مولانا محمد عابد قاسمی اوریا، مولانا اعجاز احمد ندوی سیتاپور، ڈاکٹر سلمان خالد لکھنؤ، مولانا ذوالفقار نقشبندی فرخ آباد، مولانا شکیل الدین ندوی ہمیر پور، مولانا بلال احمد قاسمی سیتاپور، مولانا محمد شعیب مبین مظاہری باندہ، حافظ مصباح الدین باندہ، مولانا محمد عمران قاسمی شاہجہاں پور کے علاوہ دیگر لوگ موجود رہے۔

مراسلات

ادارہ کا مراسلہ نگار کی رائے سے اتفاق ضروری نہیں

گائے کے اصلی دشمن کون؟

مکرمی! ہم نے بچپن میں مولانا اسماعیل میرٹھی کی اردو کتابیں پڑھی تھیں، ان میں ایک نظم گائے پرتھی اس کا ایک شعر بچوں کے زبان زد ہوا کرتا تھا اور انہیں لہک لہک کر پڑھا جاتا تھا۔

رب کا شکر ادا کر بھائی
جس نے ہماری گائے بنائی

ہم تو اب بھی اس حوالے سے شکر کے ہی قائل ہیں، لیکن فرقہ پرستوں اور مرکزی حکومت کے اہل کاروں کا جو رویہ ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اب فرقہ پرستوں کو صرف یہی یاد رہ گیا ہے کہ:

گائے ہماری ماتا ہے
اس کے آگے کچھ نہیں آتا ہے

اور گائے کے ساتھ جو سلوک وہ لوگ کررہے ہیں وہ دن کے دوپہر کی دھوپ سے زیادہ روشن ہے، گائے کے کاروباری وہی لوگ ہیں، وہی بیچتے اور خریدتے ہیں، ماں کو بیچنے اور خریدنے کا کام بذات خود کتنا گھٹیا ہے، اس سے قطع نظر یہ لوگ گائے کے دودھ دینے کی صلاحیت ختم ہوئی اور اسے سڑکوں پر چھوڑ دیتے ہیں، جس کے نتیجے میں سڑکیں مسدود ہوتی ہیں، اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ کسی تیز رفتار گاڑی کی ٹکر سے وہ پرلوک سدھار جاتی ہیں، زیادہ تر حالات میں ان کے جسم ہڈی کا ڈھانچہ رہ جاتا ہے اور وہ بھوک سے تڑپ تڑپ کر مرجاتی ہیں، اگر ہندو دھرم کے ہی ماننے والے کسی مردار کھانے والے نے رحم کردیا تو وہ ان کی غذا کا حصہ بن جاتی ہیں، بصورت دیگر پولوشن پیدا کرتی ہیں، جس کے نتیجے میں انسانوں کا جینا دوبھر ہوجاتا ہے۔

غلام ہندوستان میں انگریزوں کی یہ پالیسی مشہور تھی کہ جھوٹ کو اس طرح بولو اور اس قدر بولو کہ لوگ اسے سچ سمجھنے لگیں، گائے کے سلسلہ میں بھی یہی ہوا ہے کہ مسلمانوں کے ذریعہ گاؤکشی اور گوشت خوری کا ایسا پروپیگنڈہ اور چرچا کیا گیا کہ مسلمانوں کو گائے کا دشمن قرار دیا جانے لگا، حالانکہ تاریخی طور پر دیکھیں تو مغلیہ دور حکومت میں، مسئلہ کی رو سے نہیں رواداری اور برادران وطن کے جذبات کی رعایت کرتے ہوئے، اکبر نے گئوکشی پر مکمل پابندی لگادی تھی۔۱۱/جنوری ۱۵۲۹ء کو بابر نے ہمایوں کو گئوکشی نہ کرنے کی نصیحت کی تھی، مقصد ہندؤوں کے جذبات کی رعایت تھی، شیر میسور ٹیپو سلطان کے عہد میں بھی یہ رویہ برقرار تھا، گاندھی جی نے ۱۹۱۷ء میں مظفر پور میں گئوکشی کے خلاف اپنی تقریر میں اس بات کا اقرار کیا تھا کہ انگریز روزانہ بیس ہزار اور سالانہ ایک کروڑ گایوں کو اپنی خوراک بنالیتے ہیں، گاندھی جی کی ساری تگ ودو کے بعد بھی انگریز اور ہندو گوشت خوروں کو نہیں روکا جاسکا، اور گائے ماتا اپنے معتقدوں کی خوراک بنتی رہی، خصوصاً شیڈول کاسٹ کے لوگ، گوڈ، کورکو، بھیل، جن جاتی، ون واسی، جنگلی قبائل ، ناگا، عیسائی، نیپالی، گورکھے، مایا، پارسی ، چمار، بھنگی، اور جنوبی ہندوستان کے باشندوں نے اس تحریک سے کوئی اثر نہیں لیا اور گاندھی جی ان کو یہ سمجھا نہیں پائے کہ آخر انسان کی ماں گائے کس طرح ہوسکتی ہے، یہ بات اس لیے بھی ناقابل فہم رہی کہ ڈارون کے نظریۂ ارتقاء کو دلائل کی روشنی میں رد کیا جاچکا تھا کہ انسان بندروں کی ترقی یافتہ شکل ہے، جس سے بڑی مماثلت انسانی اعضاء اور طریقۂ زندگی میں بیان کیا جاتا رہا تھا، گائے اور انسان میں تو کسی درجہ میں مماثلت بھی نہیں ہے، پھر وہ انسانوں کی ماں کس طرح ہوسکتی ہے، ناقابل فہم ہونے کے باوجود گاندھی جی کے قتل کے بعد ان کے جانشیں اور بھودان تحریک کے بانی ونوبا بھاوے نے اس کام کا بیڑا اٹھایا اور تحفظ گائے کے مسئلہ کو ملک گیر بنادیا۔۱۹۷۷ء میں فرقہ پرستوں نے اس کا سیدھا رخ مسلمانوں کی طرف کردیا اور اس سلسلے میں ناگپور میں منعقد ملک گیر گئو رکچھا سمیلن کے نام پر شدت پسندوں کے جذبات بھڑکا کر مسلمانوں کے خلاف کرنے کا کام کیا گیا، تب سے آج تک اس معاملہ میں حقیقت پسندی کے نقطۂ نظر سے نہیں، سیاسی روٹی سینکنے کی غرض سے اس مسئلہ کو اچھالا جاتا رہا ہے۔

حقیقت پسندانہ نقطۂ نظر یہ ہے کہ سرکار کی نگرانی میں بڑے پیمانے پر ملک اسے برآمد کررہا ہے، ۱۹۷۳ء سے ۱۹۸۰ء تک ایک لاکھ بائیس ہزار ایک سو پچاسی ٹن بلکہ اس سے بھی زائد گوشت باہر ملکوں میں بھیجا گیا، اس کے علاوہ بعض مندروں میں کالی ماتا کے سامنے گایوں کی قربانی پیش کرنے کا رواج آج بھی موجود ہے، مثال کے طور کاٹھمنڈو سے کچھ دور ’دکشن کالی‘ مندر کا ذکر کیا جاسکتا ہے، جہاں گائے کی بلی دینے کے بعد اس کے گوشت کو پرساد کے طور پر تقسیم کیا جاتا ہے، حوالہ کے طور پر ۲۶/جولائی ۱۹۸۷ء کے گجراتی ماہنامہ ’نیج‘ میں ڈاکٹر جے کوٹھاری کا نیپالی سفرنامہ ’گورکھا دیکھا تیرا گاؤں‘ کا مطالعہ کیا جاسکتا ہے۔اس ساری تفصیل کا حاصل یہ ہے کہ گائے کے دشمن مسلمان نہیں؛ بلکہ وہی لوگ ہیں، جو انہیں ماتا کہتے ہیں، جس دن یہاں کے فرقہ پرست یہ بات سمجھ لیں گے، اس دن سے گائے کے نام پر سیاست بند ہوجائے گی۔

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

سحری کیلئے بیدار کرنے کا مروّجہ طریقہ انتہائی غلط

مکرمی! اکثر بستی میں سحری کے لیے بیدار کرنے کا موجودہ طریقہ انتہائی غلط ہے۔تین گھنٹہ پہلے ہی سے لاؤڈ سپیکر بلند کرکے قرآن کریم کی تلاوت یا نعت النبی کا سلسلہ جاری کرنا اور ہر دس منٹ پر اعلان کرنا یہ کہاں کی عقلمندی ہے؟ جبکہ ہر شخص سویا رہتا ہے، البتہ عورتیں بیدار بھی ہوتی ہیں، تو سحری تیار کرنے میں مشغول ہوجاتی ہیں، اور افسوس یہ کہ قرآن کریم اور نعت النبی کوئی سنتا تک بھی نہیں ہے، جس کی وجہ سے ان کی کافی بے حرمتی ہوتی ہے۔اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ بلاضرورت لاؤڈ اسپیکر کے استعمال سے غیروں کو اذیت پہنچنے کے ساتھ ساتھ اپنوں کو بھی شدید تکلیف پہنچتی ہے، واضح رہے کہ خود مجھے بھی دقت ہوتی ہے۔شریعت اسلامیہ میں ایذائے مسلم حرام ہے؛ اس لیے مسجد کے ذمہ داران کو موجودہ مروجہ طریقے پر انتہائی سنجیدگی سے غور وفکر کرنے کی ضرورت ہے۔

انوار الحق قاسمی

ALJAMIAT (URDU WEEKLY) NEW DELHI — Postal Registration No. DL(C)-01/1267/2021-23
Publishing Date: **8 April 2022** — Posting Days **MON. TUE.** at **N.D.P.S.O.** New Delhi — R.N.I. 38985/82

منظر پس منظر — عارف عزیز، بھوپال

رمضان خیر وبرکت کا مہینہ • انجام سے یہ بے خبری کیوں؟

رمضان خیر وبرکت کا مہینہ

رمضان المبارک پھر آ پہنچا ہے اگرچہ مادی نگاہوں سے اس ماہ رحمت اور دوسرے مہینوں میں کوئی خاص امتیاز محسوس نہیں ہوتا لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس ماہ اور دوسرے مہینوں میں نمایاں فرق ہے۔ اتنا نمایاں کہ اگر وہ ہم پر ظاہر ہو جائے تو بلاشبہ ہم بھی اللہ تبارک وتعالیٰ کے خاص بندوں کی طرح سال بھر نہایت بے چینی سے اس کے منتظر رہا کریں، جیسا کہ خود حضور پاک علیہ السلام نہایت اشتیاق کے ساتھ منتظر رہا کرتے تھے۔

محدثین کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب رجب کا چاند دیکھتے تو اللہ تعالیٰ سے دعا فرماتے کہ ”اے اللہ ہمارے رجب وشعبان کو ہمارے لئے مبارک کر اور رمضان تک ہمیں پہنچا دے اور جب شعبان کی ابتداء ہوتی تو رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کثرت سے روزے رکھنا شروع فرمادیتے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ بیان کرتی ہیں کہ ”حضور پاک رمضان المبارک کے علاوہ تمام مہینوں سے زیادہ روزے صرف شعبان میں رکھتے

اسلام میں عبادتیں اور بھی ہیں لیکن رمضان کی طرح طویل مشقت اور پورا ایک ماہ دن بھر کھانے پینے اور دیگر شہوات سے اجتناب آسان نہیں، اسے وہی کرسکتا ہے جسے اس عمل سے پوری رغبت ہو اور جس میں اپنے مالک حقیقی کے احکام بجا لانے کا غیر معمولی جذبہ بھی پایا جاتا ہو۔

تھے بلکہ کبھی تو پورا ماہ روزوں میں گزارتے تھے“

دراصل روزہ میں جسمانی ومادی کثافتوں سے دور رہنے اور روحانی لطافتوں کے حاصل کرنے کا خصوصی اہتمام ہوتا ہے چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ”تمہارے پاس رمضان کا مبارک مہینہ آیا جس کے روزے تمہارے اوپر فرض کئے گئے اس میں آسمان کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کردیئے جاتے ہیں۔ نیز سرکش وشیاطین جکڑ دیئے جاتے ہیں“۔

جیسا کہ مندرجہ بالا تفصیل سے واضح ہوتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو رمضان المبارک کا اشتیاق نیز اس کی رحمتوں وبرکتوں کا سال بھر انتظار رہا کرتا تھا، کیوں نہ رہے رمضان المبارک کا مہینہ تاریخ اسلام اور شریعت محمدی دونوں میں اہمیت کا حامل ہے اسی ماہ میں وحی الٰہی کا سلسلہ شروع ہوا۔ نوعِ انسانی کے پاس زندگی کا آخری لیکن مکمل نظام آیا اور زمین والوں کے لئے آسمانی ہدایت کے دروازے کھل گئے، اسی ماہ میں پیغمبر اسلام غارِ حرا میں معتکف تھے کہ آپ پر قرآن حکیم کی پہلی آیت نازل ہوئی اور ہر ایک امتی کا سینہ علم ومعرفت کا گنجینہ بن گیا کائنات کے سربستہ راز اس پر منکشف ہونے لگے۔ جمالِ حقیقت کا اسے مشاہدہ ہوا۔ اسی لئے رمضان المبارک میں ہر مسلمان قرآن کی تلاوت سے خاص شغفت رکھتا ہے اور کم از کم ایک بار تو اکثر مسلمان اس مہینہ میں قرآن پاک ختم کرلیتے ہیں یہ گویا اس عمل کی نقل ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت جبرئیل کے ساتھ اسی ماہ میں قرآن مجید کا دورہ کرتے تھے۔ اس کے علاوہ رمضان میں روزے بھی رکھے جاتے ہیں اور اللہ کے بندے موسم کی شدت کی پرواہ کئے بغیر صبح کے آغاز سے غروب آفتاب تک نہ ایک دانہ منہ میں ڈالتے ہیں اور نہ ایک قطرہ پانی پیتے ہیں، اسی مناسبت سے اس ماہ کو صبر کا مہینہ کہا جاتا ہے۔

اسلام میں عبادتیں اور بھی ہیں لیکن رمضان کی طرح طویل مشقت اور پورا ایک ماہ دن بھر کھانے پینے اور دیگر شہوات سے اجتناب آسان نہیں، اسے وہی کرسکتا ہے جسے اس عمل سے پوری رغبت ہو اور جس میں اپنے مالک حقیقی کے احکام بجالانے کا غیر معمولی جذبہ بھی پایا جاتا ہو، اس طرح یہ مہینہ مسلمانوں کو حکم الٰہی کی مسلسل پابندی کا عادی بناتا ہے اور راہ حق میں ہر قسم کی مشکلیں جھیلنے کی صلاحیت پیدا کرتا ہے اور یہی سبب ہے کہ اللہ تعالیٰ بھی روزہ دار سے خصوصی معاملہ کرتے ہوئے کہتا ہے کہ: ”روزہ میرے لئے ہے اس کا بدلہ میں ہی دوں گا۔“

خوش قسمت ہیں وہ لوگ جنہیں یہ مبارک مہینہ ملے اور وہ اس میں روزہ رکھ کر اور قرآن حکیم کی تلاوت کر کے خود کو الطافِ الٰہی کا مستحق بنالیں خاص طور پر روزے کے فوائد کسی سے پوشیدہ نہیں نہ اس بارمیں طول طویل تفصیل کی ضرورت ہے۔ قرآں مجید میں اس کی خوبیاں صرف ایک لفظ میں واضح کردی گئی ہیں وہ کہتا ہے کہ ”اے ایمان والو! جس طرح تم سے پہلے کے لوگوں پر روزے فرض کئے گئے اسی طرح تم پر بھی روزے فرض کئے گئے ہیں تاکہ تم پرہیزگار ہو جاؤ۔“

پرہیزگاری یعنی تقویٰ اگرچہ ایک لفظ ہے لیکن معانی کی ایک پوری کائنات اس میں پوشیدہ ہے اور حقیقت میں خداترسی اس میں پوشیدہ ہے اور حقیقت میں خدا ترسی اور پاکبازی کی زندگی بسر کرنا تقویٰ کی نشانی ہے۔ حضرت عمر فاروقؓ سے ایک بار کسی صحابی نے سوال کیا کہ تقویٰ کی روح کیا ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ زندگی کے خاردار سے دامن بچا کر نکل جانے کا نام تقویٰ ہے۔

اس تشریح سے واضح ہوتا ہے کہ رمضان کے روزے ایک مسلمان میں دنیا کی آلودگیوں سے محفوظ رہنے کا بہتر سلیقہ پیدا کرتے ہیں جس نے توفیق الٰہی کے طفیل اس ماہ کو اللہ اور اس کے رسول پاک کی ہدایت کے مطابق پاکیزگی، خداترسی اور پرہیزگاری کے ساتھ اپنی جان کو اطاعت خداوندی کے لئے تیار کرلیا وہ قابل مبارکباد ہے۔ اسی لئے کہا گیا ہے کہ ایک رمضان دوسرے رمضان تک کی غلطیوں کا کفارہ ہے جس نے اس میں پوری توجہ کے ساتھ خدائے بزرگ وبرتر کو یاد کیا اس کے تمام پچھلے گناہ معاف ہوگئے کیونکہ روزہ کی برکت سے اور اس فیضان الٰہی کی تاثیر سے جو نزول قرآن کی نسبت سے اس ماہ میں زمین پر نازل ہوتا رہتا ہے گناہوں کی فضا باقی نہیں رہتی شیطانی عمل دخل ختم ہو جاتا ہے اور فرمانبرداری کی کیفیات میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے اس سال پھر مسلمانوں کو اس سعادت کے حصول کا موقع ملا ہے جسے ہاتھ سے جانے نہ دیں کیونکہ زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں جس کی بنیاد صرف سانس کے آنے جانے پر ہو۔ اس کے استحکام کی ذمہ داری کون لے سکتا ہے کبھی کبھی بادِ مخالف کے ایک جھونکے سے شمع حیات گل ہو جاتی ہے پھر آج کل تو زندگی کی ناپائیداری پہلے سے زیادہ بڑھ گئی ہے اس لئے ہوشمندی کا تقاضا یہ ہے کہ اس خیر وبرکت کے زمانے کو غفلت میں ہرگز ضائع نہ کیا جائے بلکہ اس کے ذریعہ دنیا وآخرت میں سرخروئی کا سامان کیا جائے۔

انجام سے یہ بے خبری کیوں؟

اندلس میں مسلمانوں کا آخری دور جتنی حیرتوں اور عبرتوں پر مشتمل تھا برصغیر میں مسلمانوں کے موجودہ حالات اس سے کم تشویش ناک ودل برداشتگی پر مبنی نہیں اس دور میں ہر نئے حملے کے بعد مسلمان کسی نہ کسی حیثیت سے پسپائیت کا شکار ہو جاتے تھے لیکن ہزیمت کا یہ صدمہ ان کی غیرت کو للکارنے کے بجائے ان میں پہلے سے زیادہ بددلی اور کم حوصلگی پیدا کردیتا تھا اور وہ ہر نئی یورش کے بعد اپنے خول میں مزید سکڑ جاتے تھے۔ ان کے بیدار مغز اور باشعور افراد کو مصائبِ وقت کی بے رحمی اور ویران مستقبل کا خوب اندازہ تھا چنانچہ مورخوں کے بقول: ”غرناطہ کے کسی چوراہے پر جب بھی دو سنجیدہ آدمی ملاقات کرتے تو ان کی گفتگو کا پہلا فقرہ یہی ہوتا تھا کہ ہمارا انجام کیا ہوگا۔“

لیکن انجام کے متعلق سوال وجواب کی رسم ادا کرلینے یا اس کے خوف کا صرف اظہار کردینے سے انجام کبھی رکا نہیں، بربادیوں کی آگ میں بھی جوش وعمل کا مظاہرہ کرنے کے بجائے، کاہلی اور خود فریبی قومی شعار بن جائے تو زندہ وتوانا رہنے کی امید اور بھی کمزور پڑ جاتی ہے۔

ہندوستان میں بھی عرصہ سے یہی صورت حال ہے جس کا سلسلہ مستقبل میں بھی جاری رہا تو ایک زمانہ وہ آسکتا ہے جب آج کے دور میں سیاست وقیادت کا فرض انجام دینے والے اور صاحب مال واقتدار افراد تو باقی نہیں رہیں گے مگر ان کے اعمال وکردار کا جائزہ لے کر مستقبل کا مورخ ضرور حیران رہ جائے گا کہ آخر پندرہ بیس کروڑ کی یہ قابل لحاظ انسانی طاقت وقت کے طوفان میں خس وخاشاک کی طرح کیسے بہہ گئی جبکہ وہ ایک اعلیٰ تہذیب، بہترین دماغ اور اس عددی قوت کی حامل تھی جس کی شیرازہ بندی کرلی جاتی تو وقت کے حیرت انگیز کارنامے منظر عام پر آتے۔

آج مسلمانوں کی اربوں مالیت کی وقفیہ املاک تباہ کی جارہی ہیں، ان کے وہ قبرستان جہاں ان کے تہذیبی دینی اور سماجی سرمایہ کے امین دفن ہیں کھود کر میدان میں بدلے جارہے ہیں فرقہ وارانہ فسادات روزمرہ کا معمول بن گئے ہیں۔ مسلمانوں کی عام اقتصادی بدحالی، بیروزگاری، اور بے حیثیتی کا یقین ضرب کے حسابی اضافہ کے ساتھ آگے بڑھ رہا ہے مگر انسانوں کے رہنما، قائد، جماعتی، حدبندیوں، شخصی دائروں اور نظریاتی بحثوں میں مصروف ہیں۔ اسی بھوپال میں مسلمانوں کے پاس اتنے صاحبِ استطاعت افراد موجود ہیں کہ ان میں سے کوئی ایک عزم کے ساتھ کھڑا ہو جائے تو بیشتر مسلمانوں کی حالت بدل سکتی ہے، کسی ایک یا چند سرمایہ داروں کا نام لینا یہاں مناسب نہیں عمومی طریقے سے یہی عرض کیا جاسکتا ہے کہ مسلمانوں کے لئے قومی سرمایہ کی عدم موجودگی اکثر محرومیوں کا سبب بنتی رہی ہے۔ جبکہ وسائل کی فراہمی کے ساتھ سلیقہ اور ہمت سے کام لیا جائے تو ایسی ایک حالت اس ملک یا اس شہر میں پیدا جاسکتی ہے کہ مختصر مدت میں ہی یہاں کے مسلمان صورت حال پر اثر انداز ہونے والے بن جائیں۔ سکھ،

جب آفات آتی ہیں تو خاص وعام کو نہیں دیکھا کرتیں، راتوں رات کروڑپتی اصحاب بے یار ومددگار بن کر رہ جاتے ہیں اس لئے اگر یہ عرض کیا جائے تو غلط نہ ہوگا کہ ہندوستان میں اصل مسئلہ غریبوں کا نہیں امیروں کا ہے جب حالات بدلتے ہیں تو سب سے زیادہ نقصان امیروں کو پہنچتا ہے۔

پارسی اور خود مسلمانوں کے بعض ذیلی فرقوں کی مثال ہمارے سامنے ہے جو پوری مسلم قوم کے مقابلہ میں اپنی عددی قلت کے باوجود کہیں زیادہ اثر انداز ہیں۔

قابل غور بات یہ ہے کہ جب آفات آتی ہیں تو خاص وعام کو نہیں دیکھا کرتیں، راتوں رات کروڑپتی اصحاب بے یار ومددگار بن کر رہ جاتے ہیں اس لئے اگر یہ عرض کیا جائے تو غلط نہ ہوگا کہ ہندوستان میں اصل مسئلہ غریبوں کا نہیں امیروں کا ہے جب حالات بدلتے ہیں، تغیر کا سیلاب انگرائیاں لیتا ہے اور تباہی کی بادِ سموم اٹھتی ہے تو سب سے زیادہ نقصان امیروں کو پہنچتا ہے۔ حالانکہ مسلمانوں سے متعلق حکمراں، مسلمانوں کے سرمایہ دار اور مسلمانوں کے رہنما اپنے آپ کو عام سطح سے ماورا رکھنا چاہتے ہیں لیکن نظامِ قدرت یہی ہے کہ جب غیر معمولی حالات رونما ہوتے ہیں تو خاص وعام میں سرِ مو امتیاز نہیں کرتے۔ ◻◻

جمعیۃ علماء ہند کے محترم صدر اور دارالعلوم دیوبند کے معاون مہتمم
امیرالہند حضرت مولانا قاری **سیدمحمد عثمان** صاحب منصورپوری نوراللہ مرقدہٗ
کی حیات وخدمات پر مشتمل
ہفت روزہ الجمعیۃ نئی دہلی کا
امیرالہند رابع نمبر
اپنی پوری شان کے ساتھ منظر عام پر آچکا ہے
صفحات: ۸۱۲ — سائز: ۲۳×۳۶/۸ — قیمت -/800
رابطہ: ہفت روزہ الجمعیۃ، مدنی ہال (بیسمنٹ) ۱، بہادر شاہ ظفر مارگ، نئی دہلی ۲
موبائل: 09868676489 — ای میل: aljamiatweekly@gmail.com

ہفت روزہ **الجمعیۃ** انٹرنیٹ پر بھی دستیاب ہے، لاگ آن کریں: **www.aljamiat.in**
رابطہ: **9811198820** ای۔میل: **aljamiatweekly@gmail.com**

شرح خریداری

سالانہ	200/-
ششماہی	100/-
فی پرچہ	5/-
پاکستان اور بنگلہ دیش کے لئے	2500/-
دیگر ممالک کے لئے	3000/-

رابطہ: مینیجر ہفت روزہ الجمعیۃ مدنی ہال (بیسمنٹ) ۱، بہادر شاہ ظفر مارگ، نئی دہلی ۲
فون: 011-23311455

ضروری اعلان

آپ براہِ کرم مدتِ خریداری ختم ہوتے ہی زرِ سالانہ ارسال فرمائیں۔ خط وکتابت میں خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔
ادائیگی کے طریقے: (1) بذریعہ منی آرڈر
(2) PhonePe یا Paytm کے ذریعہ
9811198820 پر
ALJAMIAT WEEKLY
(3) آن لائن ادائیگی کیلئے بینک اکاؤنٹ کی تفصیل
A/c. 912010065151263
Axis Bank, Branch: Chitranjan Park, N.D.
IFS Code : UTIB0000430

Printed & Published by **Mohammad Taiyab Khan** on behalf of Jamiat Trust Society printed at Shervani Art Printers, 1480, Qasimjan Street, Ballimaran, Delhi-6 and Published from Madani Hall,1, Bahadur Shah Zafar Marg, New Delhi-110002. Editor **MOHD. SALIM**, Ph. No. 23311455, 23317729, Fax No.: 23316173.
Designing & Composing: HUMRAN AZMI